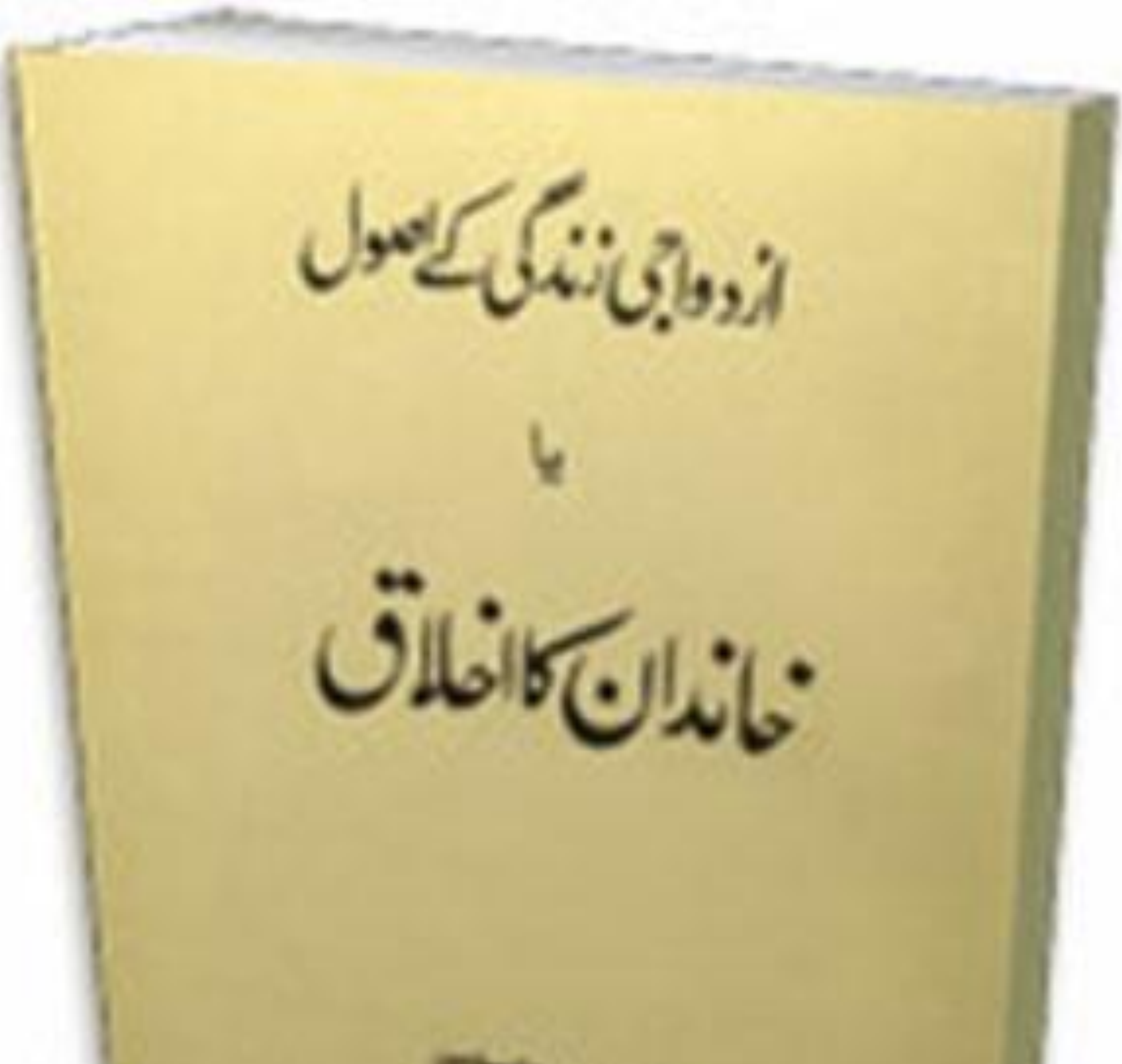
ازدواجی زندگی کے اصول
یا
خاندان کا اخلاق

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

نام کتاب: ازدواجی زندگی کے اصول یا خاندان کا اخلاق

مصنّف: حجۃ الاسلام و المسلمین ابراہیم امینی

ترجمہ: محترمہ عندلیب زہرا کامون پوری

کتابت: سید قلبی حسین رضوی کشمیری

ناشر: سازمان تبلیغات اسلامی روابط بین الملل ۔ تہران ۔ اسلامی جمہوریہ ایران پوسٹ بکس ۱۳۱۵۵۱۳۱۳

تعداد: ۵۰۰۰

تہیہ و تنظیم: شعبہ اردو ۔ سازمان تبلیغات اسلامی

تاریخ: جمادی الثانی سنہ ۱۴۱۰ھ

عرض مترجم

دوسری زبانوں کے لٹریچر اپنی زبان میں منتقل کرنے کا مقصد کسی قوم کے ادب و ثقافت اور تہذیب و تمدّن سے اپنی قوم اور اپنے ہم وطنوں کو روشناس کرانا ہوتا ہے _ ترجمہ کا کام ہر دور میں ہوتا رہا ہے اور یہ بڑی عمدہ روش ہے _

البتہ زیر نظر کتاب کا ترجمہ مذکورہ مقصد کو سامنے رکھ کر نہیں کیا گیا ہے بلکہ ترجمہ کے لئے اس کتاب کو منتخب کرنے کے کچھ دوسروے اسباب ہیں _

خاندان میں افراد کے درمیان باہمی تعلقات و روابط اوراخلاق کے متعلق اردو میں جامع اور قابل قدر تصانیف بہت کم نظر آتی ہیں خصوصاً ہماری زبان میں ایسی کتابونکی بے حد کمی ہے جس میں ان روابط کو قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ اطہار (ع) کی روشنی میں بیان کیا گیا ہو _

ہم سبھی اپنے اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کی ادائیگی میں رات دن مشغول رہتے ہیں لیکن اگر اس میں خدا کی خوشنودی کا تصور بھی شامل رہے اور اگر ہم اس بات سے واقف ہوں کی خدا کی نظر میں ہمارے روزمرہ کے معمولی سے معمولی کاموں کی بھی کتنی اہمیت ہے ، تو ان کاموں کی قدر و قیمت کئی گنا بڑھ جاتی ہے _

مثلاً خواتین رات دن گھرواری کے گوناگوں کاموں میں مشغول رہتی ہیں ان صبر آزما کاموں کو ہنسی خوشی یا بدلی کے ساتھ چار و ناچار انجام دینا ہی پڑتا ہے _ البتہ اگر انھیں یہ معلوم ہوجائے کہ

یہ تمام کام محض ان کے فرائض کی انجام وہی میں شامل نہیں ہیں بلکہ ان کا شمار عبادات الٰہی میں ہوتا ہے اور خداوند عالم نے اسے عورت کے جہاد سے تعبیر کیا ہے تو ان کاموں کو انجام دینے میں زیادہ شوق ، دلچسپی اور لگن پیدا ہوگی۔ اور جو کام ذوق و شوق اور دلچسپی کے ساتھ انجام دیا جائے خواہ وہ کیسا ہی تھی تھکا دینے والا کیوں نہ ہو اس میں زیادہ تھکن کا احساس نہیں ہوتا۔ البتہ وہی کام اگر مجبوری اور اپنے اوپر مسلط سمجھ کرکیا جائے توچونکہ دل جمعی اور دلچسپی کے ساتھ نہیں کیا جاتا ، اس لئے اس میں تھکن زیادہ محسوس ہوتی ہے اور اکتا ہٹ بھی قائم رہتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جو کام ہم پر ہماری مرضی کے بغیر مسلط کئے جاتے ہیں ان کو ہم اچھی طرح انجام نہیں دے پاتے لیکن جن چیزوں سے ہم کو دلچسپی ہے ان کاموں کو ہم مختصر وقت میں اور بہتر طریقے سے انجام دیتے ہیں۔

بچّے کی پرورش آسان کام نہیں۔ ماں دن بھر کے کاموں کے بعد تھک کررات کو سنا چاہتی ہے مگر بچّے کو کسی وجہ سے نیند نہیں آرھی ہے وہ بے چین ہے۔ کبھی بہانے کرکے روتا ہے کبھی کسی چیزکی فرمائشے کرتا ہے۔ ماں پرنیند کا غلبہ ہے۔ ایک طرف نرم و گرم بستر آرام کرنے کی دعوت دے رہا ہے دوسری طرف بچے کو پرسکون کرنا ہے۔ ماںتا کا عظیم جذبہ ہر چیز پر غالب آتا ہے وہ اپنا آرام بھول کر بچے کو آرام پہونچانے کی فکر میں لگ جاتی ہے۔ ماںتا کا یہ جذبہ خداوند رحیم و کریم کا ہی عطا کردہ ہے لیکن اگر ماں کے دل میں بچّے کی محبت کے ساتھ یہ جذبہ بھی شامل رہے کہ وہ خدا کی معصوم مخلوق اور معاشرہ کی ایک فرد کی خدمت انجام دے رہی تو یقینا اجر میں کئی گنا اضافہ ہوجائے گا۔

آج کل بعض خواتین بچوں کو دودھ پلانا معیوب سمجھتی ہیں اگر انھیں یہ معلوم ہوجائے کہ ان کے بچے کی صحت و سلامتی نیز ذہنی و جسمانی نشو و نما اور کردار سازی کے لئے ماں کا دودھ کتنی اہمیت رکھتا ہے نیز خدا و رسول (ص) نے بھی اس کی بہت تاکید کی ہے اور اس کا بڑا اجر مقرر فرمایا ہے تو یقین ہے مومن خواتین اس سے ہوے والے دہرے فائدے کو نظر انداز نہیں کریں گے ۔ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ماؤں کی یادآوری کے لئے دودھ کے ڈبوں پر حضرت رسول اکرم (ص) کے اقوال درج ہوتے ہیں۔

اسی طرح کسب معاش اور بیوی بچّوں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے مرد کو گھر سے باہر گوناگوں مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے البتہ کسی کو کم زحمات کے ساتھ روزی مہیّا ہوجاتی ہے اور کسی کو اس کے حصول کے لئے بے حد زبردست صبر و ضبط اور محنت و مشقّت سے کام لینا پڑتا ہے ـ البتہ اگر مرد کو خدا کے نزدیک اپنے عمل کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوجائے اور وہ اپنے فرائض کو خوشی خوشی اور خوشنودی خدا کے تصور کو سامنے رکھ کر انجام دے تو اس کو کہیں زیادہ ثواب ملے گا ـ

اسلام میں عورت و مرد دونوں کو حقوق عطا کئے گئے ہیں اور ان کی جسمانی ساخت کی مناسبت سے عادلانہ طور پر ان کے فرائض بھی مقرر کئے گئے ہیں ـ

ہم کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے اور اپنی مقدس کتاب قرآن مجید بے حد عزیز ہے لہذا ہم میں سے ہر مسلمان عورت و مرد کا فرض ہے کہ اسلام کی روشنی میں اپنے حقوق و فرائض کو سمجھ کر اس پر عمل کریں اور اپنے مثال کردار کے ذریعہ اپنے مقدس دین کی تبلیغ کریں ـ

زیر نظر کتاب ایک مشہود و معروف عالم دین اور مصنف کی فکر کا نتیجہ ہے اس کتاب میں بعض جملوں یا مفہوم کی تکرار کی گئي ہے لیکن اسے مصنف کے طرز نگارش کی خامی نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اس کا مقصد اس موضوع پر تاکید کرنا ہے اور باربار مختلف طریقوں سے اسے دہرا کر ذہن نشین کرانا ہے ـ بعض جگہ طوالت سے کام لیا گیا ہے ـ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ مثالوں کے ذریعہ بات اس طرح بیان کی جائے کہ دل میں اتر جائے ـ

شاہی دور میں ایرانی معاشرہ مغرب کی اندھی تقلید کے نتیجہ میں گوناگوں برائیوں میں ملوث تھا غیر اسلامی افکار کی پیروی کے سبب اخلاقی بے راہ روی عام تھی عام طور پر خاندانی انس و محبت ، ایثارو قربانی کا فقدان تھا ـ اسی لئے اس دور میں طلاقوں کی تعداد بہت زیادہ تھی بلکہ اس سلسلے میں ایران کا شمار دنیا کے ملکوں میں چوتھی نمبر پر تھا ـ خدا کا شکر ہے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ایران میں زندگی کے ہر شعبہ میں نمایان تبدیلیاں نظر آتی ہیں ـ کل کے ایران میں جن چیزوں کو اعلی معیار کی نشانی سمجھا جاتا تھا آج ان چیزوں کو معیوب سمجھا جانے لگا ہے چونکہ پرانے آثار یہ لخت اوریکسر تو مٹ نہیں سکتے اس لئے

طاغوتی دور کی سچی مثالوں اور واقعات سے مددلی گئي ہے تا کہ اس کی خامیاں واضح ہوسکیں اور آئندہ نسلیں ان سے محفوظ رہنے کی کوشش کریں۔ خدا کا شکر ہے بر صغیر میں اسلامی معاشرہ ابھی تک ان بہت سی خامیوں سے پاک ہے جن کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے اس لئۓ بہت سی باتیں عجیب و غریب معلوم ہوں گی۔ لیکن دوسروں کی اندھی تقلید کا انجام ہمیشہ بہت خراب ہوتا ہے اور ہمارے یہاں بھی ماڈرن اور ترقی یافتہ بننے کا شوق بڑھتا جارہا ہے اور اپنے دینی و اسلامی اقدار کو فراموش کیا جارہاہے اور اگر خدا نخواستہ یہ شوق اسی شدّت سے جاری رہا تو وہ دن دور نہ ہوگا کہ ہمارا معاشرہ بھی فسق و فجور میں گرفتار ہوجائے اور خاندانوں سے محبت و خلوص کا خاتمہ ہوجائے۔

اس کتاب کا ترجمہ کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ہمارے ملک میں ناسمجھی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے برباد ہونے والی زندگیوں کوتباہی سے بچایا جا سکے اور اس کے مطالعہ کے ذریعہ خاندانوں کی اصلاح ہو۔ بہتر ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکی کو اس کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دلائي جائے۔ جن نوجواں جوروں نے نئي زندگی میں قدم رکھا ہے، اس کتاب کا مطالعہ کرکے شروع سے ہی اپنے حالات اور اخلاق کو سنوارنے کی کوشش کریں۔ جن میں بیویوں کی زندگیاں نصف گزرچکی ہیں وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرکے اپنے اصلاح کرکے اپنے خاندان اورنئي نسل کو تباہی و بربادی سے بچا سکتے ہیں۔ مثل مشہور ہے :" صبح کا بھولا اگر شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔"

بہر حال میرے خیال میں زیر نظر کتاب معاشروں کی اصلاح کے لئۓ کافی کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اپنی قوم و ملت کی سربلندی و کامیابی کی آرزو اور دعاؤں کے ساتھ۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عندلیب زہرا موسی کاموں پوري

پیش لفظ

ہر لڑکے اور لڑکی ، سن بلوغ کو پہونچنے کے بعد سب سے بڑی آرزو یہ ہوتی کہ وہ شادی کریں اور شادی کے ذریعہ اپنی مشترکہ زندگی کی اساس پر زیادہ سے زیادہ استقلال و آزادی حاصل کریں اور ایک مونس و غمخوار اور ہمدم و ہمراز پالیں_ ازدواجی زندگی کو زندگی کا نقطہ عروج اور خوش نصیبی کا آغاز سمجھا جاتا ہے اسی لئے شادی کا جشن منایا جاتا ہے_ عورت کو مرد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور مرد کو عورت کیلئے جو مقناطیس کی طرح ایک دوسرے کو اپنے میں جذب کرلیتے ہیں_ شادی اور مشترکہ زندگی کے ذریعہ خاندان کی تشکیل ایک فطری خواہش ہے جو انسان کی سرشت میں رکھی گئي ہے_ اور یہ چیز خود ، خداوند عالم کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے_

یقینا خاندان کے نرم و گرم ماحول کے علاوہ وہ کون سی جگہ ہوسکتی ہے جو جوانوں کے لئے ایک قابل اطمینان پناہ گاہ کی حیثیت رکھتی ہو_ یہ اپنے خاندان سے تعلق خاطر اور محبت ہی تو ہوتی ہے جو جوانوں کو پراگندہ افکار اور ذہنی پریشانیوں سے نجات دلاتی ہے _یہیں پر انھیں ایک وفادار مہربان ساتھی و غمگسار مل سکتا ہے جو مصیبتوں اور پریشانیوں میں ان سے اظہار ہمدردی کرے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہو_

ازدواج کا مقدس پیمان ایک ایک آسمانی رشتہ ہے جودلوں کو آپس میں جوڑ دیتا ہے_ پریشان دلوں کو سکوں بخشتا ہے_ پراگندہ افکار کا رخ ایک مقصد کی جانب موڑدیتا ہے_ "گھر" عشق و محبت کا گہوارہ، انس و مودت کا مرکز اوربہترین پناہ گاہ ہوتا ہے_

خدائے بزرگ و برتر، قرآن مجید میں اس عظیم نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :

" خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے ہی جنس میں سے تمہارے لئے شریک زندگی(ہمسر) پیدا کی تا کہ ان سے انس پیدا کرو اور ان کے ساتھ آرام و چین سے رہو اور تمہارے درمیان الفت و محبت پیدا کی_ اس سلسلے میں غور کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں موجود ہیں_ [1]

پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں :" ایسا مرد ، جو بیوی نہیں رکھتا ، مسکین اور بیچارہ ہے خواہ وہ دولتمند ہی کیوں نہ ہو_ اسی طرح بے شوہر کی عورت مسکین اور بیچاری ہے اگر چہ دولتمند ہی کیوں نہ ہو "_ [2]

حضرت امام جعفر صادق (ع) نے ایک شخص سے پوچھا_ تمہاری بیوی ہے ؟ اس نے کہا نہیں_ آپ نے فرمایا میں پسند نہیں کرتا کہ ایک شب بھی بغیر بیوی کے رہوں چاہے اس کے بدلہ میں ساری دنیا کی دولت کا مالک ہی کیوں نہ بن جاؤں_ [3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے : اسلام میں کوئی چیز ایسی نہیں جو خدا کے نزدیک شادی سے زیادہ عزیز اور محبوب ہو_ [4] جی ہاں خداوند مہربان نے انسان کو ایک عظیم اور گران بہا نعمت عطا کی ہے لیکن افسوس صد افسوس کہ اس عظیم نعمت کی قدر نہیں کی جاتی اور اکثر اوقات نادانی اور خود غرضی کے سبب، مہر و محبت کا یہ مرکز، ایک تاریک زندان بلکہ دہکتے ہوئے جہنّم میں تبدیل ہوجاتا ہے_

انسان کی جہالت اور نادانی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ گھر کی رونق اور خاندان کا سکون و چین ایک اذیت ناک قید خانے میں تبدیل ہوجاتا ہے اور خاندان کے افراد مجبور ہوجاتے ہیں کہ یا تو آخر عمر تک اس تاریک زندان میں زندگی گزاریں یا پھر شادی کے مقدس بندھن کو توڑڈالیں_

ہاں اگر میاں بیوی اپنے اپنے حقوق و فرائض سے پوری طرح واقف ہوں اور اس پر عمل کریں تو گھر ، کا ماحول بہشت برین کی مانند صاف ستھرا اور پاکیزہ ہوگا اور اگر آپس میں اختلاف اور باہمی کشمکش پیدا ہوجائے تو گھر ، ایک حقیقی قیدخانہ بن جائے گا_

خاندان میں اختلاف کے مختلف اسباب و عوامل ہوتے ہیں مثلاً مالی وجوہات ، میاں بیوی کی خاندانی ، تربیت ، زندگی ، کا ماحول ، شوہر یا بیوی کے ماں باپ یا دوسرے عزیزوں کی بیجا مداخلت ، اور اسی طرح

کی دوسری بہت سی وجوہات ۔

لیکن منصف کا عقیدہ ہے کہ خاندانی اختلافات اور آپسی کشیدگی کا سب سے بڑا سبب، میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کے فرائض سے عدم واقفیت اور خاندان کی مشترک زندگی کے لئے پہلے سے آمادہ نہ ہوتا ہے

کسی بھی ذمہ داری کو سنبھالنے سے پہلے اور کسی کام کو انجام دینے کے لئے تیاری اور مہارت حاصل کرنا ایک بنیادی شرط مانی جاتی ہے ۔ اور جو شخص کافی معلومات نہ رکھتا ہو اور پہلے سے آمادہ نہ ہو وہ کسی بھی کام کو بخوبی انجام نہیں دے سکتا یہی وجہ ہے کہ کسی ذمہ داری کو سنبھالنے سے پہلے اس کے لئے ٹریننگ حاصل کرنی ہوتی ہے ۔

شادی اور مشترک زندگی کی بنیاد قائم کرنے کے لئے بھی پہلے سے کافی معلومات، تیاری اور مہارت حاصل کرنا ضروری ہے ۔ لڑکی کو چاہیئے کی اپنی بیوی کی طرز فکر، اس کی پسند و ناپسند، اس کی جذبات و خواہشات اور ازدواجی زندگی کی مشکلات اور اس کے حل نیز آداب و معاشرت کے متعلق کافی معلومات حاصل کرے ۔ اس بات پر توجہ رکھنی چاہیئے کہ بیوی لانے کا مطلب کوئی چیز خریدنا یا نوکرانی لانا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب وفاداری، صداقت، محبت اور تعاون کا عہد کرنے اور خاندان کی مشترک زندگی میں قدم رکھنا ہے لڑکی کو بھی چاہیئے کہ اپنے شوہر کے طرز فکر، اس کی اندرونی خواہشات و جذبات اور پسند و ناپسند کو مدنظر رکھے اور سمجھے کہ شادی کا مطلب نوکر حاصل کرنا اور بغیر کسی قید و شرط کے تمام خواہشات و آرزوؤں کا پورا ہوجانا نہیں ہے ۔ بلکہ شادی کا مقصد آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور زندگی کی جد و جہد میں برابر کا شریک ہونا ہے اور اس مقدس مقصد کے حصول کے لئے عفو و درگذر اور ایثار و قربانی جیسی خصوصیات اور آپسی سمجھوتے کا ہونا بہت ضروری بلکہ لازمی ہے ۔ چونکہ شادی کے ذریعہ لڑکے اور لڑکی کی قسمت کا فیصلہ ہوتا ہے لہذا ان کے لئے ضروری معلومات حاصل کرنا اور اخلاقی طور پر آمادہ رہنا نہایت ضروری ہے ۔ مگر افسوس ہمارے معاشرے میں اس اہم موضوع کی نسبت غفلت برتی جاتی ہے ۔

جہیز مہر، خوبصورتی اور شخصیت کے مسئلہ پر والدین کافی توجہ دیتے ہیں ۔ مگر لڑکے اور لڑکی کے لئے خاندانی زندگی کو تشکیل دیتے نیز ایک دوسرے کے حقوق کو بخوبی ادا کرنے کے لئے

پہلے سے آمادگی کو شادی کی اصل شرط قرار نہیں دیتے _

لڑکی کی شادی کردیتے ہیں لیکن ایسی حالت میں کہ وہ امور خانہ داری اور شوہر داری کے آداب و طور طریقوں سے نا آشنا ہوتی ہے لڑکے کے لئے بیوی فراہم کردیتے ہیں اگرچہ وہ "زن داري" اور خاندان کی سرپرستی کے اصولوں سے ناواقف ہوتا ہے _

جب دونا تجربہ کا نوجوان زندگی کے میدان میں قدم رکھتے ہیں تو اپنی کم علمی اور نا سمجھی کی بناپر سینکڑوں قسم کی مشکلات سے دوچار ہوجاتے ہیں _ اختلافات ، تلخیاں ، لڑائي اور جھگڑے شروع ہوجاتے ہیں _ ماں باپ کی مداخلت بھی ، چونکہ عقل و تدبر کی روسے نہیں ہوتی ، لہذا ان مشکلات کو حل کرنے کے بجائے ، اختلافات کو اور زیادہ بڑھانے اور اس میں اضافہ کرنے کا سبب بنتی ہے _

شادی کے شروع کادور ایک پر آشوب اور بحرانی دورہوتا ہے _ اسی نازک دور میں بہت سی زندگیاں اطلاق کے ذریعہ تباہ و برباد ہوجاتی ہیں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو شادی کے بندھن کو توڑتے تو نہیں مگر ان کی زندگیوں میں آخر عمر تک کشمکش اور زور آزمائي کا سلسلہ جاری رہتا ہے اوراس " اختیاری قیدخانے" کے عذاب و مصیبت کو طلاق پر ترجیح دیتے ہیں _ بعض خاندان کچھ دن بعد ، جلدہی یا دیر میں ایک دوسرے کے اخلاق و کردار سے واقف ہوجاتے ہیں اور ان کی زندگیوں میں ایک حدتک سکون او ر ٹھہراؤ پیدا ہوجاتا ہے _

کاش ایسے لڑکے اور لڑکیوں کے لئے جو شادی کی منزل میں قدم رکھنا چاہتے ہیں ، ازدواجی زندگی کے آداب اور طور طریقے سکھانے کے نام سے کچھ تربیتی ادارے قائم کئے جائیں اور وہاں ان کی صحیح طریقے سے تربیت کی جائے اور جب وہ وہاں کے کورس کو پورا کرلیں اور مشترکہ خاندانی زندگی گزارنے کیلئے تیار ہوجائیں تو انھیں با صلاحیت ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا جائے اس کے بعد وہ شادی کریں (خدا کرے جلد وہ دن آئے) _

چونکہ مصنف کی نظر میں یہ بہت اہم سماجی مسئلہ ہے اور وہ اس کی اہمیت کو شدت سے محسوس کرتا ہے_ اسی لئے اس نے یہ کتاب تصنیف کی ہے_ اس کتاب میں ازدواجی زندگی کی مشکلات کا جائزہ لیا گیا ہے اور قرآن مجید، پیغمبر اسلام و ائمہ علیہم السلام کی احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے_ کہیں پر ذاتی تجربوں اور روزمرہ رونما ہونے والے واقعات کے اعداد و شمار کی مدد سے اہم نکتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور ضروری ہدایات دی گئی ہیں_

مصنف اس بات کا دعوی نہیں کرتا کہ اس کتاب کو پڑھنے سے زندگی کی تمام مشکلات حل ہوجائیں گے بلا شبہ زندگی میں اور بہت سی مشکلات اور اس کے گوناگوں اسباب ہوتے ہیں لیکن یہ امید کرتا ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے اور اس پرعمل کرکے، بہت سی خاندانی، الجھنوں اور پریشانیوں کا سدباب کیا جا سکتا ہے_

ملت کے خیرخواہوں اور دانشوروں سے توقع کی جاتی ہے کہ اس موضوع کی اہمیت و ضرورت کو محسوس کریں گے اور اپنے مؤثر اور سنجیدہ اقدامات کے ذریعہ خاندانوں کو پریشانیوں اور بدبختی سے نجات دلائیں گے_ (انشاء اللہ)

اس کتاب میں عورت اور مرد دونوں کے فرائض کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے_ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے_ پہلے حصہ میں شوہر کے لئے بیوی کے فرائض کے موضوع پر بحث کی گئي ہے اور دوسرے حصے میں بیوی کی نسبت شوہر کے فرائض پر روشنی ڈالی گئي ہے_ لیکن شوہر و بیوی دونوں کیلئے ضروری ہے کہ دونوں حصوں کا مطالعہ کریں تا کہ اپنے مشترکہ فرائض سے واقفیت حاصل کریں اور اپنے حالات میں بہتری پیدا کریں_

ممکن ہے جب آپ کتاب کے کسی حصے کو پڑھیں تو خیال ہو کہ ایک طرف جانبداری سے کام لیا گیا ہے اور دوسرے کے فرائض کو بیان کرنے کے سلسلے میں غفلت برتی گئي ہے_ لیکن ایسا نہیں ہے_ جب آپ دوسرے حصہ کو بھی پڑھیں گے تو اس بات کی تصدیق کریں گے کہ کسی قسم کا تعصب نہیں برتا گیا ہے بلکہ زن و شوہر دونوں کے حقوق و فرائض کے سلسلے میں غیر جانبداری سے کام لیا گیا ہے_

قم_ حوزہ علمیہ_ ابراہیم امینی تیرماہ سنہ ۱۳۵۴ ہجری شمسی_ جولائي سنہ ۱۹۷۵ ئ

پہلا حصّہ

خواتین کے فرائض

شادی کا مقصد

شادی انسان کی ایک فطری ضرورت ہے اور اس کے بہت سے فائدے ہیں جن میں سے اہم یہ ہیں:

۱_ بے مقصد گھومنے اور عدم تحفظ کے احساس سے نجات اور خاندان کی تشکیل

غیر شادی شدہ لڑکا اور لڑکی اس کبوتر کی مانند ہوتے ہیں جس کا کوئي آشیانہ نہیں ہوتا اور شادی کے ذریعہ وہ ایک گھر ٹھکانہ اور پناہ گاہ حاصل کرلیتے ہیں_ زندگی کا ساتھی ، مونس و غمخوار ، محرم راز ، محافظ اور مددگار پالیتے ہیں_

۲_ جنسی خواہشات کی تسکین

جنسی خواہش، انسان کے وجود کی ایک بہت اہم اور زبردست خواہش ہوتی ہے اسی لئے ایک ساتھی کے وجود کی ضرورت ہوتی ہے کہ سکون و اطمینان کے ساتھ ضرورت کے وقت اس کے وجود سے فائدہ اٹھائے اور لذت اصل کرے_ جنسی خواہشات کی صحیح طریقے سے تکمیل ہونی چاہئے کیونکہ یہ ایک فطری ضرورت ہے_ ورنہ ممکن ہے اس کے سماجی، جسمانی اور نفسیاتی طور پر برے نتائج نکلیں_ جو لوگ شادی سے بھاگتے ہیں عموماً ایسے لوگ نفساتی اور جسمانی بیماریوں میں بتلا ہوتے ہیں_

۳_ تولید و افزائشے نسل

شادی کے ذریعہ انسان اولادپیدا کرتا ہے_ بچے کا وجود شادی کا ثمرہ ہوتاہے اور خاندان کی بنیاد کو مستحکم کرنے نیز میاں بیوی کے تعلقات کو خوشگواری اور پائدار بنانے کا سبب بنتا ہے_یہی وجہ ہے کہ قرآن او راحادیث میں شادی کے مسئلہ پر بہت زیادہ تاکید کی گئي ہے مثال کے طور پر_ خداوند عالم قرآن مجید

میں فرماتا ہے، خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ (بھي) ہے کہ اس نے تمہارے لئے شریک زندگی بنائي تا کہ تم ان سے انس پیدا کرو_ (۵) رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: اسلام میں زناشوئي (شادي) سے بہتر کوئي بنیاد نہیں ڈالی گئي ہے_ (۶)

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں_ شادی کرو کہ یہ رسول خدا (ص) کی سنت ہے_

پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص چاہتا ہے کہ میری سنت کی پیروی کرے اسے چاہئے شادی کرلے_ شادی کے وسیلے سے اولاد پیدا کرے (اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کرے) تا کہ قیامت میں میری امت کی تعداد، دوسری امتوں سے زیادہ ہو_ (۷)

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: انسان کے لئے نیک اور شائستہ شریک زندگی سے بڑھ کر اور کوئي سودمند چیز نہیں_ ایسی بیوی کہ جب اس کی طرف نگاہ کرے تو اسے خوشي و شادمانی حاصل ہو_ اس کی غیر موجودگی میں اپنے نفس اور اس کے ماں کی حفاظت کرے_ (۸)

مذکورہ باتیں، شادی کے ذریعہ حاصل کئے جانے والے دنیوی اور حیوانی فوائد و منافع کے متعلق تھیں کہ ان میں سے بعض سے حیوانات بھی بہرہ مند ہوتے ہیں_ البتہ اس قسم کے مفادات کو انسان کی ازدواجی زندگی کا (اس اعتبار سے کہ وہ انسان ہے) اصل مقصد قرار نہیں دیا جا سکتا_

انسان اس دنیا میں اس لئے نہیں آیا ہے کہ وہ ایک مدت تک کھائے، پیئے، سوئے، عیش کرے، لذتیں اٹھائے اور پھر مرجائے اور نابود ہوجائے_ انسان کا مرتبہ ان تمام باتوں سے کہیں اعلی اور ارفع ہے_ انسان اس دنیا میں اس لئے آیا ہے تا کہ علم عمل اور اعلی اخلاق کے ذریعہ اپنے نفس کی تربیت کرے اور انسانیت کی راہ مستقیم اور کمال کے مدراج کو طے کرے اور اس طرح پروردگار عالم کے قرب حاصل کرسکے_

انسان ایک ایسی اعلی و برتر مخلوق ہے جو تہذیب و تزکیہ نفس کے ذریعہ برائیوں سے اجتناب کرکے اپنے فضائل اور بلند اخلاق نیز نیک کام انجام دے کر ایسے ارفع مقام پر پہونچ سکتا ہے جہاں

فرشتوں کی بھی رسائی ممکن نہیں _

انسان ایک جاودان مخلوق ہے اور اس دنیا میں اس کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ پیغمبروں کی ہدایت و رہنمائي کے ذریعہ دین کے اصول و قوانین کے مطابق عمل کرکرے اپنے لئے دین و دنیا کی سعادت فراہم کرے اور جہان آخرت میں پروردگار عالم کی رحمت کے سائے میں خوشی و آرام کے ساتھ ابدی زندگی گزارے لہذا انسان کی ازدواجی زندگی کے اصل مقصد کو اسی پس منظر میں تلاش کرنا چاہئے _ ایک دیندار انسان کے نزدیک شادی کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے شریک زندگی کے اشتراک و تعاون سے اپنے نفس کو گناہوں ، برائیوں اور بداخلاقیوں سے محفوظ رکھے اور صالح اعمال اور نیک و پسندیدہ اخلاق و کردار کے ساتھ اپنے نفس کی تربیت کرتے تاکہ انسانیت کے بلند مقام پرپہونچ جائے اور خدا کا تقرب حاصل کرلے _ اور ایسے اعلی مقصد کے حصول کے لئے شائستہ ، نیک اور موزوں شریک زندگی کی ضرورت ہوتی ہے _

دو مومن انسان جو شادی کے ذریعہ خاندان کی تشکیل کرتے ہیں انس و محبت کے سائے میں سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی جائز خواہشات سے بہرہ مند ہوسکتے ہیں اور اس طرح ناجائز تعلقات قائم کرنے ، فساد وتباہی کے مراکز کا رخ کرنے نیز خاندانوں کو تباہ کردینے والی شب باشیوں کے شرسے محفوظ رکھنے کے اسباب مہیا کئے جا سکتے ہیں _

یہی سبب ہے کہ پیغمبر اکرم او رائمہ اطہار علیہم السلام نے ازدوج یعنی شادی پر بہت زیادہ تاکید فرمائي ہے _ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں : جو شخص شادی کرتا ہے اپنے آدھے دین کی حفاظت کے اسباب مہیا کرلیتا ہے _ (۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : شادی شدہ انسان کی دو رکعت نماز ، غیر شادی شدہ انسان کی ستر رکعت کی نمازوں سے زیادہ افضل ہے _ (۱۰)

دیندار اور مناسب شریک زندگی (خواہ مرد ہو یا عورت) کا وجود ، فرائض کی ادائیگی اور واجبات

و مستحبات پر عمل کرنے نیز محرمات و مکروہات سے اجتناب کرنے ، نیکیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں سے پرہیز کرنے کے سلسلہ میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے _

اگر شوہر و بیوی دونوں دیندار ہوں اور تزکیہ نفس سے بہرہ مند ہوں تو اس دشوار گزار راہ کو طے کرنے میں نہ صرف یہ کہ کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی بلکہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ثابت ہوں گے _ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا ایک سپاہی کیا اپنی شریک زندگی کے تعاون اور رضامندی کے بغیر میدان جنگ میں اچھی طرف لڑسکتاہے اور دلیرانہ کارنامے انجام دے سکتا ہے ؟ کیا کوئی انسان اپنی شریک حیات کی موافقت کے بغیر روزی ، علم اور مال و دولت کے حصول میں تمام شرعی اوراخلاقی پہلوؤں کا لحاظ رکھ سکتا ہے ؟ اسراف اور فضول خرچیوں سے بچ سکتا ہے؟ اپنے ضروری اخراجات کے علاوہ رقم کو نیک کاموں میںخرچ کرسکتا ہے؟

مومن اور دیندار شریک زندگی اپنے ساتھی کو نیکی اور اچھائیوں کی ترغیب دلاتے ہیں اور لاابالی اور بداخلاق، اپنے شریک زندگی کو برائیوں اور بداخلاقیوں کی طرف راغب کرتے ہیں_ اور انسانیت کے مقدس مقصد سے دور کردیتے ہیں_ اسی سبب سے مرد اور عورت دونوں کے لئے کہا گیا ہے کہ شریک حیات کے انتخاب کے وقت ، ایمان، دینداری اور اخلاق کو بنیادی شرط قرار دیں_

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم نے فرمایا: جب میں ارادہ کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت کی تمام خوبیاں کسی مسلمان شخص کے لئے جمع کردوں تو اس کو مطیع قلب، ذکر کرنیوالی زبان اور مصیبتوں پر صبر کرنے والا بدن عطا کرتا ہوں_ اور اس کو ایسی مومن بیوی دیتا ہوں کہ جب بھی اس کی طرف دیکھے اسے خوش و مسرور کردے اور اس کی غیر موجودگی میں اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرنیوالی ہو"_ [۱۱]

ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ میری بیوی ، جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو میرے استقبال کے لئے آتی ہے ، جب گھر سے باہر جاتا ہوں نے مجھے رخصت

کرتی ہے _ جب مجھے رنجیدہ دیکھتی ہے تو میری دلجوئي کرتی ہے اور کہتی ہے اگر تم رزق و روزی کے متعلق فکرمند ہوتو رنجیدہ نہ ہو کہ روزی کا ضامن تو خدا ہے اور اگر آخرت کے امور کے بارے میں سوچ رہے ہو تو خدا تمہاری فکر و کوشش اور ہمت میں اوراضافہ فکرے _ رسول خدا (ص) نے فرمایا: اس دنیا میں خدا کچھ خاص اور مقرب بندے ہیں اور یہ عورت بھی خدا کے ان خاص بندوں میں سے ہے_ ایسی بیوی ایک شہید کے نصف ثواب سے بہرہ مند ہوگی _ (۱۲)

امیر المومنین حضرت علی (ع) کے پیش نظر بھی یہی اعلی مقصد تھا کہ حضرت زہرا علیہا السلام کے بارے میں فرمایا کہ وہ اطاعت خدا کی راہ میں بہترین معاون و مددگار ہیں_

تاریخ میں ہے کہ رسول خدا (ص)، حضرت علی (ع) اور جناب زہرا(ع) کی شادی کے بعد مبارک دینے اور احوال پرسی کی غرض سے ان کے گھر تشریف لے گئے_ حضرت علی (ع) سے پوچھا : اپنی شریک زندگی کو تم نے کیسا پایا؟

کہا : خدا کی اطاعت کے لئے ، زہرا کو میں نے بہترین مددگار پایا

اس کے بعد جناب فاطمہ زہرا (ع) سے پوچھا : تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟

کہا : بہترین شوہر_ (۱۳)

امیر المومنین علیہ السلام نے اس مختصر سے جملہ کے ذریعہ ، اسلام کی شائستہ اور مثالی خاتون کا تعارف بھی کرایا ، اور ازدواجی زندگی کے بنیادی اور اہم مقصد کو بھی بیان فرمادیا_

''شوہر داری'' یعنی شوہر کی نگہداشت اور دیکھ بھال

بیوی بننا کوئي معمولی اور آسان کام نہیں کہ جسے ہر نادان اور نااہل لڑکی بخوبی بنھا سکے _ بلکہ اس کے لئے سمجھداری ، ذوق و سلیقہ اور ایک خاص دانشمندی و ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے _ جو عورت اپنی شوہر کے دل پر حکومت کرنا چاہتی ہے اسے چاہئے کہ اس کی خوشی و مرضی کے اسباب فراہم کرنے اس کے اخلاق و کردار اور طرز سلوک پر توجہ دے اور اسے اچھے کاموں کی ترغیب دلائے ، اوربرے کاموں سے رو کے _ اس کی صحت و سلامتی اور اس کے کھانے پینے کا خیال رکھے اور اسے ایک باعزت ، محبوب اور مہربان شوہربنانے کی کوشش کرے تاکہ وہ اس کے خاندان کا بہترین سرپرست اور اس کے بچوّں کا بہتریں باپ اور مربی ثابت ہو_ خداوند عالم نے عورت کو ایک غیر معمولی قدر و صلاحیت عطا فرمائي ہے _ خاندان کی سعادت و خوش بختی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور خاندان کی بدبختی بھی اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے _

عورت چاہے تو اپنے گھر کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے اور چاہے تو اسے جہنّم میں بھی تبدیل کرسکتی ہے وہ اپنے شوہر کو ترقی کی بلندیوں پر بھی پہونچا سکتی ہے _ اور تنزلی کی طرف بھی لے جا سکتی ہے _ عورت اگر "شوہر داري" کے فن سے بخوبی واقف ہو اور خدا نے اس کے لئے جو فرائض مقرر فرمائے ہیں انھیں پورا کرے تو ایک عام مرد کو بلکہ ایک نہایت معمولی اور نااہل مرد کو ایک لائق اور باصلاحیت شوہر میں تبدیل کر سکتی ہے _

ایک دانشور لکھتا ہے : عورت ایک عجیب و غریب طاقت کی مالک ہوتی ہے وہ قضا و قدر کی مانند ہے _ وہ جو چاہے وہی بن سکتی ہے _ (۱۴)

اسمایلز کہتا ہے : اگر کسی فقیر اور بے مایہ شخص کے گھر میں خوش اخلاق اور متقی و نیک عورت

موجود ہو تو وہ اس گھر کو آسائشے و فضیلت اور خوش نصیبی کی جگہ بنادیتی ہے ۔

نیپولین کہتا ہے :" اگر کسی قوم کی ترقی و تمدن کا اندازہ لگانا ہو تو اس قوم کی خواتین کو دیکھو "۔

بالزاک کہتا ہے : نیک و پاکدامن عورت کے بغیر، گھر ایک قبرستان کی مانند ہے ۔

اسلام میں بیوی کے فرائض کو اس قدر اہمیت دی گئي ہے کہ اس کو خدا کی راہ میں جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے ۔ حضرت علی (ع) فرماتے ہیں : عورت کا جہادیہی ہے کہ وہ بحیثیت بوی کے اپنے فرائض کو بخوبی انجام دے ۔ (۱۵)

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اسلام کی عظمت و ترقی کے لئے ۔ اسلامی ممالک کا دفاع کرنے اور سماج میں عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے خدا کی راہ میں جہاد، ایک بہت بڑی عبادت شمار کیا جاتا ہے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ عورت کے لئے شوہر کی دیکھ بھال کرنا اور اپنے فرائض کو انجام دینا کتنا اہم کام ہے ۔

رسول خدا(ص) فرماتے ہیں : جس عورت کو ایسی حالت میں موت آجائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی و خوش ہو ، اسے بہشت نصیب ہوگی ۔ (۱۶)

حضرت رسول خدا (ص) کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: عورت ، خدا کے حق کو ادا نہیں کرسکتی جب کہ وہ بحیثیت شریک زندگی اپنے فرائض کو بخوبی ادا نہ کرے ۔ (۱۷)

محبت کا اظہار کیجئے

ہر انسان و دوستی کا بھوکا ہوتا ہے ۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرے اس سے محبت کریں ۔ انسان کادل محبت کی طاقت سے زندہ رہتا ہے ۔ اگر کسی کو یہ معلوم ہوجائے کہ اسے کوئي محبوب نہیں رکھتا تو ایسا انسان خود کو تنہا و بیکس محسوس کرتا ہے ۔ ہمیشہ غمگین اورپمردہ رہتا ہے ۔

خاتون محترم آپ کے شوہر کا دل بھی اس خواہش کے احساس سے خالی نہیں ہے وہ بھي

عشق و محبت کا بھوکا ہے۔ پہلے وہ اپنے ماں باپ کی محبت سے بہرہ ور تھا لیکن جب سے اس نے آپ سے رشتہ پیمان وفا باندھا ہے، اس وقت سے اپنے آپ کو آپ کے اختیار میں دیدیا ہے اب وہ آپ سے توقع رکھتا ہے کہ اس مہر و محبت کی تلافی کریں اور اسے دل کی گہرائیوں سے چاہیں۔ اس نے تمام تعلقات کو منقطع کرکے آپ اسے رشتہ محبت و دوستی استوار کیا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ اپنا بھرپور پیار و محبت اس پر نچھاور کریں وہ شب وروز آپ کے آرام و آسائشے کے لئے زحمت اٹھاتا ہے اور اپنی محنت و مشقت کے ما حصل کو اخلاص کے ساتھ آپ کے اوپر نچھا ور کردیتا ہے۔ آپ ہی اس کی شریک زندگی۔ دائمی مونس اور حقیقی غمخوار ہیں حتی کہ آپ کے ماں باپ سے زیادہ اس کو آپ کی خوشی و سعادت کا خیال رہتا ہے۔ اس کی قدر پہچانئے اور صمیم قلب اس سے محبت کیجئے اگر آپ اس کو عزیز رکھیں گی تو وہ بھی آپ پر اپنی محبت نچھاور کرے گا کیونکہ محبت دو طرفہ ہوتی ہے اور دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

محبت و مہربانی کے اظہار میں واقعاً ایک عجیب و غریب تاثیر ہوتی ہے۔ ایک بیس سالہ لڑکا جو دیہات سے پڑھنے کے لئے تہران آیا تھا اپنی ۳۹ سالہ بیوہ مالک مکان کا عاشق ہوگیا کیونکہ اس خاتون نے اپنی مہربانیوں کے ذریعہ اس کے دل میں ماں کی جگہ لے لی تھی اور ماں سے دوری کے خلاء کو پر کردیا تھا۔ [۱۸] اگر محبت دو طرفہ ہو تو ازدواجی زندگی کی بنیادیں مضبوط ہوجاتی ہیں اور جدائی کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔

اس غرور میں نہ رہیئے کہ میرے شوہر نے مجھ پر محبت کی نگاہ کی ہے اور اس کا عشق ہمیشہ قائم رہے گا کیونکہ ایسا عشق جو ایک نگاہ سے پیدا ہوتا ہے دوامی اور پائیدار نہیں ہوتا۔ اگر آپ چاہتی ہین کہ اس کا عشق ہمیشہ قائم رہے تو دائمی مہر و محبت کے رشتہ کی حفاظت کیجئے۔ اگر آپ اپنے شوہر سے محبت کریں گی تو اس کا دل ہمیشہ خوش و خرم اور شاداب رہے گا اپنے کام کاج میں پوری دل جمعی کے ساتھ لگا رہے گا اور زندگی میں بھرپور دلچسپی لے گا اور ہر کام میں کامیابی حاصل کرے گا۔

اگر اسے یہ معلوم ہوکہ اسے اپنی شریک زندگی کی بھرپور محبت حاصل ہے تو وہ اپنے خاندان کی فلاح و بہبودی اور خوشی کے لئے اپنی فداکاری کی حدتک کوشش کرنے کے لئے تیار رہے گا جس مرد کو محبت کی کمی محسوس نہیں ہوتی وہ بہت کم دماغی امراض اور اعصابی کمزوریوں کا شکار ہوتے ہیں_

خاتون عزیز اگر آپ کے شوہر یہ معلوم ہو کہ آپ اس سے محبت نہیں کرتیں تو وہ آپ سے سرد مہری سے کام لے گا_ زندگی اور اپنے کام کاج سے اس کی دلچسپی کم ہوجائے گی_ پریشانیوں اور دماغی امراض میں بتلا ہوجائے گا_ زندگی اور خاندان سے فرار اختیار کرے گا اور زندگی میدان میں سرگرداں اور پریشان رہے گا_ ممکن ہے مجبور ہوکر شراب خانوں ، قمار خانوں اور تباہی و بردباری کے مراکز میں پناہ تلاش کرے_

اپنے دل میں سوچے گا کہ میں ایسے لوگوں کے لئے کیوں تکلیف اٹھاؤں جو مجھے دوست نہیں رکھتے بہتر ہے عیاشی اور آزادی کی زندگی گزاروں اور اپنے لئے حقیقی دوست پیدا کروں_

خواہر محترم اپنے شوہر کی گردن میں رشتہ محبت ڈال دیجئے اور اس کے ذریعہ اس کی توجہ کو اپنے گھر اور خاندان کی طرف مرکوز و مبذول کرایئے ممکن ہے آپ دل سے اپنے شوہر کو بہت چاہتی ہوں مگر اظہار نہ کرتی ہوں لیکن صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کا اظہار بھی ضروری ہے اور اپنی رفتار و گفتار اور حرکات کے ذریعہ اپنے عشق و محبت کو نمایان کیجئے_ اس میں کیا ہرج ہے اگر کبھی کبھی آپ اپنے شوہر سے کہیں کہ میں واقعی آپ کو بہت چاہتی ہوں_ اگر وہ سفر سے واپس آیا ہے تو نیا لباس یا پھولوں کا ایک گلدستہ اس کی نذر کریں اور کہیں اچھا ہو آپ آگئے مجھے آپ کی جدائی گوارہ نہیں_ جب وہ باہر گیا ہوت اسے خط لکھیں اور اس کے فراق و جدائی میں اپنے غم کا اظہار کریں_ شوہر جہاں کام کرتا ہو وہاں ٹیلیفوں ہو اور گھر بھی ٹیلیفون ہو تو کبھی کبھی فون کرکے اس کی خیریت پوچھ لیجئے (لیکن زیادہ نہیں) اگر خلاف معمول دیر سے گھر پہونچے تو اپنی پریشانی کا اظہار کیجئے_

اس کی غیر موجودگی میں اپنے دوستوں اور عزیزوں میں اس کی تعریف کیجئے کہئے واقعی میں نے کیا شوہر پایا ہے _ میں اس سے محبت کرتی ہوں _اگر کوئي اس کی برائي کرنا چاہے تو اس کا دفاع کیجئے _ آپ جتنا زیادہ اپنے عشق و محبت کا اظہار کریں گی وہ اتنی ہی زیادہ آپ سے محبت کرے گا _ اور اس طرح آپ کی ازدواجی زندگی کی رسی اتنی ہی مضبوط ہوتی جائے گی اور آپ کا گھرانہ ، ایک خوش و خرم اور خوش نصیب گھرانہ ہوگا _

شیکسپئر کہتا ہے : عورت کی جس چیز نے میرے دل کو مسخر کیا وہ اس کی مہربانی ہے نہ کہ اس کے چہرے کی خوبصورتی _ میں اس عورت کو زیادہ پسند کرتا ہوں جو زیادہ مہربان ہو _

خداوند بزرگ و برتر میاں بیوی کے درمیان پائي جانے والی محبت و انسیت کو اپنی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیتے ہوئے قرآن مجید میں فرماتا ہے :

"خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے شریک زندگی (ہمسر)
پیدا کئے تا کہ تم ان سے چین حاصل کرو اور تمہارے درمیان دوستی و محبت پیدا کی _ (۱۹)

حضرت امام رضا (ع) فرماتے ہیں : بعض عورتیںاپنے شوہروں کے لئے بہترین نعمت ہیں یعنی ایسی عورتیں جو اپنے شوہر سے محبت و عشق کا اظہار کریں _ (۲۰)

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں : تم میں سے بہتریں عورتیں وہ ہیں جو عشق و محبت کے جذبات سے مملو ہوں _
(۲۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : اگر کسی کو عزیز رکھتے ہو تو اس کو اس بات سے آگاہ کرو _ (۲۲)

شوہر کا احترام

ہر انسان کو اپنی شخصیت سے پیار ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو عزیز رکھتا ہے _ اس کا دل چاہتا ہے کہ دوسرے بھی اس کی شخصیت کا احترام کریں اور جو اس کی شخصیت کا احترام کرتا ہے وہ اس کا

محبوب بن جاتا ہے او رتوہین کرنے والوں سے اس کا دل متنفر ہوجاتا ہے۔

خاتوں محترم اپنی ذات سے محبت او راحترام کی خواہش ، ایک فطری جذبہ ہے لیکن ہر شخص آپ کے شوہر کے دلی جذبات کا احترام کرنے اور ان کی عزت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ گھر سے باہر سینکڑوں افراد اور طرح طرح کے بدتمیز لوگوں سے اس کا سابقہ پڑتا رہتا ہے جو اکثر اوقات اس کی توہین کردیتے ہیں اس کی شخصیت کو مجروح کردیتے ہیں۔ چونکہ آپ اس کی شریک زندگی اور مونس و غمخوار ہیں اس لئے وہ آپ سے اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ کم سے کم گھر میں آپ اس کا احترام کریں اور اس کی مجروح شخصیت کو سہارا دیں۔ اس کی عزت افزائی کرکے آپ چھوٹی نہیں ہوجائیں گی بلکہ اس کو طاقت و توانائی اور حوصلہ عطا کریں گی۔ آپ کے چند حوصلہ افزا جملے اس میں سرگرم عمل رہنے کے لئے ایک نئی روح پھونک دیں گے۔

خاتون محترم اپنے شوہر کو سلام کیجئے۔ ہمیشہ اس کو ، آپ سے مخاطب کیجئے۔ گفتگو کے دوران اس کے کلام کو منقطع نہ کیجئے۔ اس کا احترام کیجئے۔ اس سے ادب سے بات کیجئے۔ اس کے اوپر چیخئے چلائیےہیں۔ اگر کسی محفل میں ساتھ جارہی ہیں تو اس کو آگے رکھئے۔ اس کو نام لے کر نہ پکاریئے بلکہ فیملی نام یا لقب سے مخاطب کیجئے۔ دوسروں کے سامنے اس کی تعریف و تحسین کیجئے۔ مہمانوں کے سامنے بھی اس کا احترام کیجئے۔ اور انھیں کے برابر ، بلکہ ان سے زیادہ اس کی خاطر کیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مہمانوں کی بزم آپ اپنے شوہر کے وجود کو نظر انداز کردیں اور آپ کی تمام تر توجہ مہمانوں پر مرکوز رہے۔ جب دروازہ کھٹکھٹائے تو کوشش کیجئے کہ آپ خود دروازہ کھولیں اور کشادہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیجئے۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ آپ کا یہ چھوٹا سا فعل ، آپ کے شوہر کے دل پر کتنا اچھا اثر ڈالے گا ؟ شاید گھر کے باہر اسے گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو اور وہ شکستہ دل اور پریشان گھر آیا ہو۔ آپ کا مسکراتے لبوں سے استقبال کرنا ، اس کے تھکے ماندے جسم میں ایک تازہ

روح پھونک دے گا اور اس کے دل کو سکون و اطمینان عطا کردے گا_ ممکن ہے خواتین ان باتوں پر تعجب کریں اور کہیں یہ کیسی عجیب و غریب تجویز ہے_ بیوی شوہر کے خیر مقدم کے لئے جائے اور اسے خوش آمدید کہے وہ کوئی غیر اور اجنبی تو ہے نہیں کہ اسے اس بات کی احتیاج ہو کہ اس کا خیر مقدم کیا جائے اور خوش آمدید کہا جائے_

آداب کا لحاظ صرف احباب کے درمیان رکھنا ، یہ طرز فکر ہماری غلط تربیت کا نتیجہ ہے_ یہ کون کہتا ہے کہ دوستوں اور عزیزوں کا ادب و احترام کرنا لازم نہیں ہے_ کوئی مہمان آپ کے گھر آتاہے آپ اس کا خیر مقدم کرتی ہیں_ اسے خوش آمدید کہتی ہیں اس کا احترام کرتی ہیں_ یہ بالکل صحیح ہے مہمان کا احترام کرنا چاہئے لیکن ذرا انصاف سے کہئے گا ایک شخص جو صبح سے شام تک آپ کے آرام و آسائشے اور ضروریات زندگی مہیا کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہے اور اس کے لئے سینکڑوں طرح کی پریشانیوں اور دشواریوں کا سامنا کرتا ہے اور جب خلوص کے خوان میں اپنی محنت کی کمائي سجا کر ، گھر کے دروازے تک آنے کی زحمت گوارا کریں اور لبوں پر مسکراہٹ لاکر ایک خیر مقدمی جملے سے اس کا دل شاد کردیں_ یہ نہ کہئے کہ ہم آپس میں ایک دوسرے سے مانوس ہیں اس لئے وہ احترام کی توقع نہیں رکھتا بلکہ دوسروں سے زیادہ وہ آپ سے احترام کا خواہاں ہے_ اگر آپ اس کا احترام نہیں کرتیں اور وہ خاموش رہتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ آپ سے احترام کی توقع نہیں رکھتا بلکہ آپ کا لحاظ کرکے اپنی دلی خواہش کو دبادیتا ہے_

خاتوں عزیز اگر آپ اپنے شوہر کی عزت کریں گی تو وہ بھی آپ کا احترام کرے گا_ آپ کے درمیان رشتہ الفت و محبت استوارتر اور پیمان زناشوئي پائیدارتر ہوجائے گا_ گھر ، زندگی اور اپنے کام میں اس کی دلچسپی بڑھ جائے گی_ اور یقینا یہ چیز آپ کے مفاد میں ہوگی_

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں : بیوی کا فرض یہ ہے کہ اپنے شوہر کا استقبال کے لئے گھر کے دروازے تک جائے اور اس کو خوش آمدید کہے_ (۲۳)

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں : وہ عورت جو اپنے شوہر کا احترام کرے اور اس کو تکلیف نہ پہونچائے ، وہ خوش نصیب اور سعادت مند ہوگی_ (۲۴)

پیغمبر اسلام کا ارشاد ہے_ عورت کا فرض ہے کہ اپنے شوہر کی لئے تولیہ اور طشت لائے اور اس کے ہاتھ دھلائے_ (۲۵)

اس بات کا خیال رکھئے کہ آپ اپنے شوہر کی توہین اور بے عزتی نہ کریں اسے برا بھلانہ کہیں ، گالی نہ دیں ، اس کی طرف سے بے بی اعتنائي نہ برتیں ، اس پر چیخیں چلائیں نہیں ، دوسروں کے سامنے اس کی بے عزتی نہ کریں ، اس کو برے ناموں سے نہ پکاریں_ اگر آپ اس کو توہین کریں گی تو وہ بھی آپ کی توہین کرے گا_ وہ رنجیدہ ہوجائے گا ، آپ کی طرف سے اس کے دل میں کینہ بیٹھ جائے گا_ آپ کے درمیان انس و محبت کا خاتمہ ہوجائے گا اور آپ کی زندگی میں ہمیشہ کشمکش باقی رہے گی_ اگر ساتھ زندگی گزاریئے ا ، تو یقینا آپ کی زندگی خوشگوار نہیں ہوگی_ ذہنی تناؤ کینہ ، اور نفسیاتی الجنھیں ممکن ہے آپ کے لئے خطرہ پیدا کردیں اور ظلم و ستم کا باعث بنیں_

مندرجہ ذیل واقعات سے عبرت حاصل کیجئے :_

ایک ۲۲ سال مرد نے اپنی ۱۹ سالہ بیوی کو اس وجہ سے کہ اس نے اس کو اندھے گدھے ، کہکر پکارا تھا ، چاقو کی پندرہ ضربوں سے قتل کردیا_ اس نے عدالت میں کہا : ایک سال پہلے میں نے اس سے شادی کی تھی_ شروع میں وہ مجھے بہت چاہتی تھی لیکن جلد ہی اس میں تبدیلی رونما ہوگئي اور حالات ناسازگار ہوتے گئے ، وہ ذرا ذرا سی بات پر مجھ کو گالی دیتي_ حتی کہ چونکہ میری ایک آنکھ ذرا سی ٹیڑھی ہے اس لئے مجھے ، اندھے گدھے ، کہہ کر مخاطب کرتی_ حادث کے دبن بھی اس نے

اپنے شوہر کو ان ہی الفاظ سے پکارا تھا اور وہ اس قدر غضبناک ہوگیا کہ اپنی بیوی کی جان کے درپے ہوگیا اور چاقو کی ۱۵ ضربوں سے اس کو ہلاک کردیا ـ (۲۶)

ایک ۷۱ سالہ مرد جس نے اپنی بیوی کو ہلاک کردیا تھا قتل کی وجہ یوں بیان کرتا ہے :ـ

اچانک اس کے سلوک میں فرق آگیا تھا وہ میری طرف سے بے پروا ہوگئي تھی ایک بار مجھ کو ، ناقابل برداشت بوڑھے، کہہ کر بھی پکارا ـ اس بات سے پتہ چل گیا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی ـ میں بدگمانی میں مبتلا ہوگیا اور کلہاڑی کی دو ضربوں سے اس کا کام تمام کردیا ـ (۲۷)

شکوہ شکایت

کوئي انسان ایسا نہیں جسے پریشانیوں ، الجھنوں اور دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے ـ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا کوئي غمخوار اور محرم راز ہو جس سے وہ اپنی پریشانیوں کو بیان کرے ـ اور وہ اس سے اظہار ہمدردی کرے اور اس کا غم غلط کرے ـ لیکن ہر بات کا ایک موقعہ و محل ہوتا ہے ـ درد دل بیان کرنے کیلئے بھی مناسب موقع کا لحاظ رکھنا چاہئے ـ ہر جگہ ، ہر وقت اور ہر حالت میں شکلہ میں شروع نہیں کردینی چاہئے ـ وہ عورتیں جو نادان اور خود غرض ہوتی ہیں اور شوہر داری کے آداب اور معاشرت کے رموز سے ناواقف ہوتی ہیں ان میں اتنا بھی صبر و ضبط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی پریشانیوں کو برداشت کریں اور درددل کو مناسب وقت کیلئے اٹھارکھیں جیسے ہیں بیچارہ شوہر تھکاماندہ گھر میں داخل ہوتا ہے ، ذرا دم بھی وہیں لینے پاتا کہ اسی وقت اس کی نادان بیوی شکایتوں کے دفتر کھول دیتی ہے جو گھر سے بیزار بنایئےیلئے کافی ہے ـ خود تو چلے جاتے ہو اور مجھے ان کم بخت بچوں میں سر کھپانے کے لئے چھوڑ جاتے ہو ـ احمد نے کمرے کے دروازہ کا شیشہ توڑدیا ـ منیزہ اور پروین میں خوب لڑائي ہوئي ـ ان بچوں کی اودہم نے مجھے دیوانہ کردیا ـ افوہ ، بہرام ذرا بھی سبق نہیں پڑھتا ـ آج اسکوال سے اس کی رپورٹ آئي ہے ـ بہت ضراب نمبر ہیں ـ میں بیکارہی ان سب کے لئے زحمت اٹھاتی ہوں ـ صبح سے اب تک اس قدر کام کئے ہیں کہ حالت ضراب ہوگئي کسی کو میری پرواہ نہیں ـ یہ بچے ذرا بھی کسی کام میں ہاتھ نہیں لگاتے ـ کاش بے اولاد ہوتی ـ ہاں آج تمہاری بہن آئي تھی ـ معلوم نہیں کیونمجھ سے

خار کھاتی ہے۔ جیسے میں اس کے باپ کا ہی تو کھاتی ہوں۔ اور تمہاری ماں۔ خدا کی پناہ۔ ادھر ادھر میری برائیوں کرتی ہیں۔ میں ان سب سے تنگ آگئی ہوں۔ لعنت ہو مجھ پر کہ کہ ایسے خاندان سے پالاپڑا ہے۔ میرے ہاتھ دیکھو۔ کھانا پکارہی تھی چھری سے میرا ہاتھ کٹ گیا۔ ہاں کل سہراب کے یہاں تساوی میں گئی تھی کاش نہ گئی ہوتی۔ وہاں جاکر عزت مٹی میں مل گئی۔ حسن آغا کی بیوی آئی تھی۔ کیا میک اپ تھا اور کیا لباس تھا۔ خدا ایسی قسمت سب کی بنائے۔ لوگ اپنی بیویوں کا کس قدر خیال رکھتے ہیں۔ کیسے اچھے اچھے لباس ان کے لئے خریدتے ہیں۔

اس کو کہتے ہیں شوہر۔ جب وہ محفل میں آئی تو سب نے اس کا احترام کیا جی ہاں لوگ صرف کپڑے دیکھتے ہیں۔ آخر میں اس سے کس بات میں کم ہوں کہ اس کی اتنی شان ہے۔ ہاں قسمت والی ہے۔ اس کا شوہر اس کا خیال رکھتا ہے تمہاری طرح نہیں ہے۔ اب میں اس منحوس گھر میں تمہارے اور تمہارے بچوں کے لئے جان نہیں کھپا سکتی۔ جو چاہے کرو"۔ و غیرہ و غیرہ۔

خاتون محترم شوہر داردی ، کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ کا شوہر تفریح اور سیر سپاٹے کرنے کے لئے گھر سے باہر جاتا ہے۔ روزی کمانے ، ضروریات زندگی مہیا کرنے اور پیسے کمانے کی غرض سے باہر جاتا ہے۔ صبح سے اب تک اس کو نہ جانے کن کن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا کہ جن میں سے ایک کی بھی آپ متحمل نہ ہو سکیں گی۔ آفس یا بازار کی مشکلات کی آپ کو خبر نہیں ہے۔ کیسے لوگوں سے پالا پڑتا ہے اور کیسی کیسی ذہنی پریشانیاں آجاتی ہیں۔ آپ کو اپنے شوہر کی پمردہ روح اور تھکے ماندے اعصاب کی کوئی فکر نہیں۔ اب جبکہ وہ باہر کی پریشانیوں سے جان چھڑا کر گھر میں پناہ لینے آیا ہے کہ ذرا دیر آرام کرلے تو بجائے اس کے کہ آپ اس کا غم غلط کریں، شکایتوں کے دفتر اس کے سامنے کھول کے بیٹھ جاتی ہیں۔ آخر اس بے چارے نے مرد ہو کر کیا گناہ ہے کہ گھر سے باہر طرح طرح کی پریشانیوں میں گرفتار رہتا ہے اور گھر آتے ہی اسے آپ کے شکوے شکایات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذرا انصاف سے کام لیجئے۔ تھوڑا سا اس کے بارے میں بھی سوچئے۔ اس کے پاس بھی سوائے اس کے

اور کوئی چارہ نہیں کہ چیخے چلائے تا کہ آپ کی بے جا شکایتوں اور بد زبانیوں سے نجات حاصل کرے یا اس گھر سے فرار اختیار کرکے کسی ہوٹل ، سینما یا کسی دوسری جگہ جاکر پناہ لے یا سڑکوں پر آوارہ گھومتا ہے _

خانم محترم خدا کی خوشنودی اور اپنے اور خاندان کی خاطر اس قسم کی بے جا شکایتوں اور ہنگاموں سے پرہیز کیجئے _ عقل مندی اور ہوشیاری سے کام لیجئے _ موقع شناس بنئے _ اگر آپ کو واقعی کوئی پریشانی لاحق ہے تو صبر کیجئے تا کہ آپ کا شوہر آرام کرلے _ اس کی تھکن دور ہوجائے اس کی بعد موقع کی مناسبت سے ضروری باتیں اس سے بیان کیجئے _ لیکن اعتراض کی شکل میں نہیں بلکہ اس طرح گویا آپ اس سے مشورہ لے رہی ہیں اور اس کو حل کرنے کی فکر کیجئے _ اگر آپ کے شوہر کو اپنے خاندان سے شدید لگاؤ ہے تو چھوٹی چھوٹی باتوں اور غیر ضروری واقعات کو اس سے بیان نہ کریں اور ہر وقت کی چپقلش سے اپنے شوہر کے اعصاب کو خستہ نہ کیجئے _ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیجئے اس کو اور بھی بہت سی پریشانیاں لاحق رہتی ہیں _

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں : جو عورت اپنی زبان سے اپنے شوہر کو تکلیف پہونچاتی ہے ، اس کی نمازیں اور دوسرے اعمال قبول نہیں ہوتے خواہ ہر روز روزہ رکھے اور راتوں کو عبادت او رتہجد کے لئے اٹھے _ غلاموں کو آزاد کرے اپنی دولت راہ خدا میں خرچ کرے ایسی عورت جو بدزبان ہو اور اپنی بد زبانی سے اپنے شوہر کو رنج پہونچائے وہ پہلی شخص ہوگی جو دوزخ میں داخل ہوگی _ (۲۸)

رسول خدا (ص) ایک اور موقع پر فرماتے ہیں : جو عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف پہونچاتی ہے حوریں اس سے کہتی ہیں ، تجھ پر خدا کی مار، اپنے شوہر کو اذیت نہ پہونچا ، یہ مرد تیرے لئے نہیں ہے _ تو اس کے لائق نہیں وہ جلدہی تجھ سے جدا ہوکر ہماری طرف آجائے گا _ (۲۹)

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان فضول باتوں سے خواتین کا مقصد کیا ہے _ اگر چاہتی ہیں کہ اس طرح سے شوہر کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرالیں او راپنے آپ کو اس کے سامنے محبوب ، محنتی اور

خیر خواہ ظاہر کریں، تو اطمینان رکھیں کہ اس کا نتیجہ برعکس ہوگا_ نہصرف یہ کہ اس طریقے سے آپ اس کی محبت حاصل نہ کر سکیں گی بلکہ شوہر کے غیظ و غضب کا شکار ہوجائیں گی_ اور اگر اس طرز عمل سے آپ کا مقصد اپنے شوہر کے اعصاب کو خستہ کرنا ہے تا کہ کام اور زندگی سے اس کا دل بھر جائے اور اعصابی امراض میں مبتلا ہوجائے اگر گھر سے فرار اختیار کرے اور اعصاب کو بے حس بنادینے کے لئے خطرناک نشہ آور چیزوں کی عادت ڈال لے اور فتنہ و فساد کے مراکز کا رخ کرے اور آخر کار دق کا شکار ہوجائے تو اس صورت میں آپ کا کامیابی یقینی ہے_

خاتون عزیز اگر آپ کو اپنے شوہر اور زندگی سے محبت ہے تو اس غیر عاقلانہ اور غلط روش کو چھوڑیئے کیا اس بات کا احتمال نہیں کہ آپ کی بے جا شکایتیں، قتل و غارت گری کا باعث بن جائیں یا آپ کی خاندانی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے_ مندرجہ داستان پر توجہ کیجئے:_

"جس وقت ... گھر آیا، اس کی بیوی نے، ایسی حالت میں کہ اپنی تین سالہ بچی کو گود میں لئے ہوئے تھی اپنے شوہر سے کہا: تمہارے آفس سے دو آدمی آئے تھے اور برابھلا کہہ رہے تھے_ مرد سخت غضبناک ہوگیا اور حالت جنوں میں چاقو کی نوک اپنی ننّھی سی بچی کے پیٹ میں بھونک کر اسے قتل کردیا_ اس مرد کو چار سال کے لئے قید کی سزا ہوگئی_ (۳۰)

عدالت میں ایک ڈاکٹر شکایت کرتا ہے:" ساری زندگی میری بیوی نے ایک بار بھی میرے ساتھ ایک شائستہ اور اچھی خاتون جیسا سلوک نہیں کیا_ ہمارے گھر میں ہمیشہ بد نظمی اور بد سلیقگی کا فرمارہي_ اس کے نالہ و فریاد، بہانہ بازیوں اور گالیوں سے میں بے حد تنگ آچکا ہوں" یہ ڈاکٹر اس بات پر تیارے کہ پچاس ہزار روپئے دے کر اس کے شر سے نجات حاصل کرلے_ اور بہت خوشی سے کہتا ہے کہ اگر میری تمام دولت، حتی میری میڈیکل کی ڈگری بھی آپ چاہیں تو دیدوں گا تا کہ جلد سے جلد اس سے رہائي حاصل کرلوں_ (۳۱)

خوش اخلاق بنئے: جو خوش اخلاق ہوتا ہے، لوگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آتا ہے

مسکرا کے بات کرتا ہے ، حادثات و مشکلات کے مقابلے میں بردباری سے کام لیتا ہے ، ایسا شخص سب کا محبوب ہوتا _ اس کے دوست زیادہ ہوتے ہیں _ سبھی چاہتے ہیں کہ اس سے تعلقات قائم کریں اور اس سے راہ و رسم بڑھائیں _ وہ شخص سب کی نظروں میں عزیز و محترم ہوتا ہے _ ایسا شخص اعصابی کمزوری اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار نہیں ہوتا _ زندگی کی مشکلات اور پریشانیوں پر غلبہ پالیتا ہے _ خوش مزاج انسان زندگی کا صحیح لطف اٹھاتا ہے اور اس کی زندگی بہت سکون سے گزرتی ہے _

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں : خوش اخلاقی سے بڑھ کر زندگی میں اورکوئي چیز نہیں _ (۳۲)

البتہ جو شخص بد اخلاق ہوتا ہے _ لوگوں سے ترش روئي سے ملتا ہے _ حوادث و پریشانیوں کے وقت نالہ و فریاد کرتا ہے ، بلا وجہ شوروہنگامہ کرتا ہے _ بدمزاج اور بدزبان ہوتا ہے اس کی زندگی تلخ و ناگوار گزرتی ہے ، خود بھی ہمیشہ پریشان رہتا ہے اور اپنے ساتھ رہنے والوں کی زندگی بھی وبال جان بنادیتا ہے _ لوگ اسے ناپسند کرتے ہیں اور اس سے ملنے سے کتراتے ہیں وہ نہ خود ہی چین سے رہتا اور نہ ہی اپنے گھر والوں کو چین سے رہنے دیتا ہے _ نہ اسے ٹھیک سے نیند آتی ہے نہ اچھی طرح کھاپی سکتا ہے _ طرح طرح کی بیماریاں خصوصاً اعصابی امراض ایسے شخص کو گھیر لیتے ہیں _ اس کی زندگی ہمیشہ تلخ رہتی ہے او رنالہ و فریاد کرتا رہتا ہے _ اس کے دوست کم ہوتے ہیں اور وہ کسی کا محبوب نہیں ہوتا _

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں : بداخلاق انسان اپنے نفس کو دائمی رنج و عذاب میں مبتلا کرلیتا ہے _ (۳۳)

خوش اخلاقی سب کے لئے لازم ہے _ اور خاص طورپر میاں بیوی کے لئے تو بہت ضروری ہے کیونکہ ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں اور ہم زندگی گزارنے پر مجبور ہیں _

خاتون محترم اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ اور آپ کے شوہر اور بچوں کی زندگی اچھی طرح گزرے تو اپنے اخلاق کی اصلاح کیجئے _ ہمیشہ خوش و خرم اور مسکراتی رہیئے _ تلخی اور جھگڑے سے

پرہیز کیجئے _ خوش گفتار اور شیریں بیان بنئے _ آپ اپنی خوش اخلاقی کے ذریعہ اپنے گوہر کو بہشت برین بنا سکتی ہیں _ کیا یہ افسوس کی بات نہیں کہ بداخلاقی سے آپ اپنے گھر کو جہنّم میں تبدیل کردیں اور خود کو اور اپنے شوہر اور بچوں کو اس عذاب میں بتلا کردیں _ آپ چاہیں تو فرشتہ رحمت بن سکتی ہیں گھر کے ماحول کو خوشگوار اور پر سکون بنا سکتی ہیں _ متبسم چہرے اور خندہ پیشانی اور شیریں بیانی سے آپ اپنے شوہر اور بچوں کے دلوں کو مسرّت و شادمانی عطا کر سکتی ہیں ان کے دل سے رنج و غم مٹا سکتی ہیں _ کیا آپ جانتی ہیں _ ؟

صبح جب آپ کے بچے اسکول یا کام پر جارہے ہوں اور اگر آپ گرمجوشی اور مسکراہٹ کے ساتھ ان کو رخصت کریں تو ان کی روح او راعصاب پر کیسا اچھا اثر پڑے گا _ اور اپنے کاموں کو انجام دینے کے لئے ان میں کیسی تازہ لہر دوڑ جائے گی _

اگر آپ کو زندگی اور اپنے شوہر سے محبت ہے تو بداخلاقی سے گریز کیجئے کیونکہ اچھا اخلاق رشتہ ازدواج کو مستحکم بنانے میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے _ اکثر طلاقیں بداخلاقی اور میاں بیوی میں ہم آہنگی نہ ہونے کے سبب انجام پاتی ہیں _ طلاقوں کے اعداد و شمار سے اس بات کی تائید ہوتی ہے _ اخلاقی اعتبار سے عدم ہم آہنگی ، خاندان میں اختلافات اور کشیدگی کی اہم وجہ ہوتی ہے _

خاتون محترم خوش اخلاقی اور عشق و حبت کے ذریعہ اپنے شوہر کا دل جیت لیجئے _ تاکہ وہ زندگی اور خاندان سے محبت کرے اور پوری توجہ او رلگن کے ساتھ اپنے کام میں مشغول رہے اور آپ کی آسائشے کے اسباب مہیا کرے _ آپ اگر اس سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں گی تو وہ راتیں باہر گزارنے اور عیاشی کی فکر میں نہیں رہے گا اور جلدی گھر آئے گا _

ایک عورت نے عدالت میں شکایت کی کہ میرا شوہر ہمیشہ دوپہر اور رات کا کھانا باہر کھاتا ہے _

شوہر نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری بیوی ذرا بھی بناہ کرنا نہیں جانتی _ اور

اس کا اخلاق بے حد خراب ہے۔ اور دنیا کی بداخلاق ترین عورت ہے۔

عورت فوراً اٹھی اورعدالت میں موجود لوگوں کے سامنے اپنے شوہر کو تھپڑ ماردیا۔ [۳۴]

یہ نادان عورت سمجھتی تھی کہ شکایات، گالی، اور مارپیٹ کے ذریعہ وہ اپنے شوہر کو گھر کی طرف ملتف کرسکے گی۔جبکہ ایک عاقلانہ سادہ سی راہ موجود تھی اور وہ تھی خوش اخلاقی اور اچھا برتاؤ۔

ایک عورت نے عدالت میں کہا میرا شوہر مجھ سے بات نہیں کرتا اور اخراجات اپنی ماں کے ذریعہ مجھے بھجواتا ہے۔ مرد نے جواب میں کہا کہ چونکہ میں اپنی بیوی کی بداخلاقیوں سے تنگ آچکا ہوں اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس بات نہ کروں اور اس بات کو پندرہ مہینے ہورہے ہیں۔ [۳۵]

ازدواجی زندگی کی اکثر مشکلات کو ہوشیاری اور اچھے اخلاق کے ذریعہ حل کیا جا سکتا ہے۔ اگر آپ کا شوہر کم محبت کرتا ہے، گھر پر زیادہ توجہ نہیں دیتا، دیر سے گھر آتا ہے دوپہر اور رات کا کھانا باہر کھاتا ہے، بدسلوکی کرتا ہے، بدمزاجی اور جھگڑا کرتا ہے، اپنی دولت کو برباد کرتا ہے۔ الگ ہونے اور طلاق دینے کی بات کرتا ہے تو آپ اس قسم کی ساری مشکلات کو اپنے اعلی اخلاق و کردار اور اچھے برتاؤ سے حل کرسکتی ہیں۔ آپ اپنے رویئے یں تبدیلی پیدا کیجئے اور اچھے اخلاق کا اعجاز آفرین نتیجہ دیکھئے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خداوند عالم، خوش اخلاق انسان کو جہاد کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور صبح و شام اس پر ثواب نازل فرماتا ہے۔ [۳۶]

امام جعفر صادق (ع) یہ بھی فرماتا ہیں کہ: جو عورت اپنے شوہر کو اذیّت پہونچاتی ہے اور اس کو رنجیدہ رکھتی ہے خدا کی رحمت سے دور رہتی ہے اور جو عورت اپنے شوہر کا احترام کرتی ہے، اس کو تکلیف نہیں پہونچاتی، اس کی فرمانبرداری کرتی ہے، وہ خوش نصیب اور عذاب سے نجات پانے والی ہوتی ہے۔ [۳۷]

کسی نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے عرض کیا کہ فلاں عورت بہت نیک ہے۔ روزے رکھتی ہے، راتوں کو عبادت کرتی ہے، لیکن بداخلاق ہے اوراپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے آزار پہونچاتی ہے۔

آپ نے فرمایا: اس میں کوئی خوبی نہیں ہے۔ وہ دوزخی ہے۔ [۳۸]

بے جا توقعات

تمام افراد کے مالی وسائل اور آمدنی یکساں نہیں ہوتی۔ سبھی ایک معیار کے مطابق زندگی نہیں گزار سکتے۔ ہر خاندان کو اپنی آمدنی اور اخراجات کا حساب خود کرنا چاہیئے اور اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کرنا چاہیئے۔ زندگی ہر طرح گزاری جا سکتی ہے۔ یہ دانشمندوں کا شیوہ نہیں کہ غیر ضروری چیزوں کی فراہمی کے لئے قرض لے یا بعد میں اس کی قیمت ادا کرتا رہے۔

خاتون عزیز آپ گھر کی مالکہ ہیں۔ عاقل اور سمجھدار ہیں۔ اپنی آمدنی اور اخراجات کا اندازہ کیجئے اور دیکھئے کہ کس طرح خرچ کیا جائے کہ آپ کی عزت و آبرو قائم رہے اور آپ کے پاس ہمیشہ کچھ روپیہ محفوظ بھی رہے۔ عاقبت اندیشی سے کام لیجئے۔ دوسروں سے مقابلہ نہ کیجئے۔ اگر کسی عورت کو نئے ڈیزائن کا لباس پہنے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کی مالی حالت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ آپ بھی ویسا ہی لباس خرید سیکیں تو اپنے شوہر کو اسے خرید نے کیلئے مجبور نہ کیجئے۔ اگر آپ اپنے ہمسایہ کے گھر میں کوئی خوبصورت سجاوٹ کی چیز دیکھیں تو اپنے شوہر کی جان نہ کھائیں کہ وہ بھی ویسی چیز لائے۔ اگر آپ کسے دوست احباب اور عزیز و اقارب میں کسی نے اپنے گھر کو قیمتی قالینوں اور بیش قیمت سامان سے سجایا ہے تو لازم نہیں کہ آپ ان کی نقل کرنے کے لئے اپنے آپ کو پریشانی میں بتلا کرلیں اور اپنا سکون و چین حرام کردیں۔ آپ جانتی ہیں کہ آپ کی مالی حالت اور آدمندی اس بات کی اجازت نہیں دیتی تو پھر کیوں اپنے شوہر کو قرض لینے، بعد میں قیمت ادا کرنے، قسطوں پر خریدنے اور ناجائز کاموں کو انجام دینے کے لئے مجبور کرتی ہیں؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ تھوڑا صبر سے کام لیں کہ آپ کی مالی حالت سدھر جائے اور اپنی آمدنی میں سے ہر ماہ تھوڑی رقم پس انداز کرتی رہیں اور کچھ رقم جمع ہوجانے کے بعد نقد قیمت ادا کرکے اپنی ضرورت کی پسندیدہ چیز خرید لیں۔

اکثر نادان اور خود غرض عورتیں اس قسم کی فضول خرچیاں کرتی ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ کر رشک و حسد کرتی ہیں۔ کسی کے گھر میں سجاوٹ کی کوئی چیز دیکھی اور اس کو خریدنے کی دل میں ہوس پیدا ہوگئی اور بے چارے شوہر کے سر ہوگئیں کہ جہاں سے بھی ہو، ہمارے لئے بھی خرید کر لاؤ۔ اس قدر اصرار کرتی ہیں اور ہنگامہ کرتی ہیں کہ شوہر بے چارہ مجبور ہوجاتا ہے کہ قرض لے یا قسطوں پر خریدے اور اپنے آپ کو مصیبت میں گرفتار کرکے ہمیشہ مقروض رہے۔ ایسی حالت میں کبھی کبھی مجبور ہوجاتا ہے، کہ ازدواجی زندگی کے تانے بانے کو توڑ ڈالے اور اپنی خود غرض بیوی کو طلاق دیدے تا کہ اس کی بیجا فرمائشوں اور زبان درازیوں کے شر سے نجات حاصل کرلے یا خودکشی کرلے تا کہ اس مصیبت بھری زندگی سے چھٹکارا پالے۔

در اصل اس قسم کی عورتوں نے شادی کے اصل معنی و مقصد کو ذرا بھی نہیں سمجھا ہے۔ وہ شادی کا مطلب ایک طرح سے غلام خریدنا سمجھتی ہیں اور شادی اس لئے کرتی ہیں کہ اپنی بچہ گانہ خواہشات اور حرص وہوس کو عملی جامہ پہنا سکیں۔ وہ ایسا شوہر چاہتی ہیں جو ایک مفت کے نوکر، بلکہ ایک زر خرید غلام کی مانند ان کے لئے زحمتیں اٹھائے۔ اور اپنی محنت کی کمائی کو ہاتھ جوڑ کے اپنی بیوی کی خدمت میں پیش کردے تا کہ وہ انچی اڑان اڑسکیں اور اپنی بیجا اور غلط خواہشات پر صرف کردیں۔ کاش اتنے پر ہی قناعت کرلی ہوتی اور حد سے زیادہ توقعات نہ رکھتیں۔ کبھی ان کی توقعات اور خواہشات اتنی زیادہ ہو جاتی ہیں کہ شوہر کی کل آمدنی بھی اس کے لئے کافی نہیں۔ انھیں شوہر کی آمدنی سے کیا مطلب۔ بس جس چیز کی ہوس ہوئی اسے فوراً اور ضرور پورا ہونا چاہیئے۔ اس کے لئے جو بھی صورت حال پیش آجائے۔ چاہے شوہر کا دیوالیہ ہی کیوں نہ نکل جائے یا وہ ناجائز کام کرنے پر مجبور ہوجائے مگر بیوی کی خواہشات پور ہونی چاہیئے۔

مردوں کے دیوالیہ ہونے کا بڑا سبب، اکثر نا عاقبت اندیش بیویوں کی بیجا خواہشات اور دوسروں کی نقل اور فضول خرچیاں ہوتی ہیں۔ اکثر بیویوں کی بڑبڑاہٹ اور تقاضے، مرد کو

ناجائز کام اختیار کرنے پر مجبور کردیتے ہیں۔ اس قسم کو خود پسند اور خود غرض عورتیں، صنف نازک کے لئے باعث ننگ و عار شمار کی جاتی ہیں۔ فرض کیجئے ان باتوں کے سبب آپ نے طلاق لے لی۔ تو کیا آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا؟ جی نہیں۔ اطمینان رکھئے۔ آپ کی آرزوؤں کی تکمیل کبھی نہ ہو سکے گی۔ آپ اپنے ماں باپ کے گھر جا کر ان پر بوجھ بن جائیں گی اور ہمیشہ کے لئے انس و محبت اور اولاد کی نعمت سے محروم رہ جائیں گی۔

کیا آپ سمجھتی ہیں آپ سے خواستگاری کے لئے مرد صف باندھے کھرے ہیں؟ جی نہیں، ایسا نہیں ہے، جو عورتیں طلاق لے لیتی ہیں انھیں دوسری شادی کا موقع بہت کم ملتا ہے، فرض کیجئے دوسرا شوہر مل بھی گیا تو کیا ضروری ہے کہ وہ پہلے شوہر سے بہتر ہو۔

کیا یہ آپ کے حق میں بہتر نہ ہوگا کہ آپ عاقبت اندیش نہیں۔ انجام کار کے بارے میں سوچیں۔ اور اپنی آمدنی اور خرچ کا حساب لگائیں اور اسی کے مطابق خرچ کریں۔ ان بلند پروازیوں اور بیجا ہوا و ہوس کے بجائے، زندگی، امور خانہ داری اور شوہر پر توجہ دیں۔؟

مہر و محبت کا اظہار کرکے اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار اور پر مسرت بنایئے دوسروں کی زندگی سے آپ کو کوئی سروکار نہیں ہونا چاہئے۔ اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کیجئے اور انس و محبت کی نعمت سے لطف اٹھایئے اپنے شوہر اور بچوں سے ہنستے بولئے۔ روزانہ کے اخراجات میں کفایت شعاری سے کام لیجئے تاکہ آپ کی مالی حالت بہتر ہوجائے۔ اور آبرومندانہ زندگی گزاریئے ممکن ہے مستقبل میں آپ اپنی خواہشات کی تکمیل کرسکیں۔ بلکہ اگر آپ کے شوہر فضول خرچ ہیں اور اپنی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتے ہیں تو انھیں روکئے۔ اگر وہ غیر ضروری اشیاء کی خریداری کے لئے قرض لینا چاہیں یا قسطوں پر خریدیں تو آپ انھیں روکئے۔ آپ کی زندگی مشترک ہے۔ آپ کے شور کے پاس جو کچھ ہے وہ در حقیقت آپ کا ہے۔ خوفزدہ نہ ہویئےہ اپنی دولت وہ کسی اور کو دے دے گا۔ تجملی اشیاء اور غیر ضروری سامان کی خریداری کے

ضروری چیزیں فراہم کیجئے۔ ہر انسان کی زندگی میں اچانک حادثے اور غیر متوقّع واقعات رونما ہوتے ہیں ایسے برے وقت کے لئے کچھ بچا کے رکھنے کی عادت ڈالئے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں کہ جو عورت اپنے شوہر سے نباہ نہیں کرتی اور جو چیزیں اس کی استطاعت سے باہر ہیں ان کے لئے اسے مجبور کرتی ہے ایسی عورت کے اعمال خدا کی درگاہ میں قبول نہیں ہوتے اور قیامت کے روز وہ خداوند عالم کے غیظ و غضب کا شکار ہوتی ہے۔ (۳۹)

ایک اور موقع پر حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں کہ ہر وہ عورت جو اپنے شوہر سے بناہ نہ کرے اور جو کچھ اس کو خدا کی جانب سے ملا ہے اس پر قناعت نہ کرے اور اپنے شوہر سے سختی سے پیش آئے اور اس کی استطاعت سے زیادہ کی خواہش کرے ، ایسی عورت کے اعمال قبول نہیں ہوں گے اور خدا اس پر عذاب نازل کرے گا۔ (۴۰)

پیغمبر اسلام (ص) کا ارشاد گرامی ہے کہ خدا پر ایمان کے بعد، کوئي نعمت ، اپنے شوہر کے ساتھ تعاون کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ (۴۱)

اپنے شوہر کی دلجوئي کیجئے

زندگی کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ہوتا ہے۔ خاندان کے اخراجات کو جس طرح بھی ممکن ہو، پورا کرنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ گھر سے باہر اسے سینکڑوں قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی باس کی ڈانٹ پھٹکار سننا پڑتی ہے کبھی اپنے ساتھیوں کی اذیت رسانی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ ممکن ہے اس کے مطالبات وصول نہ ہوئے ہوں۔ ممکن ہے چیک یا ڈرافٹ کیش نہ ہو سکے۔ ممکن ہے کساد و بازاری کا سامنا کرنا پڑے اور آمدنی نہ ہو۔ ممکن ہے کوئي مناسب مقام حاصل نہ کر سکا ہو۔ مرد کی ایک دو پریشانیاں نہیں ہوتی۔ روزمرہ کی زندگی میں اس قسم کے گوناگوں حادثات کا سامنا برابر کرنا پڑتا ہے۔ کم ہی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کوئي نئي پریشانی نہ آکھڑی ہو ان ہی سبب کی بنا پر مردوں کی عمر عموماً عورتوں سے کم ہوتی ہے۔ آخر ایک انسان کے اعصاب ، فکروں اور پریشانیوں کو کب تک اور کس حد تک برداشت کرسکتے ہیں۔

ایسے موقعوں پر انسان کو شدت سے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ کوئي دلسوز او رمہربان ہستی اس کي

دلجوئي کرے اور اس کی روح و اعصاب کو تقویت پہونچائے _

خاتون گرامی آپ کے شوہر کا کوئي غمخوار نہیں ہے _ وہ تنہائي کا احساس کرتا ہے _ باہر کی مشکلات سے فرار حاصل کرکے اپنے گھر میں آپ کے پاس پناہ حاصل کرنا چاہتا ہے _ اسے آپ کی دلجوئي اور تسلی کی ضرورت ہے _ اگر کسی دن وہ پریشان حال اور رنجیدہ و ملول گھر میں داخل ہوتا ہے تو اسے ہر روز سے زیادہ آپ کی توجہ کی ضرورت ہے _ آپ کو چاہئے آپ جلدی سے اس کے آرام کرنے ، کھانے یا چائے و غیرہ کا انتظام کریں ایسے موقع پر دوسرے موضوعات پر بالکل بات نہ کریں _ نہ کسی بات پر نکتہ چینی کریں _ فرمائشے نہ کریں _ اس سے اپنی پریشانیوں اور درددل کی شکایت نہ کریں _ اسے موقع دیجئے کہ کچھ دیر آرام کرلے _ اگر بھوکا ہے تو اس کا پیٹ ھر جائے _ اگر سردی کھا گیا ہے تو گرم ہوجائے _ اگر گرمی لگ رہی ہے تو اس کے حواس ٹھیک ہوجائیں اور جب اس کی تھکن دور ہوجائے اور اس کے اعصاب ٹھکانے آجائیں تب محبت بھرے لہجے میں اس کی پریشانی کا سبب دریافت کیجئے _ اور اگر وہ اپنا درددل بیان کرنا شروع کرتا ہے تو اسے غور سے سنئے _ بیجا ہنسئے نہیں بلکہ اس کی پریشانی سن کر اظہار افسوس کیجئے _ اور اپنے رویہ سے یہ ظاہر کیجئے کہ اس کی پریشانیوں کو سن کر آپ کو اس سے زیادہ رنج پہونچاہے _ محبت و دلسوزی کا اظہار کرکے اس کے زخموں پر مرہم رکھئے نرمی اور ملائمت سے اس کی دلجوئي کیجئے _ اس موضوع کو اس کے سامنے معمولی اور حقیر ظاہر کیجئے اور مشکل کو حل کرنے میں اس کی ہمت افزائي کیجئے _ اس سے کہئے کہ اس قسم کے حادثات تو زندگی کا لازمہ ہیں اور ہر شخص کو پیش آتے ہیں _ صبر واستقامت کے ذریعہ ان مشکلات پر غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے _ البتہ شرط یہ ہے کہ انسان خود ہمت نہ ہارجائے _ در اصل ایسے ہی موقعوں پر انسان کی شخصیت اور مردانگی ظاہر ہوتی ہے _ پریشان ہونے کے بجائے صبر اور کوشش سے کام لیا جائے تو مشکل آسانی سے حل ہوجاتی ہے _ اگر آپ کے شوہر کو رہنمائي کی ضرورت ہے اور اگر اس کے حل کی کوئي صورت آپ کی نظر میں ہے تو اس کی رہنمائي کیجئے اور اگر کوئي صحیح راہ حل آپ کے سامنے نہیں تو اسے رائے دیجئے کہ اپنے کسی خیر خواہ دوست یا رشتہ داری مشورہ کرے _

خاتون محترم آپ کے شوہر کو مشکلات اور پریشانیوں کے موقع پر آپ کی دلجوئي اور تسلی کی ضرورت ہوتی ہے _

آپ کو اس کی مدد کرنی چاہیئے ایک مہربان نرس بلکہ ایک ہمدرد ماہر نفسیات کی مانند ایسے موقع پر آپ کو اسکی دلجوئي کرنا چاہیئے _ بلکہ اس سے بڑھ کر عرض کروں کہ اپنی شخصیت کو منظم و مستحکم کیجئے اور شوہر کی نگہداشت کیجئے _ جی ہاں کہیں ایک نرس یا نفسیاتی ڈاکٹر بھلا ایک فداکار بیوی کی طرح دیکھ بھال کر سکتا ہے؟ آپ کو اپنی طاقت کا اندازہ نہیں کہ آپ کی مہربانیاں اور تشفی و تسلّیاں آپ کے شوہر کی روح پر کیا جادو کا سا اثر ڈال سکتی ہیں _ اس کے دل اور اعصاب کو سکون مل جاتا ہے _ زندگی سے اس کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے _ مشکلات سے نبرد آزما ہونے کے لئے وہ تیار ہوجاتا ہے _ اور اسے اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس دنیا میں وہ بیکس و تنہا نہیں ہے _ آپ کی وفاداری اور صمیمیت اس میں اعتماد و یقین پیدا کردیتے ہیں _ یہ چیزیں اسے آپ کا دوست اور عاشق بنادیتی ہیں _ آپ کی ازدواجی زندگی اور مستحکم و پائیدار ہوجاتی ہے _

حضرت امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں: دنیا میں شائستہ بیوی سے بہتر کوئي چیز نہیں _ ایسی بیوي، جس کو دیکھ کر اس کے شوہر کا دل مسرور و شاد ہوجائے _ (۴۲)

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں عورتوں کا ایک گروہ ایسا ہے جن کے زیادہ بچے ہوتے ہیں _ وہ عورتیں شفیق و مہربان ہوتی ہیں _ سختیوں اور زمانے کے حادثات کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتی ہیں _ اپنے شوہر کی حمایت اور پشت پناہی کرنے والی ہوتی ہیں اور ایسے کام نہیں کرتیں جس سے ان کے شوہروں کو نقصان پہونچے ، اور ان کی پریشانیوں میں اضافہ ہو _ (۴۳)

شکر گزار کی عادت ڈالئے:

پیسہ کمانا آسان کام نہیں ہزاروں زحمتیں اور پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں _ انسان اپنے آرام و آسائشے کی خاطر مال و دولت پیدا کرتا ہے اور ذاتی طور پر اس بات سے دلچسپی رکھتا ہے _ اگر کسی پر احسان کرتا ہے یا کسی پر اپنی دولت خرچ کرتا ہے تو وہ اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اس کی قدردانی کی جائے اور اس سلسلے میں اظہار تشکر اس کی ترغیب و ہمت افزائي کا سبب بنتا ہے _ اور اسے احسان و نیکی کرنے کی جانب مائل کرتا ہے _ نہ صرف اس شخص کے حق میں زیادہ احسان کرنے کا باعث بنتا ہے ، بلکہ

یہ احساس قدردانی مجموعی طور پر اس کو نیکی کرنے پر آمادہ کرتا ہے_ بلکہ ممکن ہے اظہار تشکر و سپاس گزاری اس پر اس حد تک اثر کرے کہ نیکی و احساس کرنا، اس کی عادت ثانیہ بن جائے اور وہ ہر وقت اس کام کیلئے آمادہ رہے_ لیکن اگر اس کی قدردانی نہ کی جائے اور اس کے احسان کو نظر انداز کردیا جائے تو نیک کام انجام دینے میں اسے کوئي دلچسپی محسوس نہ ہوگی_ اپنے دل میں سوچے گا کہ میں نے ایسے احساس فراموش کے ساتھ بیکاری احسان کیا_ اور مال و دولت اس پر خرچ کردیا_

حق شناسی اور شکرگزاری، پسندیدہ او رنیک اخلاق شمار ہوتی ہے اور انسان کو احسان و نکی کی اجانب مائل کرنے کا ایک بہت بڑا وسیلہ ہے_ حتی کہ خداوند عالم بھی جو کہ بے نیاز ہے_ اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے نعمتوں کے جاری رہنے کی شرط قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے: اگر شکرادا کروگے تو اپنی نعمتوں میں مزید اضافہ کروں گا_ (۴۴)

خاتون محترم آپ کا شوہر بھی ایک انسان ہے اسے بھی قدردانی اچھی لگتی ہے_ وہ زندگی کے اخراجات پورے کرتا ہے_ محنت سے کماتا ہے اور اس عمل کو اپنا ایک اخلاقی اور شرعی فریضہ سمجھتا ہے اور اس کو انجام دے کر لذّت محسوس کرتا ہے_ لیکن آپ سے اس بات کا متمنی ہے کہ اس کے وجود کو غنیمت سمجھ کر اس کے کاموں کی قدردانی کیجئے_ جب کبھی ضروریات زندگی کی چیزیں خرید کر گھر لائے تو خوشی و مسرت کا اظہار کیجئے_ اس کا شکریہ ادا کیجئے_ جب آپ کے یا آپ کے بچوں کے لئے لباس، جوتا یا کوئي دوسری چیز لائے تو فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کے خوشی کا اظہار کیجئے_ اس سے اگر آپ "شکریہ" کہدیں تو کیا مضائقہ ہے؟ اگر پھل ہٹھائي یا کوئي دوسری چیز لائے تو جلدی سے اس کے ہاتھ سے لے کر جگہ پر رکھ دیجئے_ اگر آپ بیمار پڑگئیں اور اس نے آپ کے علاج کے لئے کوشش کی تو صحت یاب ہونے کے بعد اس کی زحمات کا شکریہ ادا کیجئے اگر آپ کو تفریح کے لئے لے گیا یا سفر پر لے گیا تو اس کا شکریہ ادا کیجئے_ اگر آپ کو پیسے دیئےیں تو اس کی قدردانی کیجئے_ اس امر کا خیال رکھیں کہ اس کے کاموں کو حقیر اور معمولی نہ سمجھیں، اس کی طرف سے بے اعتنائي نہ برتیئے_ مذمّت نہ کیجئے_ اگر آپ اس کے کاموں کو سراہیں گی اور اس سے

اظہار تشکر کریں گی تو یہ چیز اسے اپنی شخصیت کا احساس دلانے کا باعث بنے گی اور اس کی زندگی میں جوش و خروش پیدا کرنے اور مزید خرچ کرنے کے لئے اس میں اہمیت بندھانے کا سبب بنے گی۔ وہ اور زیادہ کوشش کرے گا کہ آپ کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرے اور احسان کے ذریعہ آپ کے دل کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ لیکن اگر آپ اس کے کاموں کو حقیر و معمولی سمجھیں گی اور اس کی زحمات کو یا اس کی شخصیت کو نظر انداز کریں گی تو اس کا دل سرد ہوجائے گا اور اپنے آپ سے کہے گا کہ میں بیکار ہی اتنی زحمت اٹھاتا ہوں اور اپنی محنت کی کمائی ایسے ناقدردانوں پر خرچ کرتا ہوں جو میری قدر نہیں کرتے اور میرے احسانوں کو معمولی سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ گھر اور زندگی سے اس کی دلچسپی کم ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ ممکن ہے ایسا بھی ہو کہ وہ خرچ کرنے سے پہلو تہی کرنے لگے اور فکر معاش کی طرف سے بے پروا ہوجائے۔ یا روپیہ پیسہ اپنی تفریح پر اڑانے لگے۔ یا دوسروں پر خرچ کرنے لگے۔ بیچارہ مرد تو صرف چند تعریفی جملوں اور مفت کے خالی تشکر کے اظہار سے ہی خوش ہوجاتا ہے اور آپ اس سے بھی دریغ کرتی ہیں۔

آپ کا کوئي عزیز یا دوست کوئي معمولی سا تحفہ یا پھولوں کا ایک گلدستہ آپ کو پیش کرتا ہے تو اس کا تو آپ سینکڑوں بار شکریہ بار شکریہ ادا کرتی ہیںلیکن اپنے شوہر کے دائمی احسانوں کے عوض آپ کہ منہ سے اظہار تشکر کے لئے معمولی سے الفاظ بھی نہیں نکلتے ؟

"شوہر داردی کے یہ طور طریقے نہیں ہیں۔ در اصل آپ نے اپنے ذاتی مفادات کی تشخیص نہیں کی ہے۔ غرور اور خودپسندی بڑی بری بلا ہے آپ سوچتی ہیں کہ شکریہ کا اظہار کرکے آپ چھوٹی ہوجائیں گی حالانکہ اس کے برعکس آپ کی محبوبیت میں اور اضافہ ہوجائے گا۔ اور آپ حق شناس اور مہذب سمجھی جائیں گی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم میں سے بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر کوئي چیز خرید کرلائے تو اس کا شکریہ ادا کرے اور اگر نہ لائے تو راضی رہے۔ [۴۵] امام صادق (ع) یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو عورت اپنے شوہر سے یہ کہے کہ تم نے میرے ساتھ کوئي بھلائي نہیں کی ، تو اس کے تمام

اعمال باطل اور بے وقعت ہوجائیں گے_ [46] حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں: اگر کسی نے کسی شخص کے احسان کی قدردانی نہیں کی تو اس نے گویا خدا کا شکر بھی ادا نہیں کیا_ [47]

عیب جوئي نہ کیجئے

کوئي انسان عیب سے پاک نہیں_ یا کوتاہ قد ہے یا لمبا ہے کالا ہے یا بے نمک_ موٹا ہے یا دبلا کسی کا دہانہ بڑا ہے تو کسی کی آنکھیں چھوٹی ہیں_ ناک بہت لمبی ہے یا سر گنجا ہے_ تندخو ہے یا بزدل ہے_ کم گو ہے یا باتوی_ کسی کے منھ یا پاؤں سے بدبو آتی ہے، کوئي بیمار ہے یا بہت کھاتا ہے_ کوئي نادار ہے کوئي کنجوس ہے_ کوئي آداب زندگی سے ناواقف ہے یا بدزبان ہے یا گندہ رہتا ہے یا غیر مہذب ہے_ اس قسم کے عیوب ہر مرد اور ہر عورت میں پائے جاتے ہیں_ ہر مرد اور ہر عورت کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ اپنے لئے ایسا آئیڈیل شریک زندگی تلاش کرے جو تمام عیوب و نقائص سے پاک ہو_ کوئي بھی خامی یا کمی نہ ہو__ ایسا اتفاق بہت ہی کم ہوتا ہے کہ کسی کو اپنا مکمل آئیڈل مل جائے_ میرے خیال میں کوئي عورت ایسی نہیں جو اپنے شوہر کو سو فیصدی مکمل اور بے عیب سمجھتی ہو_

جن عورتوں کو عیب جوئي کی عادت ہوتی ہے وہ خواہ مخواہ اپنے شوہروں میں عیب نکالتی رہتی ہیں_

ایک معمولی اور چھوٹا سا نقص کہ جسے عیب نہیں کہا جا سکتا، اسے اپنی نظر میں مجسم کرلیتی ہیں اور اس کے، بائے میں قدر سو چتی ہیں کہ رفتہ وہ معمولی سا عیب ان کی نظروں میں ایک بڑے اور نا قابل برداشت عیب کی شکل اختیار کرجاتا ہے شوہر کی خوبیوں کو یکسر نظرانداز کر دیتی ہیں اور وہ چھوٹا سا عیب ان کی نظروں میں گھومتا رہتا ہے جبس مرد پر ان کی نظر پڑتی ہے عور کرتی ہیں کہ اس وہ عیب ہے یا نہیںاور ایک ایسے آئیڈیل مرد کو اپنے دماغ میں مجسم کرلیتی ہیں جس میں ذرا سا بھی موئي عیب نہیں اور چونکہ ان کا شوہر اس خیالی پیکر سے مطابقت نہیں رکھتا اس لئے ہمیشہ نالہ و فریاد اور آہ وزاری کرتی رہتی ہیں اپنی شادی پر پچھتاتی ہيَ خود کو شکست خوردہ اور بد قسمت سمجھتی ہیں رفتہ اس بات کو کھلے عام اور کبھی اپنے شوہر سے بھی کہہ دیتی ہیں

اعتراضات اور بہانے کرتی ہیں طعنے دیتی ہیں کبھی کہتی ہیں تم آداب زندگی سے واقف نہیں ہو،

مجھے تمہارے ساتھ محفل میں جاتے شرم آتی ہے تمہارے مھ سے کیسی سڑی بدبو آتی ہے کس قدر کالے اور بد صورت ہو

ممکن ہے مرد عقلمند اور بردبار ہو اور بیوی کی ان گستاخیوں پر خاموش رہے لیکن یہ باتیں اس کو بری ضرور لگیں گی اور یہ بات اس کے دل نیں بیٹھ جائے گی رفتہ اس کے صبر کا پیمانہ لبریز خوجائے گا اور انتقام لینے کی فکر میں رہے گا مارپیٹ شروغ کردے گایا اسی کے انداز میں اس پر تنفید کرتا رہے گا اور اس فکر میں رہے گا کہ وہ بھی اپنی بیوی کی، جوکہ یقینا بالکل بے عیب نہیں ہوگی، عجیب جوئی کرے وہ اس کو کہے گا اور وہ اس کو کہے گی اگر آپس میں محبت تھی تو اس کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور ایک دوسرے کی طرف سے دل میں کینہ بیٹھ جائے گا اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے میں عیب تلاش کرنے کی فکر میں رہیں گے ہر وقت لڑائی جھگڑا ہوتا رہے گا ان کی زندگیاں جہنم بن جائیں گی اور اس وقت تک اس عذاب و مصیبت میں بتلا رہیں گے جب تک کہ ان میں سے کوئی ایک مرنہ جائے تب ہی اس شرمناک زندگی کا خاتمہ ہو گا اور اگران میں سے کوئی اسک سادونوں اپنی ضدپر قائم رہے اور طلاق و خاندانی مسائل کی حمایت کرنے والی عدالت سے رجوع کیا اور نفس کی تسلی کرنے کے لئے انتقام لے بھی لیا تو ساری عمردونوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے شادی کے مقدس عہد و پیمان کو اپنی ضدمیں آکرتوڑ دیا مگر یہ معلوم نہیں کہ بعد میں دوسری شادی کر بھی سکیں گے یا نہیں اور بالفرض اگر شادی ہو بھی گئی تو اس سے بہتر شوہر سا بیوی بھی نصیب خویا نہیں بعض عورتوں کی ضد اور نادانی سے خدا پناہ میں رکھے بعض بہت معمولی سی باتوں میں اس قدر ضد او رہٹ دھرمی سے کام لیتی ہیں کہ اپنی زندگی تباہ کرنے کے در پے ہو جاتی ہیں اس قسم کی کحم عقلی اور نا عاقبت اندیشیوں سے بچنے کے لئے ذیل کی داستان عبرت حاصل کرنے کی غرض سے پیش کی جاتی ہے:

ایک عورت نے اپنے شوہرکی شکایت کی اس کا شوہر سوتے میں انگلی چو ستا ہے اورچونکہ وہ اس کام سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں لہذا وہ طلاق حاصل کرنا چاہتی ہے۔

ایک عورت یہ بہانہ کر کے کہ اس کے شوہر کے منھ سے بدبو آتی ہے اپنے باپ کے گھر چلی گئي اور کہا کہ جب تک وہ اپنے منھ کی بد بو کو بر طرف نہیں کرے گا گھر واپس نہیں آئے گی_ لیکن عدالت نے دونوں میں میل کرادیا_ جب وہ گھر واپس آئي اور دیکھا کہ شوہر کے منھ سے اب بھی بدبو آتی ہے تو دوسرے کمرے میں چلی گئي_ شوہر نے جو اس بات پر غضبناک ہو گیا تھا اپنی بیوی کو قتل کردیا_ (۴۹)

دانتوں کے امراض کی ماہر ایک لیڈی ڈاکٹر، اپنے شوہر سے طلاق لیتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ میرے ہم پلہ نہیں کیونکہ اس نے مجھ سے تین سال بعد ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی تھی_ (۵۰)

ایک ۲۷ سالہ عورت اپنے شوہر سے جھگڑا کر کے چل گئي_ وہ اپنے عرض حال میں لکھتی ہے، میرا شوہر بہت کھاتا ہے اور میں اس کی ضرورت کے مطابق کھانا نہیں پکا سکتی_ (۵۱)

ایک عورت اس سبب سے کہ اس کا شوہر زمین پر بیٹھتا ہے_ ہاتھ سے کھانا کھاتا ہے، آداب معاشرت سے ناآشنا ہے، ہر روز شیو نہیں کرتا، طلاق کی درخواست کرتی ہے_ (۵۲)

لیکن سبھی عورتیں ایسی نہیں ہوتیں_ ایسی باشعور اور سمجھدار عورتیں بھی ہوتی ہیں جو زندگی کی حقیقتوں پر نظر رکھتی ہیں اور عیب جوئي سے گریز کرتی ہیں_

خاتون محترم آپ کا شوہر ایک عام بشر ہے_ ممکن ہے اس میں کوئي عیب ہو_ لیکن یہ بھی دیکھئے اس میں بہت سی خوبیاں بھی ہونگی_ اگر آپ خوشگوار زندگی گزارنا چاہتی ہیںّ اور آپ کو اپنے خاندان سے لگاؤ ہے، تو عیب جوئي کی فکر میںنہ رہئے_ اس کی چھوٹی چھوٹی خامیوں کو نظر انداز کیجئے_ بلکہ اس کے عیبوںپر بالکل دھیان نہ دیجئے ور اپنے شوہر کا ایک خیال مرد سے، کہ جس کا در اصل کوئي وجود ہی نہیں ہوتا، مقابلہ نہ کیجئے_ بلکہ عام مردوں سے مقابلہ کیجئے_ ممکن ہے کسی مرد میں وہ مخصوص عیب نہ ہو جو آپ کے شوہر میں ہے لیکن اس میں دوسرے عیوب ہوسکتے ہوں جو شاید اس سے بھی بدتر درجے کے ہوں_ در اصل بدبینی کی عینک اپنی آنکھوں سے اتار لیجئے اور اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر ڈالیئے_ اس وقت آپ دیکھیں گی کہ اس کی خوبیاں، اس کی رائیوں سے بدرجہا

زیادہ ہیں_ اگر اس میں ایک عیب ہے تو اس کے بدلے میں سینکڑوں خوبیاں بھی موجود ہیں_ اس کی خوبیوں اور محاسن پر نظر رکھئے اور خوش و مطمئن رہیئے کیا آپ خود بے عیب ہیں جو اس بات کی توقع رکھتی ہیں کہ آپ کا شوہر عیب سے پاک ہو_ بات در اصل یہ ہے کہ آپ کی خود پسندی اور خود غرضی اس بات کی اجازت نہیںدیتی کہ اپنے عیبوں پر نظر ڈالیں_ اگراس میں کچھ شک ہے تو دوسروں سے پوچھ لیجیئے حضرت رسول خدا(ص) فرماتے ہیں_بڑا عیب یہ ہے کہ انسان دوسرے کے عیوب کو دیکھے مگر اپنے عیبوں کی طرف سے غافل ہو_ (۵۳)

ایک چھوٹے سے عیب کو اس قدر بڑا کیوں بنا دیتی ہیں اور اس کے بارے ینٓاس قدر متکفر اور پریشان ہوجاتی ہیں کہ زندگی کی بنیادوں کو کمزور اور مہر و محبت کے مراکز اپنے گھر اور خاندان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہوجاتی ہیں_ عقلمندی اوربردباری سے کام لیجئے_ حرص و حسد اور فضول خیالات سے پرہیز کیجئے_ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کیجئے_ اظہار محبت کے ذریعہ خاندان کے ماحول کو خوشگوار بنایئے اکہ مہر و محبت کی نعمت سے آپ کادامن بھرا ہے_ اس بات کا دھیان رکھئے کہ اپنے شوہر کے عیب نہ اس کے سامنے اور نہ ہی اس کی غیر موجودگی میں بیان کریں_ کیونکہ اس سے وہ رنجیدہ خاطر اور دل برداشتہ ہوجائے گا اور وہ بھی عیب جوئي کی فکر میں رہے گا_ اس کی محبت و چاہت میں کمی آجائے گی ہمیشہ لڑائي جھگڑا کرے گا اوریہی حالات رہے تو آپ کی زندگی بہت تلخ اور ناخوشگوار ہوجائے گی اگر نوبت طلاق اورجدائي تک پہونچی تو اور بھی برا ہوگا_

اگر عیب اصلاح کے قابل ہے تو اس کو دور کرنے کی فکر کیجئے_ لیکن صرف اسی صورت میں کہ اگر اس میں کامیابی کا امکان ہو_ اور نہایت نرمي، صبر و حوصلہ کے ساتھ ، خیر خواہی ، خواہش اور تمنا کی صورت میں کہیئے_ نہ کہ عیب جوئي اور اعتراض کی صورت میں اور سرزنش اور لڑائي جھگڑے کے ساتھ_

اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں سے سروکار نہ رکھیئے

خاتون محترم ممکن ہے شادی سے پہلے کچھ لوگ آپ سے خواستگاری کے لئے آئے ہوں_ ممکن ہے ایسے افراد آپ کی نظر میں ہوں جن سے شادی کی آرزومندرہی ہوں یا آپ کی خواہش

ہو کہ آپ کا شوہر دولت مند ہو ں_ فلاں سروس کرتا ہوں ، انجینئر ہو ، یا ڈاکٹر ہو ، خوبصورت اور اسمارٹ ہو وغیرہ وغیرہ_ شادی سے پہلے اس قسم کی خواہش اور تمنا کرنے میں کوئي مضائقہ نہیں_ لیکن اب جبکہ آپ نے ایک مرد کو اپنا شریک زندے ی منتخب کرلیا اور شادی کے مقدس پیمان پر دستخط کرکے آخر عمر تک ساتھ نبھانے کا عہد کرلیا تو گزشتہ باتوں کو یکسر بھلا دینا چاہئے_ ان آرزوؤں اور تمناؤں کا جوپوری نہ ہو سکیں اب دل میں خیال تک نہ لائیۓ اور اپنے شوہر کے علاوہ ہر مرد کی طرف سے مکمل طور پر آنکھیں بند کرلیجئے_ اپنے دل کو اضطراب و پریشانی سے نجات دلائیۓ اپنے شوہر کے علاوہ ہر غیر مرد کے خیال کو دل سے نکال دیجئے_ اور اپنی تمام تر توجہ اپنے شوہر کی جانب مرکوز کردیجئے اپنے سابق خواستگار کو فراموش کردیجئے_ اس کے بارے میں نہ سوچئے_ آپ کو کیا کہ وہ پریشان ہے یا نہیں_ اس کے حالات جاننے کی آپ کو کیوں فکر ہے_ اس دودلی کی حالت سے سوائے پریشانی کے آپ کو کچھ حاصل نہ ہوگا_ بعض اوقات یہ چیز آپ کے لئۓ مشکلیں کھڑی کردے گی_

اب جب کہ آپ نے ایک مرد سے شادی کا رشتہ قائم کرلیا ہے تو پھر یہ شو خیال کیسي؟ اس مرد اور اس مرد پر نظر ڈالتی ہیں اور اپنے شوہر کا ان سب سے مقابلہ کرتی ہیں_ ان باتوں سے سوائے پریشانی ، اضطراب اور دائمی حسرت دیاس کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا_

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص اپنی آنکھوں کو تکلیف پہونچائے اس کے اعصاب ہمیشہ مضمحل رہتے اور ایسا آدمی ہمیشہ حسرت و یاس میں بتلا رہتا ہے_ (۵۴)

جب آپ مردوں پر نظر ڈالتی ہیں اور اپنے شوہر کا ان سے مقابلہ کرتی ہیں تو ایسے مرد بھی نظر آتے ہیں جن میں وہ عیب نہ ہو جو آپ کے شوہر میں ہے_ لیکن کیا آپ سمجھتی ہیں کہ وہ سب بے عیب ہیں ؟ کیا وہ آسمان سے اترے ہیں ؟ جی نہیں_ بلکہ ممکن ہے ان میں کچھ ایسے عیب موجود ہوں کہ جن کہ آپ کو خبر ہو جائے تو آپ اپنے شوہر کو ان پر ترجیح دیں گی_ چونکہ ان کے عیوب آپ سے پوشیدہ ہیں اور فقط ان کی خوبیوں کو آپ نے دیکھا ہے اس لئۓ خود کو بد نصیب سمجھتی ہیں_ اور یہ خیال کرتی ہیں کہ اس شخص

سے شادی کرکے آپ سراسر گھاٹے میں رہی ہیں_ اس قسم کے افکار آپ کو بد بختی اور تباہی کے دہانے پرپہو نچا دیتے ہیں_

ایک اٹھارہ سالہ شادی شدہ عورت جو گھر سے بھاگ گئی تھی، اسے پولیس نے گرفتار کرلیا_ اس نے پولیس کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ تین سال قبل فلاں شخص سے میرا عقد ہوا تھا_ لیکن رفتہ رفتہ میں نے محسوس کیا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتی_ اپنے شوہر کے چہرے کا بعض مردوں سے مقابلہ کرتی تھی اور افسوس کرتی تھی کہ اس مرد کی بیوی کیوں بنی؟ (۵۵)

خاتون محترم اگر آپ چاہتی ہیں کہ بد بختی سے محفوظ رہیں، اعصابی کمزوریوں اور ذہنی پریشانیوں کا شکارہ ہوں، مطمئن اور پر مسرّت زندگی گزاریں، تو ہوس بازی اور فضول آرزؤوں سے اپنا دامن بچایئے اپنے شوہر کے علاوہ سب کو نظر انداز کردیجئے_ دوسرے مردوں کی تعریف نہ کیجئے دوسرے مرد کا خیال تک دل میں نہ لایئے اور کبھی یہ نہ سوچئے کہ کاش فلاں شخص نے مجھ سے شادی کا پیغام بھیجا ہوتا_ کاش فلاں شخص سے میں نے شادی کی ہوتی_ کاش میرے شوہر کا فلاں پیشہ ہوتا_ کاش ایسا ہوتا ویسا ہوتا وغیرہ وغیرہ_

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ آپ کی ان لا حاصل آرزوؤں اور غلط افکار کا کیانتیجہ نکلے گا؟ کیوں اپنی اور اپنے شوہر کی زندگی کو تلخ بنارہی ہیں_ کیوں اپنی ازدواجی زندگی کی بنیاد دل کو متزلزل کررہی ہیں_ یہ آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ اگر فلاں مرد سے آپ کی شادی ہوئی ہوتی تو آپ سو فیصد خوش و مطمئن رہتیں؟ آپ کو اس کے ظاہری اوصاف کے علاوہ تو کچھ معلوم نہیں_ ممکن ہے کہ اس میں ایسے عیوب موجود ہوں کہ اگر آپ کو ان کا علم ہوجائے تو اپنے شوہر کو اس پر ترجیح دیں گی_ آپ کو کیا معلوم کہ ان مردوں کی بیویاں ان سے کس حد تک راضی و مطمئن ہیں_

خواہر عزیز اگر آپ کے شوہر کو احساس ہوجائے کہ دوسرے مرد آپ کی نظر میں ہیں تو وہ بدگمان ہوجائیگا اس کی محبت و لگاؤمیں کمی آجائے گی_ زندگی اور خاندان سے اس کی دلچسپی ختم ہوجائے گی_ اس بات کا خیال رکھئے کہ دوسرے مردوں کی تعریف نہ کیجئے_ ان سے اظہار دلچسپی نہ کیجئے_ ہنسی مذاق نہ کیجئے مرد اس قدر حسّاس ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی غیر مرد کی تصویر تک سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرے_

پیغمبر اسلام(ص) فرماتے ہیں: جو شوہر دار عورت، اپنے شوہر کے علاوہ غیر مرد پر ہوسناک نظر ڈالے، پروردگار عالم کے شدید غیظ و غضب کا شکار ہوگی_ (۵۶)

اسلامی حجاب

عورت و مرد میں اگرچہ بہت سی باتیں مشترک ہیں لیکن ان میں کچھ خاص امتیازات بھی پائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم امتیاز یہ ہے کہ عورت ایک لطیف و نازک، حسین و محبوب ہستی ہے، عورت دلبر ہے اور مرد دلدار۔ عورت و معشوق ہے اور مرد عاشق۔ جب مرد کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ اس لطیف ونازک ہستی کی تمام خوبیاں اور رعنائیاں صرف اس کی ذات تک محدود رہیں، وہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی اپنی ساری خوبصورتی، عشوہ و ناز، شوخی و دلبری صرف اپنے شوہر کے لئے مخصوص کردے اور غیر مردوں سے مکمل اجتناب برتے۔ مرد بہت غیور ہوتا ہے اور وہ اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا کہ کوئی غیر مرد اس کی بیوی پر نظر ڈالے یا اس سے تعلقات اور میل جول قائم کرئے اس سے باتیں کرے اور ہنسی مذاق کرے۔ اور اس قسم کی باتوں کو وہ اپنے جائز حق پر ظلم سے تعبیر کرتا ہے۔ اور اپنی بیوی سے توقع کرتا ہے کہ اسلامی لباس اور پردے کا لحاظ کرے۔ شرعی اصولوں اور اخلاقی قوانین کی پابندی کرکے اور اسلامی شرم و حیا اور متانت سے کام لے کر اپنے شوہر کی اس جائز خواہش کی تکمیل میں اس کی مدد کرے۔ ہر مومن اور غیرت مند مرد کی یہی خواہش ہوتی ہے۔ اگر اس کی بیوی اس اسلامی اور سماجی فریضہ پر عمل کرتی ہے تو وہ بھی سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے اور اپنے خاندان کی ضروریات مہیا کرنے کی فکر میں پوری توجہ کے ساتھ مشغول رہتا ہے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہی محبت و پاکیزگی اس بات کا سبب بنتی ہے۔

کہ وہ بھی غیر عورتوں پر توجہ نہ دے _

لیکن اگر مرد دیکھتا ہے کہ اس کی بیوی اسلامی لباس اور حجاب کا لحاظ ہیں رکھتی اور اپنے حسن و خوبصورتی کی غیر مردوں کے سامنے نمائشے کرتی ہے اور ان سے تعلقات قائم کرتی ہے تو وہ سخت ناراض ہوجاتا ہے کیونکہ وہ اس کو اپنی حق تلفی سمجھتا ہے _ اور بیوی کو اس بات کا ذمہ دار سمجھتا ہے _ ایسے مرد ہمیشہ پریشان اور بدگمانی کا شکار رہتے ہیں اور اپنے خاندان سے ان کی محبت و انسیت رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہے _ معاشرے اور خواتین کی بھلائي اسی میں ہے کہ عورتیں اپنے حسن کی نمائشے غیروں کے سامنے نہ کرتی پھریں _ بناؤ سنگار اور آرامش کے بغیر گھر سے باہر نکلیں اور زیادہ سے زیادہ اپنے آپ کو غیر مردوں سے چھپائیں _ پردے کی پابندی ایک اسلامی فریضہ ہے _ خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے :

مومن عورتوں سے کہو ، غیرمردوں کے سامنے اپنی نظریں نیچی رکھیں _ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں _ اپنی خوبصورتی اور بناؤسنگار کے مقامات کو غیروں پر آشکارا نہ کریں _ سوائے ان اعضاء کے جو فطری طور پر آشکار ہیں _ (جیسے ہاتھ اور چہرہ) اپنے دو ٹپوں کو اپنے سینوں پر ڈالے رہیں (اس طرح سے کہ اچھی طرح ڈھک جائے) اور اپنی زینت اور جمال کو سوائے اپنے شوہر ف اپنے باپ دادا، شوہر کے باپ داد، اپنے بیٹوں ، اپنے شوہر کے بیٹوں ، اپنے بھائیوں ، اپنے بھانجوں اور بھتیجوں کے اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں ،، [۵۷]

جی ہاں اسلامی لباس اور پردے کی پابندی کرنا، مختلف لحاظ سے خود عورتوں ہی کے نفع میں ہے _ مثلاً :

۱_ سماج میں میں اپنے وجود کی قدر و منزلت اور مقام کی بہتر طریقے سے حفاظت کر سکتی ہیں اور اپنے آپ کو غیروں کی بری نگاہوں سے محفوظ رکھ سکتی ہیں _

۲_ خواتین اسلامی لباس و پردے کا لحاظ کرکے ، اپنے شوہروں کی نسبت اپنی محبت و وفاداری کو بہتر طریقے سے پایہ ثبات تک پہونچا سکتی ہیں اور اس طریقے سے خاندان میں سکون و چین اور محبت کا ماحول

پیدا کرنے میں مدد کر سکتی ہیں اور بدگمانیوں اور اختلافات پیدا ہونے کے امکانات کی روک تھام کر سکتی ہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہیں کہ بہتر طریقے سے شوہر کا دل جیت سکتی ہیں اور اپنے مقام و مرتبہ کی حفاظت کر سکتی ہیں۔

۳۔ اسلامی حجاب کا لحاظ کرکے غیر مردوں کی ناجائز لذت اندوزیوں کی روک تھام کر سکتی ہیں اور اس وسیلہ سے خاندانوں کے اختلافات و بدگمانیوں کو کم کر سکتی ہیں اور خاندانوں کے باہمی تعلقات کو مستحکم و پائیدار بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

۴۔ اسلامی لباس و پردے کے ذریعہ آپ جوان نسل اور ان غیر شادی شدہ مردوں کی، کہ جن کی شادی کا امکان نہیں ہے، بہترین طریقے سے مدد کر سکتی ہیں اور جوانوں کی اعصابی کمزوریوں، فحاشیوں اور بدعنوانیوں کی کہ جن کے برے نتائج کا خود عورتوں کو ہی شکار ہونا پڑے گا، روک تھام کر سکتی ہیں۔

۵۔ جی ہاں چونکہ اسلام عورت کی مخصوص صلاحیتوں سے آگاہ ہے اور اس کو سماج کا ایک اہم رکن شمار کرتا ہے لہذا معاشرے کی پاکیزگی یا بے راہ روی کی ذمہ داری بھی اس پر عائد کرتا ہے۔ اسی لئے اسلام عورت سے چاہتا ہے کہ وہ اپنی عظیم ذمہ اری کو پورا کرنے کے لئے فداکاری سے کام لے اور اپنے اسلامی حجاب کا پاس کرکے سماجی بدعنوانیوں اور فحاشیوں کی روک تھام کرے اور اپنی ملت کی عظمت و سربلندی اور استحکام کے لئے کوشاں رہے اور اس بات پر یقین رکھے کہ اس عظیم فریضہ الہی کی انجام دی پر اس کو خداوند عالم کی جانب سے بہترین جزا اور انعام عطا کیا جائے گا۔

خاتون محترم اگر آپ اپنے شوہر کا اعتماد حاصل کرنا چاہتی ہیں، آپ کو اپنے خاندان کا سکون و چین مقصود ہے، اگر آپ واقعی اپنے معاشرے کی خواتین کی بہبودی کی خواہاں ہیں، اگر جوان نسل کی نفسیاتی سلامتی، اور ان کی لغزشوں اور بے راہ روی کو روکنے کی فکر میں ہیں، اگر آپ چاہتی ہیں کہ عورتوں کو مردوں کو رجھانے اور ان کو فریب دینے جیسی بری عادتوں سے روکیں اور اگر آپ خدا کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتی ہیں اور ایک مومن و فداکار خاتون کی طرح زندگی گزارنا چاہتی ہیں تو

اسلامی حجاب کی ہمیشہ پابندی کریں_ اور اپنی زیب و زینت اور بناؤ سنگار کو غیروں پر ظاہر نہ کریں خواہ آپ اپنے گھر میں اپنے رشتہ داروں کے درمیان ہوں یا گھر سے باہر، یا مہمانوں کی محفل میں ہوں ، اس سے کوئي فرق نہیں پڑتا_ آپ کے شوہر کے بھائي ، شوہر کے بھانجے بھتیجے، آپ کی نندوں کے شوہر، آپ کے اپنے بہنوئي ، آپ کے پھوپھا ، خالو، آپ کے خالہ زادماموں زاد، پھوپھی زاد اورچچازاد بھائي، یہ سب آپ کے نامحرم ہیں اور ان سب سے پردہ کرنا واجب ہے خواہ آپ خود اپنے گھر میں ہوں یا کسی محفل میں مہمان ہوں_ اگرآپ ان سب کے سامنے اپنے حجاب کا خیال نہ رکھیں گی تو آپ گناہ کی بھی مرتکب ہوں گی اور اپنے شوہر کے دل کو بھی رنجیدہ کریں گے_ ممکن ہے آپ کا شوہر منھ سے کچھ نہ کہے لیکن یقین رکھئے یہ چیزاس کی رنجیدگی کا باعث بنے گی اور آپ کے خاندان کی سلامتی کو صدمہ پہونچنے کا سبب بن سکتی ہے_

البتہ آپ کے اپنے باپ ، آپ کے بھائي، بھانجے بھتیجے اور آپ کے شوہر کے باپ آپ کے محرم ہیں اور ان سے پردہ نہیں ہے ، لیکن اس بات کاذکر ضروری ہے کہ بہتر ہوگا کہ ان سے بھی ایک حدتک لحاظ کریں اور اس آرائشے اور لباس کے ساتھ، جو آپ مخصوص طورپر اپنے شوہر کے لئے پہنتی ہیں ، ان کے سامنے نہ آئیں_ اگرچہ شرعاً جائز ہے_ لیکن بعض مردوں کو یہ بھی گوارا نہیں _ لہذا ان کے دلی سکوں کی خاطر اور اپنے خاندان کی سلامتی و بقا کے لئے بہتریہی ہے اس کا خیال رکھیں_

اپنے شوہرکی غلطیوں کو معاف کردیجئے:

معصوم کے علاوہ ہر انسان سے خطا اور لغزش سرزد ہوتی ہے_ دو آدمی جو ساتھ زندگی گزارتے ہیں اورچونکہ آپس میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں لہذا ایک دوسرے کی غلطیوں اور خطاؤں کو معاف کردینا چاہیئے تاکہ زندگی گاڑی بخوبی چلتی رہی_ اور اس سلسلے میں اگر سخت گیری سے کام لیا گیا تو تعاون ناممکن ہوجائے گی_ دو ساتھ رہنے والے انسان ، دو ہمسائے ، دو رفیق ، دوساتھي، اور میاں بیوی کو اجتماعی زندگی میں عضور و درگزر سے کام لینا چاہیئے_ اجتماعی زندگی میں سب سے خاندانی زندگی میں عضو و درگزر اور ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کرنے کی ضرورت ہوتي

ہے_ اگر ایک خاندان کے افردا چاہیں کہ سخت گیری سے کام لیں اور ایک دوسرے کی خطاؤں پر کڑی نظر رکھیں تو ایسی حالت میں یا تو ان کی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے گا یا ان کی زندگی بدترین طریقے سے گزرے گی_

خواہر عزیز ممکن ہے آپ کے شوہر سے کوئي غلطی یا غلطیاں ہوجائیں ممکن ہے غصہ کی حالت میں آپ کی توہین کرے، یا اس کے منہ سے مناسب الفاظ نکل جائیں، یا اپنے آپ میں نہ رہے اور مارپیٹ کردے ، یا ایک بار آپ سے جھوٹ بول دے، یا کوئي ایسا کام کرے جو آپ کو پسند نہ ہو، اس قسم کی خطائیں ہر مرد سے سرزد ہوسکتی ہیں لیکن اگر آپ محسوس کریں کہ بعد میں وہ اپنے عمل پر نادم ہے تو اس کو معاف کردیں اور اس موضوع کو نہ چھیڑیں_ اگر وہ عذر خواہی کرے تو فوراً اس کو قبول کرلیں_ اگر شرمندہ ہے لیکن معافی مانگنے کا روادار نہیں تو اس بات پر مصر نہ ہوں کہ اس کے جرم کو ثابت کریں_ کیونکہ اس سے اس کی شخصیت کو ٹھیس پہونچنے گی اور ممکن ہے وہ اس کا بدلہ لینے کے درپے ہوجائے_ اور آپ کی غلطیوں کو پکڑے_ اور انجام کار لڑائي جھگڑے اور علیحدگی تک نوبت پہونچے_ البتہ اگر آپ خاموشی اختیار کرلیں اور اس کی غلطیوں کو نظر انداز کردیں تو اس کا ضمیر اس کو ملامت کرے گا اور وہ اپنے کئے پرنادم و پشیمان ہوگا اور اس کی نظر میں آپ کی وقعت بڑھ جائے گی_ اسے اندازہ ہوجائے گا کہ آپ کو اپنے شوہر اور خاندان سے انس و محبت ہے_ لہذا وہ آپ کی قدر پہچانے گا اور اس کی محبت میں کئي گنا اضافہ ہوجائے گا_ رسول خدا(ص) فرماتے ہیں: بری عورت اپنے شوہر کے عذر کو قبول نہیں کرتی اور اس کی خطاؤں کو معاف نہیں کرتی_ (۵۸)

کیا یہ بات افسوسناک نہیں کہ عورت اس قدر کینہ پرور ہوکہ اپنے شوہر کی ایک معمولی سی غلطی کو برداشت نہ کرسکے اور اس کے سبب شادی کے مقدس بندھن کو توڑڈالے

شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاپ کے ساتھ رہئے

زندگی کی مشکلات میں سے ایک مشکل، شوہر کے رشتہ داروں سے بیوی کا اختلاف ہے_

اکثر عورتیں اپنے شوہر کی ماں، بہن اور بھائیوں سے مل جل کرنہیں رہیں۔ اور ہمیشہ میں لڑائی جھگڑا رہتا ہے ایک طرف بیوی کوشش کرتی ہے کہ اپنے شوہر پر اس طرح سے قابض ہوجائے کہ وہ دوسروں حتی کہ اپنی ماں بہن اور بھائی پر توجہ نہ کرسکے۔ او ان کے تعلقات کو ختم کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے۔ برا بھلا کہتی ہے۔ شوہر سے جھوٹی شکایتیں کرتی ہے۔ لڑائی جھگڑا کرتی ہے۔ دوسری طرف شوہر کی ماں خود کو اپنے بیٹے اور بہو کا مالک و مختار سمجھتی ہے اور ہر طرح سے اس بات کی کوشش کرتی ہے کہ اپنے بیٹے کو اپنے قابو میں رکھے اور نووارد بہو اس کے حقوق پر قبضہ نہ جمالے۔ اسی غرض سے بہو کے کاموں میں عیب نکالتی ہے، اسے برا بھلا کہتی ہے۔ جھوٹ و فریب سے کام لیتی ہے۔ اور اس طرح ہر روز آپس میں لڑائی جھگڑا رہتا ہے۔ خاص طور پر اگر ایک گھر میں ساتھ رہتے ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں نادان اور ضدی ہوں تو بات بہت زیادہ بگڑ اجانے کا امکان ہے۔ یہاں تک کہ مارپیٹ اور خودکشی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ ساس بہو دن رات جھگڑئے اور زورآزمائی میں مشغول رہتی ہیں لیکن پریشانی اور غم و غصہ مرد کے حصہ میں آتا ہے۔

اصل مشکل تو یہی ہے کہ دونوں طرف ایسے افراد ہیں کہ جن سے مرد آسانی کے ساتھ دستبردار نہیں ہوسکتا۔ ایک طرف اس کی بیوی ہے جو اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر سینکڑوں امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ اس کے گھر آئی ہے تاکہ اس کی اور اس کے گھر کی مالک بن جائے۔ ضمیر کہتا ہے، اس کی خوشی و مرضی کے اسباب فراہم کروں اور اس کی حمایت کروں۔ اس کے علاوہ وہ اس کی زندگی کی دائمی شریک اور اس کی بیوی ہے اس کی حمایت نہ کرنا مناسب نہیں۔ دوسری طرف سوچتا ہے کہ میرے ماں باپ نے سالہا سال میری خاطر تکلیفیں اٹھائیں۔ بڑی امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ مجھے پالا پوسا اور بڑا کیا۔ مجھے پڑھا لکھایا، روزگار سے لگایا۔ میری شادی کی۔ وہ مجھ سے توقع رکھتے ہیں کہ ضعیفی میں ان کا سہارا بنوں۔ یہ بات بھی درست نہیں کہ ان سے قطع تعلق کرلوں اور انھیں ناراض کردوں۔ اس کے علاوہ زندگی میں ہزاروں نشیب و فراز آتے ہیں۔ پریشانی، دوستی، دشمنی، حادثے، موت غرضکہ طرح طرح کی مشکلیں درپیش ہوتی ہیں ایسے حساس موقعوں پر حامی و مددگار کی ضرورت ہوتی ہے

اور مصیبت کے وقت جو میرے کام آئیں گے اور میرے اور خاندان کی مدد حمایت کریں گے وہ صرف میرے ماں باپ ہی ہوں گے اس وسیع دنیا میں بے یار و مددگار بن کر نہیں رہا جا سکتا_ اپنے رشتہ دار بہترین پناہ گاہ ہوتے ہیں ان سے دستبردار نہیں رہا جا سکتا _

اس موقع پر ایک عاقل انسان اپنے آپ کو بڑی مشکل میں گرفتار پاتاہے_ اپنی بیوی کی بات سنے اور ماں باپ کو چھوڑدے یا ماں باپ کی مرضی کے مطابق کام کرے اور بیوی کو رنجیدہ کردے_ اور ان میں سے دنوں باتیں اس کے لئے امکان پذیر نہیں ہوتیں اس لئے مجبور ہے کہ حتی الامکان دونوں کو خوش رکھنے کی کوشش کرے_ یہ کام بہت دشوار ہے لیکن اگر بیوی سمجھدار اور موقع شناس ہو اور ہٹ دھرمی سے کام نہ لے تو یہ مشکل آسان ہوجاتی ہے_ ایسے ہی موقع پر مرد، اپنی بیوی سے جوکہ اس سے سب سے قریب اور اس کی سب سے بڑی غمگسار ہوتی ہے تو توقع کرتا ہے کہ اس مشکل کو حل کرنے میں اس کی مدد کرے_ بہو اگر اس کے سامنے خاکساری دکھائے، اس کا احترام کرے، اس سے محبت کا اظہار کرے، کاموں میں اس سے صلاح و مشورہ لے، اس کی مدد کرے، اور اس کے ساتھ بناہ کرنے کی کوشش کرے تو وہی ساس اس کی سب سے بڑی حامی و مددگار ثابت ہو سکتی ہے _

انسان اپنی خوش اخلاقی اور اظہار محبت کے ذریعہ ایک گروہ کو اپنا دوست اور ہمدرد بنا لیتا ہے، کیا افسوس کا مقام نہیں کے اپنے غرور و خود غرضی اور ہٹ دھرمی کے سبب ان سب محبت کرنیوالوں سے ناتہ توڑلے_ کیا آپ کو اس بات کی فکر نہیں کہ زمانے کے نشیب و فراز، سختیوں اورپریشانیوں میں انسان کو دوسروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے، ایسے وقت میں صرف اپنے عزیز و اقارب ہی کام آتے ہیں کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ خوش اخلاقی اور میل محبت کے ساتھ اپنوں کے ساتھ مل جل کر رہئے تا کہ انس و محبت کی لذتوں کا لطف اٹھایئےور ایک گروہ آپ کا حقیقی معنوں میں حامی و پشت پناہ ہو_ کیا یہ مناسب ہے کہ غیروں کے ساتھ تو دوستی بنھایئےور اپنوں سے قطع تعلق کرلیجئے_ تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ مصیبت کے وقت اکثر دوست انسان کا ساتھ چھوڑدیتے ہیں لیکن وہی عزیز

رشتہ دار جن سے آپ نے قطع تعلق کرلیا تھا آپ کی مدد کے لئے دوڑتے ہیں کیونکہ یہ خونی رشتے ہوتے ہیں اور انھیں آسانی سے توڑا نہیں جا سکتا _

مثل مشہور ہے کہ اگر اپنے عزیز رشتہ دار انسان کا گوشت بھی کھالیں تو اس کی ہڈیاں دور نہیں پھکیں گے _

حضرت علیہ علیہ اسلام فرماتے ہیں: انسان اپنے عزیز و اقارب سے کبھی بے نیاز نہیں رہ سکتا _ خواہ مالی و دولت اور اولاد رکھتا ہو _ ان کے التفات و احترام کی ضرورت ہوتی ہے وہی لوگ ہر طرح سے (ہاتھ اور زبان سے) اس کی مدد کرتے ہیں _ اپنے عزیز و رشتہ دار بہتر طریقے سے دفاع کرسکتے ہیں _ مصیبت کے وقت سب سے پہلے وہی اس کی مدد کو دوڑتے ہیں _ جو شخص اپنے رشتہ داروں سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے گویا وہ ایک ہاتھ ان سے کھینچ لیتا ہے لیکن در اصل بہت سے ہاتھوں سے محروم ہوجاتا ہے _ [۵۹]

خواہر عزیز اپنے شوہر کی خوشنودی کے لئے ، اپنے سکون و آرام کے لئے ، اپنے سچے خیر خواہ اور حامی و مددگار پیدا کرنے کے لئے اور اپنے شوہر کی محبت حاصل کرنے کی غرض سے اپنے اور اپنے شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاپ کے ساتھ رہیئے _ بیجا ضد ،تکبر و جہالت سے دامن بچایئے عاقل و دانا بنئے _ اپنے شوہر کی فکروں میں اضافہ نہ کیجئے _ ایثار و قربانی سے کام لیجئے _ تاکہ خدا اور اس کے بندوں کی نظروں میں آپ محبوب و محترم بنی رہیں _

اپنے شوہر کے شغل اور پیشے پر اعتراض نہ کیجئے _

ہر انسان کو کوئی پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے اور اپنے پیشے کے مطابق زندگی گزارنی پڑتی ہے _ ایک ڈرائیور اپنی عمر کا بڑا حصہ راستوں میں گزارتا ہے اور دوسرے لوگوں کی طرح ہر رات اپنے گھر نہیں آسکتا _ ایک چوکیدار بعض راتوں میں یا ہر رات چوکیداری کرتا ہے _ ایک ڈاکٹر کو کم موقع ملتا ہے کہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ فراغت و اطمینان کے ساتھ بیٹھے یا تفریح کرے _ ایک

استاد یا دانشور جو مطالعہ کا عادی ہے مجبور ہے کہ راتوں کو مطالعہ کرے ۔ بعض پیشے ایسے ہوتے ہیں جن میں زیادہ تر سفر میں رہنا ہوتا ہے ۔ تیل بیچنے والے کے پاس سے تیل کو بو آتی ہے ۔ میکنیک کا لباس چکنا رہتا ہے اور اس میں سے تیل کی بو آتی ہے ۔ کوئلہ فروش ہمیشہ سیاہ رہتا ہے ۔ راتوں کوڈیوٹی دینے والا مزدور مجبور ہے کہ راتوں کو کارخانے میں جائے ۔

ایسے بہت کم پیشے ہیں جن میں مکمل طور پر سکون و اطمینان میسر ہو ۔ زندگی کی گاڑی چلانے کے لئے کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرنا پڑتا ہے ۔ روٹی پیدا کرنا کوئی آسان کام نہیں ۔ مرد کے لئے ان مشکلات کو جھیلنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ۔ البتہ ایک اور مشکل پیدا ہوجاتی ہے اور وہ ہے اس سلسے میں خاندان والوں کا عدم تعاون ۔

عورتیں عموماً ایسا شوہر پسند کرتی ہیں جو ہمیشہ وطن میں رہے ۔ اول شب گھر آجائے فرصت کے اوقات اس کے پاس زیادہ ہوں تا کہ سیر و تفریح میں وقت گزار جا سکے ۔ اس کا پیشہ باعزت ، صاف ستھرا اور زیادہ آمدنی والا ہو ۔ لیکن افسوس کہ بہت سے مردوں کے پیشے ان کی بیویوں کی مرضی کے مطابق نہیںٰہوتے ۔

خاندانی زندگی کی مشکلات کا سلسلہ یہی سے شروع ہوتا ہے ۔ ایک ڈرائیور جو مسلسل کئي کئي دن اور راتیں بیابانوں میں زخمت اٹھا پھرتا ہے ، سینکڑوں پریشانیوں کا مقابلہ کرتا ہے نہ ٹھیک سے سوسکتا ہے نا قاعدے سے کھانا کھاپاتا ہے اور جب چند شب و روز باہر گزارنے کے بعد تھکا ہارا گھر آتا ہے تا کہ چند گھنٹے آرام کرے اور اپنے گھروں کے حالات سے باخبر ہو تو ابھی گھر میں داخل بھی نہیں ہوتا کہ بیوی کے نالہ و فریاد اور شکایتوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے ، بھلا یہ بھی کوئی زندگی ہے ۔ مجھ بد نصیب کو ان بچوں کے ساتھ چھوڑکر خود نہ معلوم کہاںچلے جاتے ہو ۔ سارے کام مجھے تنہا انجام دنا پڑتے ہیں ۔ ان شیطان بچوں سے تو میں تنگ آگئي ہوں ۔ ڈرائیونگ ذرا بھی اچھا کام نہیں ہے ۔ اپنا شغل تبدیل کرلو ۔ میں ساری عمر اس طرح زندگی بسر نہیں کر سکتی ۔

بیچارہ مرد جوان اعتراضات ، شکایتوں اور ہنگاموں کے بعد تھکاہارا ، پریشان حال ٹرک

بس یا ٹیکسی چلاتا ہے اس کے مسافروں کا تو بس اللہ ہی حافظ ہے۔

ایک ڈاکٹر جسے صبح سے آدھی رات تک طرح طرح کے مریضوں سے پنٹنا پڑتا ہے اور اس کے اعصاب اور دماغ مسلسل کام کے سبب کافی تھک جاتے ہیں۔ اگر گھر میں بھی اسے سکون نہ ملے اور بیوی اپنی شکایتوں کے دفتر کھول کے بیٹھ جائے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ وہ تھکے اعصاب اور پریشان دماغ کے ساتھ اپنا کام کس طرح بخوبی انجام دے سکتا ہے وہ مزدور جو ساری رات سویا نہیں ہے اور کام کرتا رہا ہے جب صبح آرام کرنے کی خاطر گھر آتا ہے، اگر یہاں بھی اسے سکون نہ ملے اور بیوی کی شکایتوں اور اعتراضات سے دوچار ہونا پڑے تو وہ دوبارہ اپنے کام کو انجام دینے کے لئے کس طرح جا سکتا ہے؟ دانشور جس کا کام تحقیق و مطالعہ کرنا ہے اگر اس کی بیوی اس سے تعاون نہ کرے اور اس کے کاموں پر اعتراضات کرے تو وہ اپنے مشن میں کس طرح کامیاب ہوسکتا ہے؟ ایسے ہی موقعوں پر عقلمند اور نادان عورت کا فرق محسوس ہوتا ہے۔

خواہر گرامي ہم دنیا کے تمام کاموں کو اپنی مرضی و خواہش کے مطابق چلانے پر قادر نہیں ہیں۔ لیکن ہم خود کو حالات کے مطابق ڈھالنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ روزی روٹی کا انتظام کرنے کے لئے آپ کا شوہر مجبور ہے کہ کوئي پیشہ اختیار کرے۔ ہر پیشہ اور کام کے کچھ اصول لوازم ہوتے ہیں۔ آپ چاہیں تو اپنی زندگی کے کاموں کو اس کے پیشے کے مطابق اس طرح سے ترتیب دے سکتی ہیں کہ وہ بھی سکون و آزادی کے ساتھ اپنے کاموں کو انجام دے سکے اور آپ بھی اطمینان کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔ صرف اپنے آرام و آسائشے کی فکر نہ کیجئے اپنے شوہر کے آرام کی بھی تھوڑی سی فکر کیجئے۔ دانشمندی اور ایثار سے کام لیجئے۔ ایک سلیقہ مند اور ہوشیار بیوی کی طرح اپنے فرائض انجامدیجئے۔ اگر آپ کے شوہر ڈرائیور ہیں اور کئي راتوں کے بعد تھکے ماندے گھر آتے ہیں تو خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ ان کا استقبال کیجئے۔ ان سے محبت کا اظہار کیجئے تاکہ ان کی تھکن دور ہوجائے۔ بدمزگی پیدا کرنے والی باتوں سے گریز کیجئے۔ ان کے پیشہ پر اعتراض نہ کیجئے۔ ڈرائیونگ

کے پیش میں اخر کیا برائی ہے؟

وہ بیچارہ تو آپ کے آرام و آسائشے کی خاطر اپنے شب و روز جنگل و بیابانوں میں ڈرائیونگ کرتا پھرتا ہے_ اس کی قدردانی کرنے کے بجائے آپ اس کے پیشے کی برائی کرتی ہیں_آپ کا یہ طرز سلوک اسے زندگی اور گھر کی جانب سے لاپروا بنادیتا ہے_ اس کے پیشے میں کوئي برائي نہیں ہے_ وہ سماج کی خدمت کرتا ہے_ روزی کمانے کے لئے زحمت اٹھاتا ہے_ اگر کاہلی کرتا یا ناجائزپیشہ اختیار کرلیتا تو کیا وہ اچھاہوتا ؟ اس کے کام میں کوئي برائي نہیں ہے_ عیب تو خود آپ میں ہے کہ اس سے توقع رکھتی ہیں کہ وہ ہر شب گھر آجائے_ اور خود کو اپنے موجودہ حالات کے مطابق تیار نہیں کرتیں_

کیا یہ خود آپ کے حق میں بہتر نہ ہوگا کہ اس قسم کی زندگی کے لئے آپ اپنے کو تیار کرلیں اور اس کی عادت ڈل لیں اور نہایت خوشی واطمینان کے ساتھ زندگی گزاریں اور جب آپ کے شوہر گھر آئیں تو ان کا گرمجوشی سے استقبال کریں او ر محبت بھرے لہجہ میں ان کے کام اور ان کی زحمتوں کی تعریف کریں_ اور ان کی ہمت افزائي کریں اور مسکراہٹ کے ساتھ گھر کے دروازے تک ان کو رخصت کرنے آئیں_ آپ کا یہ طرز عمل ان کے دل کو سارے دن مسرور و شادر رکھے گا_ اوروہ خوش خوش گھر واپس آئیں گے_ محنت و لگن کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیں گے_ گھر سے ان کی دلچسپی برقراررہے گی اور اپنا وقت باہر سیر سپاٹے میں نہیں گزازیں گے_ ان کے اعصاب صحیح و سالم رہیں گے_ آپ کے آرام و آسائشے کا انھیں اور زیادہ خیال رہے گا_ اور زیادہ محنت کرسکیں گے_

اگر آپ کے شوہر کا کام اس قسم کا ہے کہ انھیں راتوں کو ڈیوٹی دینی ہوتی ہے اور وہ آپ کے اخراجات پورے کرنے کے لئے اپنے رات کی نیند و آرام تج دیتے ہیں تو اس قسم کی زندگی کا خود کو عادی بنالیجئے اور ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیجئے_ اگر تنہائی سے آپ کا دل گبھراتا ہے تو ایسا کر سکتی ہیں کہ گھر کے کچھ کاموں کو رات کے وقت انجام دیں_ رات کے کچھ حصہ میں سلائی کیجئے_ کاڑھئے_ بنئے_ مطالعہ کیجئے_ جب آپ کے شوہر کارخانے سے گھر آئیں تو فوراً ان کو چاہیئے ناشتہ دیجئے_ ان کے آرام کرنے کے لئے کمرہ

تیار رکھئے تاکہ اپنی تھکن دور کرلیں بچوں کو عادت ڈالیئےہ شور و غل نہ مچائیں او ر آپ کے شوہر کی خوابگاہ کے نزدیک نہ جائیں ۔ ان کو سمجھایئےہ تمہارے والد رات بھر سوئے نہیں ہیں اب انھیں آرام کرنا چاہئے ۔ بلکہ یہ بھی کر سکتی ہیں کہ بچے اور آپ

رات میں کمم سوئیں آوردن میں اپنے شوہر کے ساتھ کچھ دیر آرام کرلیں ۔ ان کے آرام میں خلل نہ ڈالئے ۔ اس بات کو مد نظر رکھئے کہ آپ کے شوہر ساری رات بیدار رہے ہیں اوردن ان کے لئے بمنزلہ شب کے ہے ۔ اس لئے بغیر شور و غل کے انھیں آرام کرنے کا موقع ملنا چاہئے ۔ ایسے حالات میں خواتین کو اپنے پروگرام کو دو طرح سے مرتب کرنا چاہئے ۔ ایک اپنے لئے اور ایک اپنے شوہر کے لئے ۔ تاکہ ماحول کی کشیدگی کے سبب اس کی خستہ روح اور زیادہ خستہ و مضمحل نہ ہو جائے ۔ اس کے اعصاب کو صحیح و سالم رہنے دیجئے تاکہ ضروریات زندگی کی فراہمی کے لئے پوری طرح سرگرم عمل رہے ۔ اس کے شغل مین عیب تہ لکا لئے ۔ اس کے پیشے میں کیا برائی ہے ؟ اگر بیکار ہوتا یا سستی و کاہلی سے سے کام لیتا یا آوارہ گردی کرتا پھرتا تو کیا وہ بہتر ہوتا ؟ آپ کو تو فخر کرنا چاہئے کہ آپ کا شوہر ایسا محنتی اور جفاکش ہے جو روزی روٹی کمانے کے لئے اپنی راتوں کی نیندیں حرام کرتا ہے ۔ اس کی ہمت و حوصلہ کی قدردانی کیجئے ۔ نہایت محبت اور متبسم ہنوٹوں کے ساتھ اس کو دروازے تک رخصت کیجئے ۔ اگر آپ کا شوہر ڈاکٹر ، یا مطالعہ کا عادی اور دانشور ہے اور معاشرے کے لئے شب و روز محنت کرتا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کیجئے اور ایسے قابل شوہر پر فخر کیجئے ۔ اس کا پیشہ اس قسم کا ہے کہ فرصت کے اوقات اس کے پاس زیادہ نہیں ہیں لیکن آپ اس کے پیشے اور کام کے مطابق اپنا پروگرام ترتیب دے سکتی ہیں ۔ اس سے اس بات کی توقع نہ کیجئے کہ آپ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے وہ اپنے پیشے اور کام سے دستبردار ہوجائے ۔ اس کو آزادی کے ساتھ اطمینان وسکون کے ماحول میں اپنے کاموں اور مطالعہ میں مشغول رہنے دیجئے ۔ جس وقت وہ کام میں مشغول ہو اس وقت آپ گھر کے کاموں کو انجام دے سکتی ہیں ۔ باقی وقت کتاب پڑھنے میں گزاریئے ا اس کی اجازت سے اپنے دوستوں او رعزیزوں کے گھر ملنے چلی جایئےیکن یہ

کوشش کیجئے کہ جب آپ کے شوہر کے آرام کا وقت ہو اس وقت آپ گھر پر موجود ہوں ۔ پہلے سے اس کے استقبال کے لئے تیار رہئے ۔ اور جب وہ گھر میں داخل ہوتو نہایت گرمجوشی اور شیریں لہجے میں گفتگو کرکے اس کی تھکن کو دور کیجئے ۔ اس کے کاموں پراعتراض کرکے اس کے کے تھکے ہوئے اعصاب کو مزید مضمحل نہ کیجئے ۔ اگر آپ صحیح طریقے سے اسک بیوی کے فرائض انجام دیں گی تو یہ چیز نہ صرف آپ کے شوہر کی عظمت و ترقی کا سبب بنے کی صلاحیت ہر عورت میں نہیں ہوتی ، اثیار و فداکاری اور اچھے طرز سلوک اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کیجئے ۔ اگر آپ کے شوہر کا کام اس قسم کا ہے جس مین ان کا لباس گندہ ہو جاتا ہےئ تو اعتراض اور لعن طعن نہ کیجئے ۔ یہ نہ کہئے کہ یہ گندہ پیشہ منتخب کیا ہے اس کو چھوڑدو ۔ کیونکہ یقینا یہ کام انھوں نے کسی وجہ سے اور سوچ سمجھ کر منتخب کیا ہے ، خاتون محترم کسی بھی قسم کے کام میں کوئي برائي نہیں ہے ۔ ہاں بیکار بیٹھے رہنا یا سستی سے کام لینا یا ناجائز کاموں کو انجام دینا عیب ہے ۔ آپ کو چاہئے کے ایسے مرد کی قدر کریں جو روزی کمانے کے لئے اتنی محنت کرتا ہے اور اپنا پسینہ بہاتا ہے ۔ برا بھلا کہہ کر اس کی حوصلہ شکنی نہ کیجئے اور پیشہ تبدیل کرنے کے لئے اس سے اصرار نہ کیجئے ۔ یقینا اپنے لئے مناسب سمجھ کر ہی اس کا انتخاب کیا ہے ۔

آپ کو کسب معاش اور ملازمتوں کا حال معلوم نہیں ۔ آپ سمجھتی ہیں شغل بدل لینا بہت آسان کام ہے ۔ اصولی طور پر اس کے پیشے میں آخر برائي ہے جو آپ اس کو تبدیل کرانے پر مصر ہیں ۔ آخر تیل بیچنا ۔ کوئلہ بیچنا ۔ مشینوں اور پرزوں کی تعمیر و مرمت کرنا جیسے کاموں میں کیا برائي ہے ؟ فقط ایک عیب جو آپ نکال سکتی ہیں وہ لباس کا گندہ ہوجانا ہے ۔ اس مشکل کو بھی بہت آسانی سے حل کہئے کہ کام کے لئے ایک علیحدہ لباس استعمال کرے ۔ اس کے کپڑوں کو جلدی جلدی دھوکر صاف کردیا کیجئے ۔ بہر حال یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں ہے جس کے سبب علیحدگی اور طلاق تک کی نوبت آجائے ۔ بعض عورتوں کی بہانہ بازیان اور اعتراضات واقعی مضحکہ خیز ہوتے ہیں ۔

ایک عورت نے عدالت میں کہا کہ میرے شوہر نے اپنا شغل تبدیل کرلیا ہے ۔ اس کے پاس سے تیل کوئي بو آتی ہے اور میں اس صورت حال سے تنگ آچکی ہوں ۔ (۶۰)

اگر پردیس میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوں

کبھی کبھی انسان پردیس میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ سرکاری ملازم ہو، فوج، پولیس یا میونسپلٹی میں ملازم ہو معلم ہو ، تاجر ہو، یا مزدور ہو، غرضکہ ملازمت کے سلسلے میں انسان مجبور ہوجاتا ہے کہ ہمیشہ یا عارضی طور پر پردیس میں زندگی گزارے۔ مرد وطن سے دوری برداشت کرلیتا ہے لیکن یہ مسئلہ بعض خواتین کی برداشت سے باہر ہوجاتا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ، عزیز و اقارب کے نزدیک رہنا چاہتی ہیں۔ انھوں نے جہاں اپنا بچپن گزارا ہے وہاں کے درودیوار اور گلی کوچوں سے انھیں ایک خاص لگاؤ ہوتا ہے اس لئے اس سے دوری انھیں گوارا نہیں ہوتی۔ اپنے شوہروں سے بحث کرتی ہیں اور جھگڑا کرتی ہیں کہ آخر کب تک پردیس میں زندگی گزرے گی۔ کب تک اپنے ماں باپ کے فراق میں بتلا رہوں نہ یہاں دوست آشنا ہیں، یہ تم مجھے کہاں لے آئے۔ میں اب یہاں نہیں رہ سکتی، تمہارا جو دل چاہے کرو۔

اس قسم کے عورتیں اس طرح کی باتیں کرکے بلا وجہ ہی اپنے شوہروں کو اذیت میں بتلا کرتی ہیں۔ یہ اس قدر کوتاہ نظر ہوتی ہیں کہ اپنی جائے تولد کو ہی بہترین مقام تصور کرلیتی ہیں کہ جہاں زندگی بسر کی جا سکتی ہے اور صرف وہیں پر خوشی میسر ہو سکتی ہے۔

انسان نے وسیع و عریض کرہ ارض پر اکتفا نہیں کی بلکہ کائنات کے دوسرے کروں تک پہونچ گیا ہے لیکن تنگ نظر خواتین اپنی جائے تولد سے صرف چند میل کے فاصلے پر رہنے کو تیار نہیں اپنے دوستوں کو چھوڑ کر پردیس میں رہنے پر تیار نہیں ہوتیں۔ گویا اس قسم کی عورتوں کو اپنی شخصیت پر اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ پردیس میں اپنے لئے دوست آشنا پیدا کرسکیں۔

خاتوں عزیز بلند ھمتی، ایثار اور عقلمندی سے کام لیجئے۔ صرف اپنی ہی فکر نہ کیجئے۔ آپ کے شوہر کی ملازمت اس قسم کی ہے کہ وطن سے باہر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اگر وہ سرکاری ملازم ہیں تو یہ

کس طرح ممکن ہے کہ جس شہر میں ان کو پوسٹنگ ہوئی ہے وہاں نہ جائیں۔ یا اگر ان کا پیشہ تجارت ہے یا مزدوری ہے اور پردیس میں زیادہ بہتر طریقے سے کما سکتے ہیں تو ان کی ترقی کی راہ میں کیوں رکاوٹ ڈالتی ہیں جب آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے شوہر وطن سے باہر زندگی گزارنے پر کسی سبب سے مجبور ہیں تو بلاوجہ بہانے اور اعتراضات کر کے کیوں ان کی ناراضگی اور پریشانی کے اسباب فراہم کرتی ہیں۔ جب دیکھیں کہ ملازمت کے سلسلے میں انھیں کسی دوسرے شہر، دیہات یا غیر ملک میں منتقل ہونا ہے تو آپ کا فرض ہے کہ فوراً اپنی رضامندی کا اظہار کیجئے، خوشی خوشی گھر کے سازوسامان کی پیکنگ میں لگ جایئے ور پورے سکون و اطمینان کے ساتھ نئی جگہ کے لئے روانہ ہوجائے۔ اپنے آپ کو اسی جگہ کا سمجھئے اور سرگرمی اور تن وہی کے ساتھ اپنی زندگی کا آغاز کیجئے۔ اپنے ماحول اور حالات سے سمجھوتہ کرنا سیکھئے۔ خوش اخلاقی اور خوش بیانی کے ذریعہ لوگوں کو اپنا دوست بنایئے چونکہ آپ یہاں نئی ہیں اس لئے اس علاقے کے لوگوں کے عادات و اخلاق سے پوری طرح واقف نہیں لہذا نئے دوستوں کے انتخاب میں احتیاط سے کام لیجئے اور اس سلسلے میں اپنے شوہر سے بھی مشورہ لیجئے۔ اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کیجئے۔ بلکہ نئے ماحول اور وہاں کے لوگوں سے آشنا ہونے اور مانوس ہونے کی کوشش کیجئے۔ ہر جگہ کی کچھ خاص خصوصیات ہوتی ہیں آپ وہاں کے فطری مناظر یا قابل دید مقامات کی سیر کر کے اپنی تنہائی دور کر سکتی ہیں۔ مہر و محبت کا اظہر کر کے اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنایئے اپنے شوہر کی دلجوئی کیجئے۔ ان کے مشاغل اور کاموں میں ان کی حوصلہ افزائی کیجئے۔ جب آپ نئے ماحول سے آشنا ہوجائیں گی تو آپ خود محسوس کریں گی کہ یہاں بھی کچھ برا نہیں بلکہ شاید وطن سے یہاں زیادہ بہتر ہے نئے لوگوں میں ایسا افراد تلاش کیجئے جو پرانے دوستوں بلکہ ماں باپ اور عزیز و اقارب سے زیادہ مہربان اور ہمدرد ہوں۔ اگر قصہ یا دیہات میں آپ کا قیام ہے جہاں شہری زندگی کی سہولتیں اور آسائشے کا سامان میسر نہیں ہے تو خود کو ان چیزیوں کی قید سے آزاد کر لیجئے وہاں کی فطری اور صاف ستھری زندگی سے انسیت پیدا کیجئے اور اس قسم کی زندگی کی خوبیوں پر توجہ کیجئے۔ یہاں اگرچہ بجلی پنکھا، کولر، فریج و غیرہ نہیں ہے لیکن صاف اور تازہ آب و ہوا اور بلا

ملاوٹ کی اصلی غذائیں ہیں جو شہروں میں کم میسر ہوتی ہیں۔ پکی سڑکیں اور ٹیکسی نہیں ہے لیکن گاڑیوں اور کارخانوں کے دھوئیں اور شور و غل سے آپ محفوظ ہیں۔

تھوڑی دیر کے لئے اپنے آس و پاس کے لوگوں کی زندگیوں پر نظر ڈالئے دیکھئے کس طرح معمولی کچے مکانوں میں نہایت خوشی اور اطمینان و سکون کیساتھ زندگی گزارتے ہیں اور شہری زندگی کے لوازمات اور خوبصورت محلوں کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے۔ ان کی ضروریات اور محرومیوں کو دیکھئے اور اگر آپ کوئی خدمت انجام دے سکتی ہیں تو اس سے ہرگز دریغ نہ کیجئے۔ اپنے شوہر سے بھی سفارش کیجئے کہ ان کی آسائشے اور فلاح و بہبود کے لئے کوشش کریں۔

اگر آپ دانشمندی سے کام لے کر اپنے فرائض پورے کریں تو نہایت سکون و آرام کے ساتھ پردیس میں زندگی گزار سکتی ہیں اور اپنے شوہر کی ترقی میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں اور ایسی صورت میں آپ نہایت شریف اور باوقار خاتون اور ایک وفادار بیوی کی حیثیت سے پہچانی جائیں گی۔ اور آپ کے شوہر اور دوسروں کی نظروں میں آپ کی عزت و محبت بڑھ جائے گی اور آپ کو خدا کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔

اگر آپ کے شوہر گھر میں کام کرتے ہیں

جب مرد گھر باہر کام پر جاتا ہے تو اس کی بیوی اس کی غیر موجودگی میں آزاد رہتی ہے لیکن اگر گھر میں کام کرتا ہے تو اس کی بیوی پابند ہوجاتی ہے۔ شاعر، مصنف، مصور اور دانشور عموماً اپنے گھروں میں ہی کام کرتے ہیں اور ہمیشہ یا اپنے وقت کا زیادہ حصہ، اپنے کاموں میں مصروف رہ کر گزارتے ہیں اور چونکہ ان کام کام اس قسم کا ہوتا ہے جس میں پر سکوں ماحول کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ ایک گھنٹہ پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ کام کرنا کئي گھنٹے شور وہنگامے کا ماحول میں کام کرنے سے بہتر ہوتا ہے ایسے موقع پر ایک بڑی مشکل پیدا ہوجاتی ہے۔ ایک طرف مرد کو انتہائي پر سکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے دوسری طرف بیوی چاہتی ہے کہ گھر میں آزادانہ طور پر رہے۔ اگر عورت چاہے تو گھر کے کاموں کو اس طرح انجام دے سکتی ہے کہ اپنے شوہر کے دماغی کاموں میں مزاحم نہ ہو اوراس کا بڑا ایثار اور قابل قدر

کارنامہ ہوگا کیونکہ ایک پر سکون ماحول فراہم کرنا آسان کام نہیں ہے خصوصاً ایسے گھر میں جہاں بچے موجود ہوں۔ اس کے لئے نہایت ایثار و تدبر کی ضرورت ہے اگرچہ کام مشکل ضرور ہے لیکن مرد کے مشغلے کے اعتبار سے نہایت ضروری ہے۔

اگر بیوی تعاون کرے تو اس کا شوہر سماج کا ایک نہایت مفید اور باعزت فرد بن سکتا ہے جو خود اس کے لئے بھی افتخار کا باعث ہوگا۔ خواتین کو اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ اگرچہ ان کے شوہر دائماً یا اکثر اوقات گھر میں رہتے ہیں لیکن بیکار نہیں ہیں۔ انھیں اس بات کی توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ گھر کی گھنٹی بجے گی تو وہ دروازہ کھولنے جائیں، بچوں کو سنبھالیں، گھر کے کاموں میں ان کی مدد کریں یا شیطان بچوں سے پنٹیں گے بلکہ جسوقت مرد کام میں مشغول ہو تو یہ فرض کرلینا چاہئے گویا وہ گھر میں موجود ہی نہیں ہیں۔

خاتون محترم جب آپ کے شوہر اپنے مطالعہ کے کمرے میں (یا جس کمرے میں وہ اپنا کام انجام دیتے ہیں) جائیں تو ان کی ضرورت کی تمام اشیاء مثلاً کتاب، کاغذ، قلم، کاپی، پنسل، سگریٹ، ماچس، ایش ٹرے وغیرہ کی فراہمی میں ان کی مدد کیجئے تاکہ ان چیزوں کی تلاش انھیں اپنے کام سے معطل نہ کردے۔ اگر انگیٹھی ہیٹر یا پنکھے کی ضرورت ہو تو اسے مہیا کردیجئے۔ جب ان کی ضرورت کا سب سامان مہیا ہوجائے تو کمرے سے آجایئے ور انھیں تنہا چھوڑدیجئے۔ ان کے کمرے کے نزدیک آہستہ سے چلئے۔ زور زور سے بات نہ کیجئے۔ دھیان رکھئے کہ بچے شور نہ مچائیں انھیں سمجھایئے ہ یہ تمہارے کھیلنے کا وقت نہیں ہے کیونکہ تمہارے والد اس وقت کام میں مشغول ہیں اور تمہارے شور و غل سے ان کے کام میں خلل پڑے گا۔ جب وہ کام میں مشغول ہوں تو امور زندگی کے متعلق ان سے بات چیت نہ کیجئے کیونکہ ان کے خیالات کا تسلسل ٹوٹ جائے گا اور ان کے افکار پراگندہ ہوجائیں گے۔ بے صدا جوتے پہنئے۔ دروازے یا ٹیلی فون کی گھنٹی بجے تو فوراً جواب دیجئے تاکہ وہ ڈسٹرب نہ ہوجائیں۔ اگر کسی کو ان سے کام ہو تو کہدیجئے کہ ابھی تو کام میں مشغول ہیں ممکن ہو تو فلاں وقت ٹیلی فون کرلیجئے گا

مہمانوں کی آمد و رفت کے پروگرام بھی ایسے وقت رکھئے جب ان کے کام وفت نہ ہو۔ آپ کے عزیز و اقارب یا دوست جو ملنے کے لئے آنا چاہیں ان سے بھی معذرت کر لیجئے کہ چونکہ ہماری باتوں کے شور سے ہمارے شوہر کے کاموں میں خلل پڑے گا لہذا براہ کرم فلاں وقت تشریف لایئے اگر وہ بھی آپ کے حقیقی دوست ہوں گے تو آپ کی بات کا برا نہیں مانیں گے بلکہ آپ کے اس عمل سے کہ آپ کو اپنے شوہرا کس قدر خیال ہے، خوش ہوں گے اور آپ کی تعریف کریں گے۔ جب امور خانہ داری میں مشغول ہوں اس وقت بھی اپنے شوہر کی ضروریات کا خیال رکھئے اگر کوئی چیز مانگیں تو فورا باہرا آجایئے شاید کچھ خواتین اس قسم کی زندگی کو نا ممکن سمجھیں اور سوچیں کہ کیا ایک عورت کے لئے یہ ممکن ہے کہ گھر کے دشوار اور صبر آزما کام بھی انجام دے اور ساتھ ہی شوہر کا بھی دھیان رکھے اور گھر میں ایسا پر سکون ما حول پیدا کرے کاموں میں ذرا سا بھی خلل نہ پڑے لیکن یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے، کہ اس قسم کی زندگی دشوار ضرور معلوم ہوتی ہے لیکن اگر آپ ان کے کاموں کی اہمیت اور قدر و قیمت سے واقف ہو جائیں اور ایثار و کوشش سے کام لینے کا ارادہ کرلیں تو اپنی دانشمندی اور تدبر سے اس مشکل کو حل کر سکتی ہیں۔

ایک عورت کی لیاقت و شائستگی ایسے ہی موقعوں پر ظاہر ہوتی ہے ورنہ اسک عام زندگی تو ہر شخص گزار لیتا ہے۔

خواہر عزیز ایک علمی کتاب یا ایک تحقیقی مقالہ لکھنا یا شعر کہنا یا ایک گراں قدر پینٹنگ تیار کرنا یا سائنس کے کسی مسئلہ کو حل کرنا آسان کام نہیں ہے البتہ آپ کے تعاون اور ایثار کے ذریعہ یہ مشکل کام آسان ہو جاتا ہے۔

کیا اس سلسلے میں آپ ایثار و قربانی کرنے کو تیار نہیں ہیں؟ اور اپنی روزمرہ کی زندگی میں معمولی سی تبدیلی کر کے اپنے شوہر کو جس میں ہر قسم کی لیاقت موجود ہے، سماج میں ایک ایسے قابل قدر اور دانشور مرد کی حیثیت نہیں دلا سکتیں کہ قوم ان کی خدمات سے استفادہ کرے۔ آپ بھی تو اس کے

نتیجہ میں ہونے والے مادی منافع اور سماج میں ان کے اعلی مقام سے بہرہ مند ہوں گی۔

اپنے شوہر کی ترقی میں مدد کیجئے

انسان اپنی صلاحیت اور قابلیت کے مطابق ترقی کرتا ہے۔ کمال سے محبت انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ انسان تکمیل کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ہر شخص، ہر مقام پر، اور ہر حالت اور ہر سن وسال میں ترقی کی منزلیں طے کرکے کامل ترین سکتا ہے اور یہی اس کی آفرینش کا مقصد ہے۔ اس کو اپنی موجودہ حالت پر قناعت نہیں کرلینی چاہئے۔ جب تک زندہ ہے اس کو کمال کی منزلیں طے کرتے رہنا چاہئے۔ ہر انسان ترقی کرنے کا خواہاں ہوتا ہے لیکن سب لوگ اس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس راہ میں بلند ہمتی اور زبردست محنت و کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ راہ کو ہموار کرکے رکاوٹوں کو دور کرنا چاہئے۔ اس کے بعد کوشش کرکے اپنے مقصد تک پہونچنا چاہئے۔ مرد کی شخصیت بہت حد تک اس کی بیوی کی خواہش سے وابستہ ہوتی ہے۔ عورت چاہے تو اپنے شوہر کی مدد کرکے اس کو ترقی کی اعلی منزل تک پہونچانے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے اور اسی طرح وہ چاہے تو اس کی ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بھی بن سکتی ہے۔

خواہر گرامی اپنے موجودہ امکانات اور حالات کے دائرے میں رہ کر اپنے شوہر کی شخصیت کو بلند کرنے کے لئے ان کو حوصلہ افزائي کیجئے۔ اگر وہ تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہوں یا کتا ہوں کے مطالعہ کے ذریعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ آپ اس کی مخالفت نہ کریں بلکہ ان کی تعریف کرکے ان کے حوصلہ افزائي کیجئے۔ زندگی کے پروگراموں کو اس طرح ترتیب دیجئے کہ ان کے کاموں میں خلل نہ پڑے اور ان کے آرام و آسائشے کے اسباب مہیا کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ فکروں سے آزاد ہوکر ترقی کے مراحل طے کرتے رہیں۔ اگر پڑھے لکھنے نہ ہوں تو ان سے درخواست اور اصرار کیجئے کہ رات کی کلاسوں میں شرکت کریں یا کہیں اور تعلیم حاصل کریں۔ اگر تعلیم یافتہ ہیں تو ان کو ترغیب دلاایئے اپنے سبجکٹ میں مہارت حاصلہ کریں اور اس موضوع کے متعلق کتابوں کا مطالعہ کرکے اس

فن میں اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ اگر ڈاکٹر ہیں تو ان سے اصرار کیجئے کہ ہر روز اپنے اوقات کا کچھ حصہ میڈیکل سے متعلق رسالوں اور کتابوں کے مطالعہ کے لئے مخصوص کردیں۔ اگر معلم ،جج، پروفیسریا انجینئر ہیں تو ان سے کہئے فراغت کے اوقات کو اپنے فن سے تعلق کتابوں اور علمی اخلاقی اور تاریخی کتب کے مطالعہ میں صرف کریں۔ مختصراً عرض کروں کہ آپ کے شوہر جو بھی ہوں اور جیسے بھی ہوں حتی کہ مزدوریا دوکاندار بھی ہوں توآپ ان کو ترقی کے لئے آمادہ کر سکتی ہیں۔

ایسا نہ ہو کہ وہ رات جو قدرت نے ان کے لئے بنائي ہے اس سے منحرف ہوجائیں اور ترقی وارتقاء کی منازل طے کرنے سے دستبردار ہوجائیں ، علمی اورسائینسی تحقیقات اورکتابوں کے مطالعہ کی عادت ڈالوایئےیال رکھئے کہ آپ کے شوہر کی شخصیت کہیں ایک نقطہ پر آکر نہ ٹھہر جائے اگر انھیں کتاب فراہم کرنے کی فرصت نہیں ہے تو آپ ان کے مشورے اور دوستوں کی مدد سے یہ کام انجام دے سکتی ہیں۔ علمی و سائینسي، اخلاقی ، تاریخی ، مذہبی ، ادبی ، اقتصادی اور حفظان صحت سے متعلق سودمند کتابیں جو ان کے ذوق و صلاحیت کے مطابق ہوں انھیں آپ مہیا کرسکتی ہیں اور ان کتابوں کوپڑھنے کے لئے اپنے شوہر کو ترغیب دلایئے آپ خود بھی مفید رسالے اور کتابیں پڑھئے اگر مطالعہ کے دوران کوئي چیز آپ کو ایسی نظر آجائے جو آپ کے شوہر کے لئے بھی مفید ہوگی تو اس کو نوٹ کرکے انھیں دیجئے اس کام کے بے شمار فوائد ہیں۔

اول یہ کہ اگر ایک مدت تک آپ اس اصول پر کاربندرہیں تو آپ کے شوہر ایک قابل اور دانشمند انسان بن جائیں گے اور اس کے نتیجہ میں خود کو سربلند محسوس کریں گے اور آپ کو بھی ان کی شخصیت پر فخر ہوگا اس کے علاوہ وہ اپنے فن میں مہارت حاصل کرلیں گے اوراس سے خود ان کی ذات کو بھی فائدہ پہونچے ہوگا اور سماج کو بھی وہ بے شمار فائدے پہونچا سکتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ جب انسان اپنی آفرینش کے مقصد کو لبیک کہتے ہوئے تحقیق و مطالعہ میں مشغول رہے گا تو اعصابی کمزوریوں اور نفسیاتی بیماریوں کا شکارکم ہوگا۔

تیسرے یہ کہ اسے ترقی کرنے اور کتابوں کے مطالعہ کا شوق ہوگا تودخ اپنا وقت ادھر اوھر آدھر ضائع نہیں کرے گا_ عیش و عشرت کے مراکز کارخ نہیں کرے گا_ تباہ کرنے والوں اور نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والوں کے دام فریب میں گرفتار نہیں ہوگا_

دھیاں رکھئے آپ کے شوہر غلط راہ اختیار نہ کر لئیں

مرد کو کسب معش اور دفتری کاموں کے سلسلے میں آزادی عمل کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ وہ اپنی صلاحیتوں اور رجحان کے مطابق سعی و کوشش کرسکے_ اگر کوئي اس پر ١ابندی لگائے یا اس کے یا اس کی آمد و رفت کو اپنے کنٹروں مین رکھنا چاہے تو وہ پریشان ہو جاتا ہے اور اس کی شخصیت کو دھچکا لگتا ہے سمجھدار اور دانا بیوس شوہر کے روزہ کے کاموں میں دخل اندازی نہیں کرتی_ اور اس کے تمام کاموں کی کری شوہر کے کاموں میں دخل دینے سے اچھا نتیجہ بر آمد نہیں ہوتا بلکہ ممکن ہے اس کے بر عکس نتیجہ نکلے_

عقلمند اور تجربہ کارمردوں کی کڑی نگرانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ خودبرے کاموں کے نتائج کو سمجھتے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے کوئی قدم نہیں اٹھاتے نہ وہ ھو کا کھاتے ہیں_ وہ مصلحتوں کو سمجھتے ہیں دوست و دشمن ہیں فرق محسوس کرسکتے ہیں لیکن سبھی مرو ایسے نہیں ہوتے_ بعض مرد سادہ لوح ہوتے ۃیں اور جلدی یقین کرلیتے ہیں ایسے لوگ دوسروں کے دھوکہ میں حلدی آجاتے ہیں اور دوست نماد شمنوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں بعض ایسے مکار اور دغا باز افراد ہوتے ہیں جو اس قسم کے لوگوں کو اپنے جال میں پھنانے کی فکر میں رہتے ہیں اور خیر خوارہ بن کرا پنے دام فریب میں گرفتار کرلیتے ہیں در اصل انسان کی سرکش فطرت ، بری صحبت ، اور فاسد ماحول مگراہ کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے اور غافل انسان جب ہوش میں آتا ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ فقنہ و فساد کے جال میں پھنس گیا ہے اس یانی سہ سے او نچا ہوتا ہے اور دام فریب سے فرار اختیار کرنا مشکل ہو جاتا ہے اگر آپ

چاروں طرف نظرڈالیں تو دیکھیں گی کہ اس قسم کے سینکڑوں بیچارے سادہ لوح انسان بغیر کسی ارادے کے فتنہ وفساد کے جال اور بد بختی میں گرفتار ہو گئے ہیں اور شاید ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہو گا جو جان بو جھ کران بلاؤں میں گرفتار ہو اہو_ بلکہ نا سمجھی، نا تجربہ کاری اور انجام کار کو سوچے بغیر ان برائیوں کا شکار ہوتے ہیں_

یہی وہ مقام ہے جب اس قسم کے مردوں کی دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے اگر ایک خیر خواہ اور ہوشیار انسان ان کے کاموں پر نظر رکھے اوران کی نگرانی کرے تو واقعی یہ چیزان کے مفاد میں ہوگی_ اس عظیم ذمہ داری کو بہترطریقے سے صرف بیوہی ادا کرسکتی ہے ایک دانا او رمدبر قسم کی خاتون چاہے تو اپنے عاقلانہ اور خیرخواہانہ طرز سلوک کے ذریعہ اپنے شوہرکی نسبت اس عظیم خدمت کو بخوبی انجام دے سکتی ہے_ البتہ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ اپنے شوہر کے کاموں میں براہ راست مداخلت کرنایاان کو ٹوکتے رہنا اور منع کرتے رہنا مناسب نہیں ہے_ کیونکہ شاید ہی کوئی ایسا مرد ہو جو کسی دوسرے حتی کہ اپنی بیوی کے زیر کنٹرول رہنا پسند کرے بلکہ شدید نگرانی کے سبب اس کا اثر الٹا ہونے کا امکان ہے_ البتہ ہوشیاری اور عقل مندی سے کام لینا چاہئے اور بیوی کو دور سے اپنے شوہر کی نگرانی کرنی چاہئے کہ وہ کس قسم کے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتا ہے کن لوگوں کے یہاں ان کا آنا جانا ہے_

اگر دیکھیں کہ شوہر معمول کے خلاف دیر سے گھر آتا ہے تو ایک مرتبہ یا دو تین مرتبہ اس کا کوئی نوٹس نہ لیں کیونکہ اکثر ایسے کام درپیش ہوجاتے ہیں جنھیں انجام دینا لازمی ہے لیکن اگر باربارا ایسا ہو اور حد سے تجاوز کرجائے تو اس کی تحقیق و جستجو کرنی چاہئے لیکن تحقیق کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ صبر و ضبط اور ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے_ غصہ، سختی اور اعتراض کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے_ نرمی اور محبت سے پوچھنا چاہئے کہ آپ دیر سے گھر کیوں آتے ہیں_ کہاں گئے تھے وغیرہ_ مختلف موقعوں پر ہوشیاری اور صبر و ضبط کے ساتھ اس بات کی چھان بین کیجئے تا کہ حقیقت آشکارا

ہوجائے۔ اگروہ اورورٹائم کرتا ہے یاکسب معاش کے سلسلے میں یا دفتری امور میں مشغولیت کے سبب دیر سے آتا ہے یا دینی، اخلاقی، یا علمی و ادبی قسم کے جلسوں میں شرکت کرتا ہے تب آپ مزاحم نہ ہوں بلکہ اسے چھوڑ دیجئے کہ آزادی کے ساتھ اپنے کاموں میں مشغول رہے۔

اگرآپ محسوس کریں کہ نئے لوگوں سے راہ و رسم بڑھا رہا ہے تو اس کے متعلق معلومات حاصل کیجئے اگر دیکھئے کہ خوش اخلاق اور نیک و صالح لوگوں سے تعلقات قائم کرتا ہے تو آپ رکاوٹ نہ ڈالئے بلکہ خدا کا شکر ادا کیجئے کہ آپ کے شوہر نے اچھے لوگوں سے تعلقات بڑھائے ہیں۔ اس توفقیق الہی کی قدر کیجئے۔ اور اس کے دوستوں کی خاطر مدارات کیجئے۔ کیونکہ انسان کی رفیق و دوست کی ضرورت ہوتی ہے، اچھا دوست ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ عورت کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جسے انجام دینا ایک بہت ضروری اور حیات بخشی امری سمجھا جاتا ہے اگر ذرا بھی بے احتیاطی سے کام لیا گیا تو ممکن ہے زندگی کا شیرازہ بکھر جائے ایسے ہی موقعوں پر خواتین کے حسن تدبر اور ہوشیاری ودانائي کا مظاہرہ ہوتا ہے بردبار اور عاقبت اندیش بننا چاہئے۔ چیخ پکار، نالہ و فریاد، اور لڑائي جھگڑے کے ذریعہ یہ مسائل حل نہیں ہوسکتے بلکہ اس کا نتیجہ برعکس نکلتا ہے۔ ایسے موقع پر عورت پر دو فرائض عائد ہوتے ہیں۔

اول یہ کہ اندرونی زندگی میں اپنے اخلاق و عادات اور اپنے گھر کے عام حالات کا مکمل اور تحقیقی طور پر جائزہ لیجئے اور غور کیجئے کہ وہ کون سے اسباب ہیں جن کے سبب آپ کے شوہر گھر سے، جو کہ آرام و آسائشے اور امن و سکون اور محبت کا مرکز ہوتا ہے، بیزار ہوگئے ہیں اور تباہی و بردباری کے اڈوں کا رخ کرتے ہیں۔ ایک عادل جج کی مانند آپ اس مسئلہ کے اسباب و علل کی کھوج کریں۔ اس کے بعد اس کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں۔ ممکن ہے بیوی کی بداخلاقی۔ لڑائي جھگڑے، اعتراضات اس قضیہ کا سبب ہوں۔ یا گھر کی حالت ابتر رہتی ہو۔ یا بیوی گھر میں اپنی آرائشے و زیبائشے اور لباس پر توجہ نہ دیتی ہو۔ شاید اپنے شوہر سے اظہار محبت نہ کرتی ہو۔ یا اس کی پسند کی اور لذیذ غذائیں تیار نہ کرتی ہو۔ یا اس کی قدردانی اور سپاس گزاری نہ کرتی ہو۔

اس قسم کی بہت سی خامیاں ہیں جو مرد کو گھر اور زندگی سے لاپروا بنادیتی ہیں اور وہ اپنی ذہنی الجھنوں کو بھلانے کے لئے آوارہ گردي، شراب نوشی اور جوابازی شروع کردیتا ہے۔

ایسی صورت میں خود مرد سے پوچھ کچھ کی جا سکتی ہے اور اس کی ذہنی الجھنوں کے اسباب معلوم کئے جا سکتے ہیں اگر عورت اپنی خامیوں کو دور کرلے، گھر کو اپنے شوہر کی مرضی کے مطابق سنوارے سجائے، تو اس کی کامیابی کی امید کی جا سکتی ہے۔ ایسی صورت میں مرد کو رفتہ رفتہ زندگی اور گھر سے رغبت پیدا ہوجائے گی اور بالآخر اپنی بیوی کی خوش اخلاقیوں اور مہربانیوں کا اس پر اثر ہوگا اور تباہی و بربادی کے مراکز سے کنارہ کش ہوجائے گا۔

بیوی کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ جس قدر ممکن ہو شوہر سے محبت کا اظہار کرے۔ نرمی و ملائمت کے ساتھ اس کو نصیحت کرے۔ مہربانی اور خوش گفتاری کے ساتھ اس کے طرز معاشرت کے نتائج سے آگاہ کرے۔ التماس و التجا کرے۔ اس سے کہے میں دل کی گہرائیوں سے آپ کو چاہتی ہوں آپ جیسے شوہر کے وجود پر فخر کرتی ہوں۔ آپ کے وجود کو ہر چیز پر ترجیح دیتی ہوں۔ ہر طرح آپ کے ساتھ تعاون اور ایثار کرنے کے لئے تیار ہوں۔ فقط مجھے ایک بات کا بہت صدمہ ہے کہ ایسی خوبیوں کا مالک انسان خراب لوگوں کی محفل میں کیوں شریک ہوتا ہے۔ یا فلاں شخص سے کیوں راہ و رسم بڑھاتا ہے، یا فلاں برے کام کی عادت کیوں ڈال لی ہے۔ اس قسم کے اعمال آپ جیسے انسان کے لئے مناسب نہیں۔ مہربانی کرکے اس قسم کی باتوں سے پرہیز کیجئے۔ اس طرح سے التماس و اصرار کیجئے کہ مرد کا دل ان چیزوں کی طرف سے ہٹ جائے۔

ممکن ہے مرد کا اخلاق و کردار اچھا نہ ہو اور اس پر ان باتوں کا جلدی اثر نہ ہو۔ لیکن کسی حال میں عورت کو مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اور زیادہ بردباری اور استقامت سے کام لینا چاہئے، اور اٹل ارادے کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول میں لگا رہنا چاہئے۔

عورت میں خدا نے ایک عجیب و غریب قدرت اور اثر انگیزی کی طاقت رکھی ہے۔ جس بات

کا ارادہ کرلیتی ہے اس میں کامیاب ہوجاتی ہے وہ جس طرف چاہے اپنے شوہر کارخ موڑسکتی ہے _ اگر ارادہ کرلے کہ اپنے شوہر کو گمراہی سے نجات دلائے گی تو اس میں کم سے کم اسّی فیصد کامیابی کا امکان ہے، لیکن اس کے لئے عاقل، مدبر، اوردانشمند ہونا شرط ہے_

بہرحال جہاں تک ممکن ہو سختی ، غصہ اور لڑائي جھگڑے سے پرہیز کرناچاہیئے، البتہ اگر نرمی اور ملائمت سے کام لینے کا کوئي نتیجہ برآمد نہ ہو اور جب کوئي راہ حل نہ ہو تو جس صورت میں بھی کامیابی کی امید ہو اس سے کام لینا چاہیئے حتی کہ لڑائي جھگڑے سے بھی کام لیا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی مہربانی اور ہمدردی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے غصہ اور سختی میں ہمدردی شامل ہو نہ کہ انتقام اور کینہ پروری کا جذبہ

جی ہاں مرد کی نگرانی اور دیکھ بھال ایک قسم کی شوہرداری ہے اور شوہرداری بیوی کا فرض ہے_چونکہ یہ کام بہت اہم اوردشوار ہے اس لئے حضرت رسول خدا (ص) نے اس کو جہاد قرار دیا ہے_ آپ فرماتے ہیں :_

عورت کا جہاد یہ کہ شوہر کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے_ [۶۱]

شکی عورتیں

بیوی اگر اپنے شوہر کی معمولی سی نگرانی کرتی رہے تو بری بات نہیں ہے لیکن اس حد تک نہیں کہ بدگمانی اور شک اپنی انتہا پر پہونچ جائے۔ بدگمانی ایک لا علاج اور خانمان سوز مرض ہے۔ افسوس بعض عورتیں بلکہ کہنا چاہئے بڑی تعداد میں عورتیں اس مرض میں بتلا ہوتی ہیں۔ ایک شکی عورت سوچتی ہے کہ اس کا شوہر جائز یا ناجائز طور پر اس سے خیانت کررہا ہے۔ فلاں بیوہ عورت سے ملتا ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے، اپنی سیکرٹری سے اس کے تعلقات ہیں۔ فلان لڑکی سے عشق کرتا ہے۔ چونکہ گھر دیر سے آتا ہے یقینا عیاشی کرنے جاتا ہے، چونکہ فلاں عورت سے بات کررہا تھا اس پر اس کی نظر ہے۔ فلان عورت نے سلام کیا تھا یقینا آپس میں تعلقات ہیں چونکہ فلاں بیوہ اور اس کے بچوں پر احسان کرتا ہے ضرور اس سے شادی کرنا چاہتا ہے، چونکہ اس کی

کار میں ہیئر پن ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی محبوبہ کو سیر کرانے لے گیا تھا۔ فلاں عورت نے اس کو خط لکھا ہے شاید وہ اس کی بیوی ہے۔ فلاں لڑکی اس کی تعریف کررہی تھی کہ خوش اخلاق اور اسمارٹ آدمی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں، چونکہ اپنے خط پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا یقینا عاشقانہ خطوط ہوتے ہوں گے چونکہ مجھ سے کم بات چیت کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کوئی محبوبہ ہے۔ مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔ دھوکہ باز ہے، چونکہ قسمت کا حال بتانے والے رسالہ میں میرے شوہر کے ستارہ کے متعلق لکھا تھا کہ اس مہینے میں پیدا ہونے والے کا وقت اچھا گزرے گا لہذا دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ چونکہ میری دوست نے بتایا تھا کہ تمہارا شوہر فلان گھر گیا تھا یقینا وہاں کوئی عورت ہوگی، چونکہ فال دیکھنے والے نے بتایا تھا کہ ایک سنہری بالوں سیاہ آنکھوں وہ لمبے قد کی عورت تمہارے سے ساتھ دشمنی کررہی ہے یقینا وہ میری سوت ہوگی"۔

شکی عورتیں اس قسم کی بیکار باتوں پر یقین کرکے اپنے شوہروں کی تئیں بدگمانی میں مبتلا ہوجاتی ہیں اور رفتہ رفتہ ان کا یہ شک یقین میں بدل جاتا ہے۔ وہ اس سلسہ میں اس قدر سوچتی ہیں کہ ہر ہر بات میں انھیں شک ہونے لگتا ہے شب وروز اسی موضوع پر بات کرتی ہیں جہاں بیٹھتی ہیں اپنے شوہر کی خیانت اور بے وفائی کا تذکرہ لے بیٹھتی ہیں ہر دوست و دشمن کے سامنے کہہ ڈالتی ہیں۔ وہ لوگ بھی سوچے سمجھے بغیر ہمدردی کے طور پر ان کی باتوں کی تائید کرتے ہیں اور مردوں کی خیانت و بے وفائی کے سینکڑوں قصے بیان کرتے ہیں۔

اعتراضان اور بدمزگی کا سلسلہ شروع ہوجاتاہے۔ گھر کے کام اور بچوں کی نگہداشت صحیح طریقے سے نہیں ہوپاتی۔ ہر روز لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں۔ بیوی ناراض ہو کر میکے چلی جاتی ہے۔ شوہر کی طرف سے بے اعتنائی برتی ہے۔ سایہ کی طرح شوہر کا پیچھا کرتی ہے۔ اس کی جیبوں کی تلاشی لیتی ہے۔ اس کے خطوط پڑھتی ہے۔ اس کی تمام حرکات و سکنات کا جائز لیتی ہے۔ اور ہر بے ربط حادثہ کو اپنے شوہر کی خیانت سے تعبیر کرتی ہے اور اس کا شک یقین میں بدل جاتا ہے۔

اس قسم کی باتوں سے اپنی اور بیچارے شوہر و بچوں کی زندگی اجیرن کردیتی ہیں گھر کو، جس کہ مہر و محبت اور آرام و سکون کا گہوارہ ہونا چاہئے، قید خانہ بلکہ جہنم بنادیتی ہیں_ اور جو آگ لگائي ہے اس میں خود بھی جلتی ہیں اور بے گناہ بچوں اور شوہر کو بھی جلاتی ہیں _ مرد جو بھی ثبوت پیش کرے، قسمیں کھائے خوشامد کرے اور جتنی بھی صفائي پیش کرے لیکن ایسیشکی اور حاسد عورتیں مجال ہے جو ٹس سے مس ہوجائیں_

قارئین محترم اس قسم کے سینکڑوں افراد ہمارے سماج میں موجود ہیں جن سے آپ بھی واقف ہوں گے_ یہاں پر چند واقعات کا ذکر بیجا نہ ہوگا_ خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت میں ایک خاتوں کہتی ہے_ تعجب نہ کیجئے کہ بارہ سال ساتھ زندگی گزارنے اور چھوٹے بڑے تین بچوں کے ہوتے ہوئے میں نے اپنے شوہر سے کیوں علیحدگی اختیار کرلی_ کیونکہ اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ میرا شوہر میرے ساتھ بے وفائي کررہا ہے_ چند روز قبل فلاں سڑک پر میں نے ایک بنی سنوری عورت کے ساتھ اس کو جاتے دیکھا تھا یقینا وہ اس کی معشوقہ ہوگی جو جون کے مہینے میں پیدا ہوئي ہوگي_ میں ہر ہفتہ قسمت کا حال بتانے والا رسالہ پڑھتی ہوں_ زیادہ تر میرے شوہر کی قسمت کے حال میں لکھا ہوتا ہے کہ آپ کا وقت جون کے مہینے میں پیدا ہونے والے کے ساتھ اچھا گزرے گا_ میں فروری میں پیدا ہوئي ہوں لہذا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کوئي دوسری عورت ہے جس کے ساتھ اس کا وقت اچھا گزرے گا _ اس کے علاوہ میں نے محسوس کیا ہے کہ میرے شوہر کو اب مجھ سے پہلی سی محبت نہیں رہي"_ یہ کہکر وہ خاتون اپنے آنسو پونچھنے لگی_

اس کے شوہر نے کہا:" آپ ہی بتائیےیں کیا کروں_ کاش یہ رسالے اس قسم کے وہمی قارئین کی فکر کریں اور اس طرح کی فضول باتوں سے پرہیز کریں_ یقین کیجئے ان باتوں کے سبب میری اور میرے بچوں کی زندگی تلخ ہوگئي ہے_ اگر کسی ہفتہ میری قسمت کے حال میں لکھا ہوتا ہے کہ اس ہفتہ پیسہ ملے گا تو میرے سر ہوجاتی ہے کہ اس پیسہ کا کیا کیا_ یا اگر لھا ہوتا ہے کہ آپ کا خط آئے گا تو بس کچھ نہ پوچھئے_ اب میں سوچتا ہوں یہ عورت کبھی نھیں بدلے گی لہذا یہی بہتر ہے کہ ہم علیحدہ ہوجائیں_ (۶۲)

ایک مرد عدالت میں بیان دیتا ہے: ایک ماہ قبل ایک دعوت سے گھر واپس آرہا تھا۔ اپنے ایک ساتھی کو بھی میں نے اپنے ساتھ کار میں بیٹھا لیا جو اپنی بیوی کے ہمراہ اس دعوت میں شریک تھا۔ دوسرے دن صبح میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ راستہ میں اس کی ماں کے گھر چھوڑتا ہوا جاؤں۔ چنانچہ ہم دونوں کار میں سوار ہوئے۔ ارستے میں میری بیوی نے پیچھے کی سیٹ پر نظر کی اور سر کا ایک کلپ اٹھا کر مجھے دکھاتے ہوئے پوچھا کہ یک کلپ کس عورت کا ہے؟ ڈر کے مارے مجھے اس وقت کچھ یاد ہی نہیں رہا کہ میری گاری میں کون بیٹھا تھا اور میں وضاحت نہ کرسکا۔ شام کو جب میں اس کو لینے گیا تو اس نے کہلوادیا کہ میں گھر واپس نہیں جاؤں گی۔ جب میں نے سبب پوچھا تو دروازے کے پیچھے سے کہا کہ بہتر ہے اسی عورت کے ساتھ رہو جس کے سر کا کلپ تمہاری کار میں تھا۔

(۶۳)

ایک نوجوان خاتون شکایت کرتے ہوئے کہتی ہے کہ میرا شوہر اکثر راتوں کہ یہ کہکر کہ اس کے دفتر میں کام زیادہ ہے دیر سے گھر آتا ہے یہی چیز میری پریشانی کا سبب ہے، خصوصاً جب سے چند پڑوسی عورتوں نے کہا ہے کہ تمہارا شوہر جھوٹ بولتا ہے، راتوں کو آفس میں اودرٹائم کرنے کے بجائے دوسری جگہ جاتا ہے اوروہاں وقت گزارتا ہے، مجھے اس وقت سے زیادہ بدگمانی پیدا ہوگئی ہے میں ایسے مرد کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتی جو مجھ سے جھوٹ بولتا ہو۔

اس وقت اس خاتون کے شوہر نے اپنی جیب سے کچھ خطوط نکال کر جج کی میز پر رکھ دیئے ور اس سے درخواست کی کہ ان خطوط کو زرو سے پڑھے تا کہ اس کی بیوی بھی سن لے کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا ہے اور بلا سبب ہی بیجا اعتراضات اور جھگڑا کر کے ہر شب مجھے پریشان کرتی ہے۔ جج نے ان خطوں کو پڑھنا شروع کیا۔ ایک خط میں اوورٹائم کے متعلق تھا جس کے مطابق اس کو ۴ سے ۸ بجے رات تک چار گھنٹے اوورٹائم کام کرنا تھا۔ آفس کے دوسرے خطوں سے بھی ثابت ہوتا تھا کہ مقررہ اوقات میں مختلف کمیشنوں اور جلسوں میں شریک تھا۔ وہ نوجوان خاتون جج کی میز کے پاس آئی اور ان خطوں کو دیکھنے کے بعد بولی کہ ہر شب جب میرا شوہر سو جاتا تھا تو میں اس کی جیبوں کی تلاشی لیتی تھی لیکن اس میں

سے کوئی خط مجھے نہیں ملا_

جج نے کہا ممکن ہے ان خطوں کو اپنی میز کی دراز میں رکھتا ہو اور گھر نہ لاتا ہو_ مرد نے کہا کہ اپنی بیوی کی بدگمانیوں سے میں اس قدر پریشان ہوگیا تھا کہ میں بھی شک و شبہ میں بتلا ہوگیا اور اکثر راتوں کو سو نہیں پاتا تھا_ میں سمجھتا تھا کہ میری بیوی میرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی_ اس وقت وہ جوان خاتوں اپنے شوہر کے پاس پہونچی اور نہایت بیتابی سے روتے ہوئے اس سے معافی مانگی اور دونوں عدالت سے باہر چلے گئے_ (۶۴)

دانتوں کا ایک ڈاکٹر عدالت میں شکایت کرتا ہے کہ میری بیوی بہت حاسد ہے ، میں دانتوں کا ڈاکٹر ہوں میرے پاس علاج کے لئے عورتیں بھی آتی ہیں اوریہی چیز میری بیوی کے حسد اور جلن کا سبب بنتی ہے اور ہر روز اسی موضوع پر ہمارے درمیان جنگ ہوتی ہے_ اس کا کہنا ہے کہ مجھے عورتوں کا علاج نہیں کرنا چاہئے_ میں اس کے بیجا حسد کے سبب اپنے پرانے مریضوں کو نہیں چھوڑسکتا_ میں اپنی بیوی سے محبت کرتا ہوں اور وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے لیکن اس کی اس بیجا بدگمانی نے زندگی اجیرن کردی ہے چندروز قبل اچانک میرے مطب میں آئي اور میرا ہاتھ پکڑکے زبردستی گھسیٹ کرباہر لے گئي_ گھرپہونچ کر ہم میں خوب جھگڑا ہوا_ اس قضیہ کا اصل سبب یہ تھا کہ وہ میرے مطب آئي اور مریضوں والے کمرے میں ایک لڑکی کے پاس بیٹھ گئي_ میرے طریقہ کار کے متعلق باتیں ہورہی تھیں_ اس لڑکی نے جو میری بیوی کو پہچانتی نہیں تھی کہا کہ یہ ڈاکٹر بہت اچھا اور بڑا اسمارٹ ہے_ ایک لڑکی کا یہ کہنا اس بات کا سبب ہوا کہ وہ مجھ کو ذلت و خواری کے ساتھ کھینچ کر گھر لے آئی_ (۶۵)

ایک عورت نے عدالت میں شکایت کی کہ میری ایک دوست نے بتایا ہے کہ تمہارا شوہر فلاں عورت کے گھر آتا جاتا رہتا ہے میں نے اس کا پیچھا کیا اور دیکھا کہ یہ سچ ہے_ میں اس قدر پریشانی ہوئي کہ اپنے باپ گھر چلی آئي_ اب آپ سے درخواست کرتی ہوں کے میرے خطا کار شوہر کو سزا دیجئے_ شوہر نے اپنی بیوی کی باتوں کی تائید کرتے ہوئے کہا ، ایک دن میں دوا خریدنے کے لئے دواخانے گیا تھا وہاں میں نے

دیکھا کہ ایک عورت دودھ کا ڈبہ خریدنے آئي ہے اس کے پاس پیسے کم تھے اس لئے میں نے اس کی مدد کردی _ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ عورت بیوہ اور غریب ہے _ لہذا میں اس کی مدد کرتا رہتا ہوں _ ججوں نے شوہر کی حسن نیت کے متعلق تحقیق کرنے کے بعد ان کے درمیان صلح کرادي _ (۶۶)

اس قسم کے واقعات اکثر خاندانوں میں پیش آتے رہتے ہیں وہ بد قسمت خاندان جو غلط فہمیوں کا شکار ہوجاتے ہیں ان کی زندگیاں تلخ ہوجاتی ہیں _ وہ بیچارے معصوم بچے جو اس قسم کے لڑائي جھگڑے اور تناؤ سے بھرے ماحول میں زندگی گزارتے ہیں اس برے ماحول کا ان کی روح اور ذہن پر نہیات خراب اثر پڑنا ایک مسلمہ امر ہے _ اس قسم کا ماحول ان میں اس قدر الجھنیں پیدا کردیتا ہے کہ مستقبل میں ان کا کیا انجام ہوگا معلوم نہیں _ اگر میاں بیوی ان حالات پر صبر کرکے زندگی کی گاڑی کو اسی طرح کھینچتے رہتے ہیں تو آخر عمر تک عذاب میں گرفتار رہتے ہیں _ اور اگر ایک دوسرے کی نسبت سختی اور ضد سے کام لیتے ہیں تو اس کا نتیجہ جدائي اور طلاق ہوتا ہے اس صورت میں عورت اور مرد دونوں کو ہی بد بختی کا سامنا کرنا پڑتا ہے _ ایک طرف مرد کو بہت نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے معلوم نہیں آسانی سے دوسری شادی میسر ہوگی یا نہیں _ فرض کیجئے کسی عورت کا انتخاب کیا تو ضروری نہیں کہ پہلی سے بہتر ہوگی ممکن ہے اس میں کچھ دوسرے عیب ہوں جو شاید بدگمانی کے عیب سے بھی بدتر ہوں _ سب سے بڑھ کر بچوں کی خرابی ہے وہ دربدر ہوجاتے ہیں _ سب سے بڑی مشکل جو پیش آتی ہے وہ سوتیلی ماں کا بچوں کے ساتھ سلوک ہے مرد اگر یہ خیال کرتا ہے کہ اس شکی عورت کو طلاق دے کر اس کے شر سے نجات حاصل کرلے گا اور بے عیب عورت سے شادی کرکے سکون و آرام کی زندگی شروع کرے گا تو اس کو جان لینا چاہئے کہ یہ محض اس کا خیال خام ہے او رایسے حالات پیدا ہوجانا بہت بعید ہے _

عورت کے لئے بھی طلاق لے لینا سکون و خوش بختی کا باعث نہ ہوگا _ شاید وہ سوچے کہ اس طریقے سے اپنے شوہر سے انتقام لے لے گی _ جی نہیں اس طرح وہ خود اپنے لئے نئي نئي پریشانیاں اور مصیبتیں کھڑی کرلے گی یوں آسانی سے دوسرا شوہر حاصل نہیں ہوجائے گا _ شاید ساری عمر بیواؤں

جیسی زندگی گزارنی پڑے اور انس و محبت اور بچوں کی نعمت سے محروم رہ جائے _ بالفرض اگر کوئی خواستگار پیدا بھی ہوجائے تو معلوم نہیں کہ پہلے شوہر سے بہتر ہوگا _ ممکن ہے ایسے مرد سے شادی کرنی پڑے جسکی بیوی مرگئی ہو یا اسے طلاق دے دی ہو _ ایسی حالت میں مجبور ہوگی کہ خود اپنے بچوں کے فراق میں تڑپے اور دوسرے کے بچوں کو پالے _ اس کے علاوہ گوناگوں دوسری مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لہذا نہ تو آپس میں لڑائی جھگڑے ہی میاں بیوی کو اس مخمصے سے نکال سکتے ہیں اور نہ ہی طلاق و علیحدگی _ البتہ ایک تیسری راہ بھی موجود ہے اور یہی راہ سب سے بہتر اور مناسب ہے _

وہ تیسری راہ یہ ہے کہ میاں بیوی سختی اور ضد سے کام نہ لے کر عقل و تدبر کا راستہ اختیار کریں _ اس سلسلے میں مرد کی ذمہ داری زیادہ ہے بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس مشکل کی کنجی اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اگر ذرا تحمل و بردباری اور دانشمندی سے کام لے تو خود بھی مصیبت و پریشانی سے محفوظ رہ سکتا ہے اور اپنی بیمار بیوی کو بھی اس مصیبت سے نجات دلا سکتا ہے _

اب یہاں میرا روئے سخن مرد ہیں _

مردوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اول تو اس نکتہ کو مد نظر رکھئے کہ آپ کی بیوی اپنے شکی پن کے باوجود آپ چاہتی ہے زندگی اور بچوں کو عزیز رکھتی ہے جدائی کے خیال سے اسے وحشت ہوتی ہے آپ کی زندگی کے افسوس ناک حالات کے سبب دلی طور پر رنجیدہ ہے اگر آپ کو عزیز نہ رکھتی ہوتی تو حسد نہ کرتی وہ نہیں چاہتی کہ اس طرح کے حالات پیدا ہوں مگر کیا کرے کہ بیمار ہے _ فقط ہارٹ اٹیک، اپنڈیکس، کینسر اور پیٹ کے امراض ہب بیماریاں نہیں ہیں بلکہ اعصابی بیماریوں کا شمار بھی مہلک بیماریوں میں ہوتا ہے _ آپ کی بیوی اگرچہ نفسیاتی امراض کے اسپتال میں زیر علاج نہیں ہے لیکن در حقیقت وہ ایک نفساتی مریض ہے _ اگر یقین نہ ہو تو کسی ماہر نفسیات سے رجوع کر کے تصدیق کرلیجئے _ ایک ایسی خاتون پر ترحم اور ہمدردی کی نگاہ ڈالنی چاہئے _ نہ کہ اس سے انتقام لینا چاہئے _ اس کے حال زار و پریشان افکار پر رحم کھایئے بیمار سے لڑائی جگھڑا نہیں کیا جاتا _ اس کی گستاخیوں اور

ناروا باتوں پر اپنے شدید رد عمل کا اظہار نہ کیجئے۔ لڑائی جھگڑا اور شور و غل نہ کیجئے۔ مارپیٹ اور گالم گلوج سے کام نہ لیجئے۔ خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت سے رجوع نہ کیجئے۔ بات چیت بند نہ کردیجئے۔ طلاق اور علیحدگی کی بات نہ کیجئے۔ اس طرح کے کسی بھی طرز عمل سے ان خاتون کی بیماری کا علاج نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اس میں اور شدت پیدا ہوجائے گی۔ آپ کی بدمزاجی اور برا سلوک اس کے شک کی سچ ثابت کرنیکی دلیل ہوگا صحیح طریقہ کار یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے محبت کا اظہار کیجئے۔ ممکن ہے اس کے شکی پن اور وہم سے آپ تنگ آگئے ہوں اور اس صورت حال سے آپ پوری طرح اکتا چکے ہوں لیکن اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے آپ کو اس طرح محبت کا اظہار کرنا چاہئے کہ اسے یقین آجائے کہ آپ کا دل مکمل طور پر اس کی محبت سے سرشار ہے اور کسی کے اس میں جگہ پانے کی

گنجائشے ہی نہیں۔ دوسرے یہ کہ آپس میں مفاہمت اور صلح و صفائی پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ اس سے کوئی بات چھپایئےہیں۔ اپنے خطوط اطمینان سے پڑھ لینے دیجئے۔ کسی مخصوص الماری یا ضروری کاغذات اور اسناد کے بکس کی چابی اپنے نہ رکھئے بلکہ اس کے سپرد کردیجئے تاکہ اگر اس کا دل چاہے تو کھول کر دیکھ لے۔ اگر آپ کی جیبوں کی تلاشی لیتی ہے تو ناراض نہ ہویئے آپ کے تمام اعمال اور حرکات و سکنات کی نگرانی کرتی ہے تو کرنے دیجئے اس قسم کی باتوں پر نہ صرف یہ کا ناراضگی کا اظہار نہ کیجئے بلکہ اس کو ایک عام بات اور آپس میں صدق و صفائی کا لازمہ سمجھئے روزانہ کے مشاغل کے بعد اگر کوئی کام نہ ہو تو ذرا جلدی گھر آجایا کیجئے۔ اور اگری کوئی کام آپڑے تو پہلے سے اپنی بیوی کو بتادیجئے کہ میں فلان جگہ جاؤں گا اور فلاں وقت لوٹوں گا۔ کوشش کیجئے کہ اس کی خلاف ورزی نہ ہو اور اگر اتفاق سے وہدہ کے مطابق مقررہ وقت پر نو لوٹ سکیں تو صراحت کے ساتھ فوراً دیر سے لوٹنے کی وجہ بیان کردیجئے۔ دھیان رکھئے کہ ان تمام مراحل میں ذرا سا بھی جھوٹ نہ بولئے ورنہ اس کی بدگمانی میں اضافہ ہوجائے گا۔ کاموں میں اس سے صلاح و مشورہ لیجئے۔ اس سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھئے بلکہ اپنے روزمرہ کے کاموں کے متعلق اس سے بات چیت کیا کیجئے۔ کبھی بھی صداقت و سچائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے اس سے کہئے کہ جہاں بھی شک و شبہ ہو وہاں بغیر کسی جھجک کے وضاحت کرلے تاکہ اس کے

دل میں کوئی گرہ نہ رہ جائے۔

دوسرے یہ کہ ممکن ہے جناب عالی ایک پاک و پاکیزہ انسان ہوں حتی کی خیانت کرنے کا ارادہ تک نہ رکھتے ہوں لیکن عورتوں کی بدگمانیاں اکثر بلا سبب نہیں ہوتی ہیں۔ یقینا غفلت میں آپ سے کوئی ایسا فعل سرزدہوگیا ہوگا کہ جس کا اس کے ذہن پر خراب اثر پڑا ہوا ور رفتہ رفتہ پڑھ کر شک و بدگمانی کی شکل اختیار کرگیا ہو۔ لازم ہے کہ اپنے موجودہ اگر گزشتہ اعمال اور سلوک پر غور کیجئے اور اپنی بیوی کی بدگمانی کا اصل سبباور اس کی جڑ تلاش کرکے اس کو رفع کرنے کی کوشش کیجئے اگر آپ غیر عورتوں سے ہنسی مذاق کرتے ہس تو اس عمل کو ترک کیجئے کیا ضرورت ہے کہ دوسری عورتیں تو آپ کو بہت خوش اخلاق اور خوش گفتار سمجھیں لیکن آپ کی بیوی کی رنجش کا سبب بنے اور آپ کی گھریلو زندگی ناخوشگوار ہوجائے کیا ضرورت ہے کہ اپنی سیکریٹری سے آپ گھل مل کے باتیں کریں شو خیال کریں اور آپ کی بیوی کو شک ہوجائے کہ اس سے آپ کے تعلقات ہیں بلکہ ایسی صورت میں کیا ضروری ہے کہ عورت کو ہی سیکریٹری رکھیں۔ محفلوں میں غیر عورتوں سے گرمجوشی کا اظہار نہ کریں ان کی طرف زیادہ توجہ نہ دیں۔ اپنی بیوی سے ان کی تعریف نہ کریں۔ اگر کسی بیوہ عورت کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ پہلے اپنی بیوی کو بتادیجئے بلکہ اس کارخیر کو اسی کے ہاتھوں انجام دلوایئے وزیادہ بہتر ہے۔ یہ نہ کہیئے کہ کیا میں قیدی اور غلام ہوں کہ اس قدر مقید ہو کر زندگی گزاروں۔ جی نہیں نہ آپ اسیر ہیں اور نہ غلام۔ بلکہ عاقل اور مدبر مرد ہیں اور اپنی بیوی سے تعاون کرتے ہیں اور اس سے وفاداری کے عہد کو نبھاتے ہیں۔ محبت و وفاداری کا تقاضہ ہے کہ بیوی کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے اور اپنے فہم و تدبر سے اس کے مرض کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ دانشمندانہ طرز سلوک اور ایثار کے ذریعہ اس بڑے خطرہ کو جو آپ کے خاندان کے مقدس مرکز کو درہم برہم کرنے کا سبب بن سکتا ہے، رفع کیجئے۔ اور اس طریقے سے آپ نہ صرف اپنی بیمار بیوی کی بہت بڑی خدمت انجام دیں گے بلکہ اپنے معصوم بچوں کو بھی دربدری اور رنج و غم سے نجات دلا سکیں گے اور خود بھی ذہنی پریشانیوں سے محفوظ رہیں گے۔

البتہ جو مرد ایسے حساس موقعوں پر ایثار سے کالم لیتا ہے خدا بھی اس کو عظیم اجر عطا فرماتا ہے

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:"ہر حال میں عورتوں کے ساتہ نبھایئےن سے اچھی طرح پیش آیئے اکہ ان کے افعال اچھے ہوں_ [۶۷]

حضرت امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں:"بیوی کے حقوق میں سے ایک حق شوہر پر یہ ہے کہ اس کی جہالت او رنادانیوں کو معاف کردے_ [۶۸]

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں:جو مرد اپنی بد اخلاق بیوی کا ساتھ نبھاتا ہے خداوند عالم اس کے ہر صبر کے عوض، حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے ثواب کے برابر کا ثواب علا کرتاہے_ [۶۹]

اب چند باتیں خواتین کی خدمت میں عرض ہیں:

خاتون محترم آپ کے شوہر کی خیانت کا مسئلہ دوسرے تمام موضوعات کی مانند ثبوت و دلائل کا محتاج ہے اس کی خیانت جب تک قطعی طور پر ثابت نہ ہوجائے شرعی اور اصولی طور پر آپ کو اسے مورد الزام ٹھرانے کا حق نہیں ہے_ کیا یہ مناسب ہوگا کہ صرف ایک شبہ میں کسی بے گناہ انسان پر تہمت لگادی جائے_ اگر دلیل و ثبوت کے بغیر کوئي آپ پر الزام لگائے تو کیا آپ ناراض نہ ہوں گی؟ کیا ایک یا چند کم عقل اور بد طینت لوگ خیانت جیسے اہم موضوع کو ثابت کرسکتے ہیں؟

خداوند بزرک و برتر قرآن مجید میں فرماتا ہے:" اے ایماندارو بہت سی بدگمانیوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں"_ [۷۰] امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں: بے گناہ انسان پر بہتان باندھنا بڑے بڑے پہاڑوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے_ [۷۱] حضرت رسول خدا (ص) کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص کسی مومن مردیا مومن عورت پر تہمت لگائے گا خداوند عالم قیامت کے دن اس کو آگ میں ڈال دے گا تا کہ اپنے اعمال کی سزا پائے

خاتون گرامی نادانی، جلد بازی اور فضول خیالات سے اپنا دامن بچایئے متین اور عاقل بنئے جس وقت آپ رنجیدہ اور غصہ میں نہ ہوں تنہائي میں ٹھنڈے دل سے اپنے شوہر کی خیانت کے قرائن و شواہد پر غور کیجئے_ بلکہ ایک کاغذ پر نوٹ کرلیجئے_ اس کے بعد اس جھگڑے کے اسباب

اور احتمالات کو اس کے برابر میں لکھ لیجئے پھر ایک انصاف پرور اور عادل قاضی کی مانند غور کیجئے کہ یہ دلائل کس حد تک صحیح ہیں۔ اگر قابل یقین نہیں ہیں تو بھی کوئی بات نہیں۔ تحقیق کیجئے لیکن اس بات کو مسلّم اور قطعی نہ سمجھ لیجئے اور بے دلیل بدگمانیوں کے سبب خود اپنی اور اپنے شوہر کی زندگی تلخ بنادیجئے مثلاً کار میں سر کے ایک کلپ یا پن کے پائے جانے کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں:۔

۱۔ آپ کے شوہر کے رشتہ داروں مثلاً بہن، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی، خالہ وغیرہ میں سے ممکن ہے کوئی کار میں بیٹھا ہو اور یہ کلپ اس کا ہو۔

۲۔ شاید آپ کا ہی ہو اور پہلے جب آپ کار میں بیٹھی ہوں اس وقت آپ کے سر سے گرگیا ہو۔

۳۔ اپنے کسی دوست یا ملنے والے کو جو اپنی بیوی کے ساتھ ہو کار میں بیٹھایا ہو اور یہ کلپ اس کے دوست کی بیوی کا ہوسکتا ہے۔

۴۔ کسی مصیبت زدہ عورت کو اس کے گھر پہونچا دیا ہو۔

۵۔ شاید کسی دشمن نے عمداً کلپ کو کار میں ڈال دیا ہوتا کہ آپ کو شک میں بتلا کرکے آپ کی بدبختی کے اسباب فراہم کرے۔

۶۔ شاید اپنی سیکریٹری یا پانے ساتھ کام کرنے والی کسی خاتون کو بیٹھایا ہو اور یہ کلپ اس کا ہو۔

۷۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اپنی محبوبہ کا کار میں بٹھا کر عیاشی کرنے گیا ہو۔ لیکن یہ احتمال دوسرے احتمالات کے مقابلہ میں بعید ہوتا ہے بہرحال اس بات کے متعلق صرف قیاس آرائی کی جا سکتی ہے لیکن اور تمام امکانات کو نظر انداز کرکے اس چیز کو مسلّمہ حقیقت نہیں سمجھ لینا چاہئے اور ہنگامہ برپا نہیں کردینا چاہئے۔ اگر آپ کا شوہر دیرے سے گھر آتا ہے تو یہ اس کی خیانت کی دلیل نہیں ہوسکتی شاید اوورٹائم کرتا ہو۔ کوئی ضروری کام آگیا ہو یا اپنے کسی دوست رشتہ دار یا دفتر کے ساتھی کے گھر چلا گیا ہو۔ علمی یا مذہبی جلسے میں شرکت کرنے گیا ہو یا یوں ہی گھومنے گیا ہو جس کے سبب دیر سے گھر آیا ہو۔

اگر کوئی عورت آپ کے شوہر کی تعریف کرتی ہے اور اس کو خوبرو و جوان کہتی ہے تو اس میں اس کا کیا قصور ہے۔ خوش اخلاقی کو خیانت کی دلیل نہیں کہا جا سکتا۔ اگر وہ بداخلاق ہوتا تو کوئی اس کے پاس نہ آتا۔ کیا آپ اس سے یہ توقع رکھتی ہیں کہ بداخلاقی کا مظاہرہ کرے اور سب اس کو بدمزاج سمجھیں اور اس سے کوسوں دور بھاگیں؟ اگر کسی بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کے ساتھ رحم دلی کا برتاؤ کرتا ہے تو اس کو اس کی خیانت کی دلیل نہیں کہا جا سکتا۔ شاید از راہ ہمدردی اور خدا کی خوشنودی کی خاطر غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرتا ہو۔

اگر آپ کے شوہر کی کوئی مخصوص الماری یا دراز ہو یا اپنے خطوط پڑھنے کی اجازت نہ دیتا ہو تو اسے بھی اس کی خیانت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سے مرد اپنے رازوں کو ذاتی طور پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں اور پسند نہیں کرتے کہ ان کے امور سے کوئی باخبر ہو۔ ممکن ہے ان کے کام کی نوعیت اس قسم کی ہو جس میں کچھ چیزوں کو نہایت خفیہ طریقہ سے رکھنا ضروری ہو یا وہ سمجھتا ہو کہ آپ رازوں کو مخفی نہ رکھ سکیں گی۔

بہر حال کوئی بھی سبب ہو سکتا ہے اور یوں ہی اس پر شک و شبہ کی بنیاد قائم نہیں کی جا سکتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ جہاں بھی آپ کو کسی قسم کا شک و شبہ ہو بہتر ہے کہ فوراً اس کے متعلق اپنے شوہر سے بات کریں۔ لیکن اعتراض کے طور پر نہیں بلکہ حقیقت جاننے کے خیال سے، اس سے یونہی پوچھئے کہ فلاں امور کے متعلق مجھے بدگمانی ہوگئی ہے، براہ مہربانی حقیقت حال سے مجھے مطلع کیجئے تاکہ مجھے اطمینان ہوجائے۔ اس وقت اس کی بات خوب غور سے سنئے۔ اور اگر آپ کا شک دور ہوگیا ہے تو بہت اچھا ہے لیکن اگر آپ اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوئی ہیں تو بعد میں اس کے متعلق تحقیق و چھان بین کیجئے تاکہ حقیقت آپ پر روشن ہوجائے۔ اگر تحقیق کے ضمن میں کسی بات کے متعلق آپ کو علم ہوجائے کہ آپ کے شوہر نے جھوٹ کہا تھا اور حقیقت کے خلاف بات بیان کی تھی تو صرف اس جھوٹ کو اس خیانت کی دلیل نہ مان لیں کیونکہ ممکن ہے وہ بے گناہ ہو لیکن اسے آپکی بدگمانی کا علم ہو اس لئے جان بوجھ کر حقیقت کے برخلاف بات بیان کی ہو کہ کہیں آپ کے شک و شبہ میں

اضافہ ہوجائے۔ بہتر ہے کہ اس سلسلے میں پھر اس سے پوچھئے اور اس کی غلط بیانی کی وجہ دریافت کیجئے۔ البتہ اس نے یہ اچھا کام نہیں کیا کہ جھوٹ کا مرتکب ہوا۔ بہتر ہوتا کہ صحیح بات بیان کردی ہوتی کیونکہ صداقت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں لیکن اگر اس نے غلطی کی ہے تو آپ اپنی نادانی اور جہالت کا ثبوت نہ دیں بلکہ اسی سے صراحت سے کہدیجئے کہ آئندہ جھوٹ نہ بولے۔ اگر آپ وضاحت چاہیں اور آپ کا شوہر اطمینان بخش طریقے سے توضیح نہ کرسکے تو اس بات کو اس کی خیانت کی مستحکم اور قطعی دلیل نہ سمجھ لیجئے۔ کیونکہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ شاید اصل بات بھول گیا ہو۔ یا آپ کی بدگمانی کے سبب سراسیمہ ہوگیا ہو اور اطمینان بخش جواب نہ دے سکا ہو ایسے موقع پر بات کو ختم کردیجئے اور کسی مناسب موقع پر اس موضوع کے متعلق بات کیجئے اور اس قضیہ کا سبب دریافت کیجئے۔ اگر کہے کہ میں بھول گیا ہوں تو اس کی بات کو مان لیجئے اس کے بعد بھی اگر آپ کا شک باقی ہے تو دوسرے طریقے اس اس کی تحقیق کیجئے تیسری بات یہ کہ اپنے شک و شبہ کا اظہار ہر کسی کے سامنے نہ کیجئے کیونکہ ان میں آپ کے دشمن یا ایسے لوگ ہوسکتے ہیں جو آپ سے حسد کرتے ہوں لہذا وہ آپ کی بات کی تائید کرکے اس میں کچھ اور حاشیہ آرائي کردیں گے تاکہ آپ کی زندگی میں تلاطم پیدا ہوجائے یا ہوسکتا ہے کہ جس کے سامنے آپ بیان کریں وہ آپ کا دمشن نہ ہو لیکن نادان، ناتجربہ کار اور ہر بات پر فوراً یقین کرلینے والا ہو اور ہمدردی کے خیال سے آپ کی ہاں میں ہاں ملائے بلکہ اور کچھ فضول باتوں کا اضافہ کرکے آپ کے ذہن کو پریشان کردے۔ لہذا مناسب نہیں ہے کہ آپ نادان اور ناتجربہ کار لوگوں سے مشورہ لیں حتی کہ اپنی ماں، بہنوں اور عزیزوں سے بھی نہ کہیں۔ البتہ اگر آپ ضروری سمجھتی ہیں تو اس کام کے لئے اپنے کسی عقلمند، تجربہ کار، ہوشیار اور خیر خواہ دوست کا انتخاب کریں اور اسے ساری بات بتا کر اس سے مشورہ لیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ اگر شواہد و دلائل کے ذریعہ آپ کے شوہر کی خیانت ثابت نہ ہوسکے اور آپ کے عزیز و اقارب اور دوستوں نے بھی تصدیق کردی ہو کہ ان دلائل کے ذریعہ آپ کے شوہر کي

خیانت ثابت نہیں ہوتی او روہ بے گناہ ہے نیز آپ کے شوہر بھی ثبوت و دلائل کے ذریعہ اور قسمیں کھا کر اپنی بے گناہی کا یقین دلائیں ، لیکن اس کے باوجود آپ کی بدگمانی اور شک و شبہ دور نہیں ہوتا تو یقین کیجئے کہ آپ بیمار ہیں اور آپ کا یہ وہم ، نفسیاتی اور اعصابی مرض کا نتیجہ ہے_ لہٰذا ضروری ہے کہ کسی اچھے اور تجربہ کار نفسیاتی ڈاکٹر (سائیکوجسٹ) کے پاس جا کر اپنا علاج کرائیےور اس کے کہنے پر عمل کیجئے_

پانچویں بات یہ ہے کہ آپ کی مشکل کا حل وہی ہے جس کا ذکراوپر کیا گیا ہے_ لڑائي جھگڑے چیخ پکار، اور ہنگاموں کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ آپ کی مشکل حل نہیں ہوسکتی بلکہ اوردوسری بہت سی مشکلات لاحق ہونے کا امکان ہے_ خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت سے بھی رجوع نہ کریں_ علیحدگی اور طلاق کا مطالبہ نہ کریں_ اپنے شوہر کو بدنام نہ کرتی پھریں_ کیونکہ اس طرح کی باتوں سے کوئي اچھا نتیجہ بر آمد نہیں ہوگا بلکہ ایسی صورت میں ممکن ہے دشمنی اور ضدپیدا ہوجائے اور مجبور ہوکر آپ کا شوہر طلاق دیدے اور آپ کی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے_ یہ صورت حال آپ کے لئے ذرا بھی نفع بخش نہ ہوگی اور ساری عمر آپ پچھتاتی رہیں گی_

ایسے وقت میں صبر و ضبط اور دانشمندی سے کام لینا چاہئے_ گھبرا کے کوئي خطرناک فیصلہ نہ کیجئے_ خودکشی کا اقدام نہ کیجئے_ کیونکہ اس قبیح عمل کا ارتکاب کرکے اپنی دینا بھی کھوئیں گی اور آخرت میں بھی ہمیشہ کے لئے دوزخ کے عذاب میں بتلا رہیں گی_ کیا یہ نہایت افسوس ناک بات نہیں کہ انسان ایک فضول سے خیال کے پیچھے اتنا جذباتی ہوجائے کہ اپنی قیمت زندگی کا خاتمہ کرلے_ کیا یہ بہتر نہیں کہ عقلمندی اور بردباری سے کام لے کر اپنے مسائل کو سلجھانے کی کوشش کی جائے ؟

اور چھٹی بات یہ ہے کہ اگر آپ کی بدگمانی دور نہیں ہوئي ہے اور آپ کو شک یا یقین ہے کہ آپ کے شوہر کی دوسری عورتوں پر بھی نظر ہے تو ایسی صورت میں بھی قصور خود آپ کا اپنا ہے اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ میں اتنی صلاحیت و لیاقت اور فہم وتدبر نہیں ہے کہ اپنے شوہر کے دل کو اس طرح مسخر کرلیں کہ اس میں دوسری عورتوں کے سمانے کی جگہ ہی باقی نہ رہے_ لیکن اب بھی دیر نہیں ہوئي ہے_ ہٹ دھرمی اور نادانی چھوڑیئے خوش اخلاقی ، اچھے رویہ اور محبت کا مظاہرہ کرکے اپنے شوہر کے دل میں اس طرح اپنی جگہ بنالیجئے کہ اس کو صرف آپ ہی آپ نظر آئیں اور آپ کے علاوہ کوئي دوسری عورت اس میں جگہ نہ پا سکے_

دوسروں کی برائي کرنے والوں کی باتوں پر توجہ نہ دیجئے :

عام طور پر لوگوں میں ایک بہت بری عادت ، دوسروں کی برائي اور عیب جوئي کرنے کی ہوتی ہے ـ یہ گندی عادت بذات خود بہت بری چیز ہونے کے علاوہ بیشمار خراب نتائج کی حامل ہوتی ہے ـ اس کے سبب بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پیدا ہوجاتی ہیں ـ نفاق و دشمنی پیدا ہوجاتی ہے ـ اس کے سبب آپ میں انس و محبت کے رشتے منقطع ہوجاتے ہیں ـ دوستی و صمیمت کا خاتمہ ہوجاتاہے ـ خاندانوں کے آپس کے تعلقات میں سرمہری آجاتی ـ میاں بیوی میں ترفہ اندازی اور علیحدگی کا سبب بنتی ہے قتل و غارت گری کا باعث بنتی ہے ـ

افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ یہ عظیم عیب کچھ اس طرح ہمارے معاشرہ میں سرایت کرگیا ہے کہ لوگ اس کو عیب اور برائي ہی نہیں سمجھتی ہر مجلس میں اس کے ذریعہ منہ کا مزہ بدلا جاتا ہے اور ہر محفل کے لئۓ یہ عادت زینت بخش اور مشغلہ شمار کی جاتی ہے ـ کم ہی ایسی محفلیں ہوں گے جہاں کسی کی بدگوئي نہ کی جائے ـ خاص طور پر اگر زنانہ محفل ہو اور دو عورتیں آپس میں مل بیٹھیں تو ایک دوسرے کی غیبت اور بے پر کی باتیں شروع ہوجاتی ہیں ـ یہ اس کی برائي کرتی ہے وہ اس کی مذمّت کرتی ہے ، غیبت کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے ـ گویا عیب جوئي کرنے کا مقابلہ رکھا گیا ہے ـ اور سب سے بدتر تو یہ کہ جب دوسروں کو چھوڑ کر ایک دوسرے کے شوہر پر تنقید کرنے پر اتر آتی ہیں ـ ایک دوسری کے شوہر میں کیڑے نکالنا شروع کرتی ہے ـ ایک دوسری کے شوہر کی شکل و صورت کی برائي کرتی ہے یا اس کی تعلیمی سطح پر اعتراض کرتی ہے یا اس کے اخلاق و کردار کو اپنی تنقید کا نشانہ بناتی ہے یا اس کی مالی حالت پر اظہار افسوس کرتی ہے ـ اگر تیل فروش ہے تو کہتی ہے تمہارے شوہر کے پاس سے تیل کو بواتی ہے ،

کس طرح اس کے ساتھ نباہ کرتی ہو_ اگر موچی ہے تو کہے گی بھلا موچی سے کیوں شادی کی ؟ اگر ڈرائیور ہے تو کان بھرے گی کہ تمہارا شوہر ہمیشنہ سفر میں رہتا ہے یہ تمہارے لئے اچھا نہیں ہے_ اگر قصاب ہے تو کہتی ہے اس کے پاس سے گوشت کی بو آتی ہے اگر دفتر میں کام کرتا ہے تو کہتی ہے ایسے آدمی کو زندگی اور دفتر میں ذرا بھی آزادی حاصل نہیں ہوتی_ اگر غریب اور کم آمدنی والا ہے تو کہتی ہے ایسے غریب کے ساتھ کیسے گذار کرتی ہو_ اے ہے تم ایسی خوبصورت اور میاں ایسا بدصورت اور بے ہنگنم کیسا چھوٹے سے قد کا، کالا او ردبلا پتلا لاغر ہے_ بھلا ایسے مرد سے کیوں شادی کی تھی؟ کیا ماں باپ کو بھاری تھیں کہ ایسے آدمی سے تمہیں بیاہ دیا ؟_ ارے تمہارے تو سینکڑوں رشتے آئے ہوں گے_ افسوس تمہیں ایسے جاہل کے پلے باندھ کرساری خوشیوں سے محروم کردیا نہ سینما، نہ تھیٹر نہ تفریح ، یہ بھی کوئی زندگی ہے ؟ اے ہے تمہارا میاں کیسا بدمزاج ہے جب بھی اسے دیکھتی ہوں تیوریاں چڑھی ہوئی ایسے نک چڑھے کے ساتھ کیسے گزارا کرتی ہو؟ اتنا پڑھ لکھ کر بھلا ایک دیہاتی سے کیوں شادی کرلی؟ یہ اور اس قسم کی دوسری سینکڑوں باتوں کا عورت کے درمیان تبادلہ ہوتا رہتا ہے در اصل اس قسم کی بے لگام باتوں کی عادت کچھ اس طرح پڑجاتی ہے کہ ذرا بھی نہیں سوچتیں کہ ان باتوں کے کیا نتائج ہوسکتے ہیں_ انھیں ذرا بھی فکر نہیں کہ ممکن ہے ان کا ایک جملہ کسی عورت کو اپنے شوہر سے بد ظن کردے اور انجام کا ر اس کا نتیجہ طلاق و علیحدگی بلکہ قتل و غارت گری ہو اور بسا بسایا گھر تباہ و برباد ہوجائے_ اسی قسم کی عورتیں در حقیقت انسان کی صورت میں شیطان ہوتی ہیں خاندانوں کی خوشحالی اور سکون و اطمینان کی دشمن ہوتی ہیں جس طرح شیطان کا کام دشمنی ، اختلاف اور نفاق پیدا کرنا ہے اسی طرح یہ عورتیں بھی خوش و خرم گھرانوں کو دردناک اور تاریک قید خانوں میں تبدیل کردیتی ہیں_ اب یہ غور کرنا کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے ؟ ہمارے معاشرے کی جملہ خرابیوں میں سے ایک یہ ایک انتہائی بری اور تباہ کن خرابی ہے_ حالانکہ اسلام نے اس چیز کی سختی سے ممانعت کی ہے لیکن ہم اس ذلیل عادت سے دستبردار ہونے پر تیار نہیں_

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں ، اے وہ لوگو جو زبانی طور پر تو اسلام کا دم بھرتے ہو لیکن تمہارے دلوں میں ایمان نے راہ پیدا نہیں کی ہے ، مسلمانوں کی برائی نہ کیا کرو اور دوسروں کی عیب جوی کی فکر میں نہ رہو کیونکہ جو شخص دوسروں کے عیبوں کو ظاہر کرے گا خدا بھی اس کے عیوب برملا کرے گا اور اس صورت میں وہ رسوا ہوگا خواہ اپنے گھر ہی میں کیوں نہ ہو_ (۷۳)

کٹنی قسم کی یہ عورتیں ، اس قسم کی باتیں کرکے اپنے چند مقاصد پورے کر سکتی ہیں_ یا تو دشمنی اور کینہ کے سبب اس قسم کی باتیں کرتی ہیں تاکہ کسی خاندان کو تباہ کردیں یا جذبہ رشک و حسد ان کو عیب جوئی پر مجبور کرتا ہے ، یا اس قسم کی باتوں سے ان کا مقصد فخر اور خود ستائي ہوتا ہے اور دوسروں کی برائي کرکے چاہتی ہیں کہ اپنی خوبیاں دوسروں کے سامنے بیان کریں_ یا یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ انھیں خود اپنے عیب او رنقص کا علم ہو اور ان کا احساس کمتری انھیں دوسروں پر تنقید کرنے پر ابھارتا ہے_ یا سادہ لوح عورتوں کو فریب اور دھوکہ دینا ان کا مقصد ہوسکتا ہے یا اس طریقے سے اپنی ہمدردی اور خیر خواہیہ جتانا چاہتی ہوں_ بعض عورتیں بلا مقصد صرف تفریح اور مشغلہ کے طور پر اپنی گندی عادت سے مجبور ہوکر ایسا کرتی ہیں_ بہر حال یہ بات تو مسلّم ہے کہ ان کا مقصد خیر خواہی یا ہمدردی نہیں_ یہ بری عادت جو ہمارے سماج میں مردوں اور عورتوں دونوں میں پائي جاتی ہے_ اس کے نتائج بے حد خطرناک ہوتے ہیں_ یہ خراب عادت دوستوں کے درمیان رخنہ ڈال دیتی ہے ، جنگ و جدال کا سبب بنتی ہے_ خوش و خرم زندگیوں کا شیرازہ بکھیر دیتی ہے_ اس کے باعث کس قدر قتل و خون ہوجاتے ہیں_

قارئین محترم یقینا اس قسم کے بہت سے حادثات و واقعات آپ کی نظر سے بھی گزرے ہوں گے_ لیجئے ایک داستان پر توجہ فرمائیے_

ایک عورت نے عدالت میں شکایت کی کہ فلاں شخص ، میرے اور میرے شوہر کے درمیان ناچاقی پیدا کرنے کی غرض سے اس کی بے حد برائیاں کیا کرتا تھا_ کہتا تھا یہ

شخص ہرگز تمہارے قابل نہیں ہے_ تمہارے حال پر افسوس ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ زندگی گزار رہی ہو_ وہ تم سے بالکل محبت نہیں کرتا_ اس سے طلاق لے لو تاکہ میں تم سے شادی کرلوں_ اس کے بہکانے میں آکر میں گمراہ ہوگئي اور اس کی مدد سے میں نے اپنے شوہر کو قتل کرڈالا_ (۷۴)

خاتون محترم

اب جبکہ آپ اس قسم کے افراد کے ناپاک مقاصد سے واقف ہوگئیں تو اس کا علاج اور حل بھی آپ کے پاس موجود ہے_ اگر اپنی اور اپنے شوہر و بچوں کی بھلائي چاہتی ہیں تو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہیئے اور اس قسم کی شیطان صفت انسانوں کے بہکانے میں نہ آجایئے ان کی ظاہری ہمدردی سے دھوکہ نہ کھاجایئےقین کیجئے یہ آپ کے دوست نہیں بلکہ آپ کی خوشبختی اور پر مسرت زندگی کے دشمن ہیں ان کا مقصد ، آپ کو تباہی و بردباری کے دہانے پر پہونچا دینا ہے_ سادہ لوحی اور ہر بات پر جلدی یقین کرلینے کی عادت سے پرہیز کیجئے_ اپنی ہوشیاری کے ذریعہ ان کے فاسد مقاصد کو بھانپ لیجئے اور اگر یہ آپ کے شوہر کی برائی کرنا چاہیں تو ان کو فوراً ٹوک دیجئے اور بغیر کسی تکلف صاف صاف کہدیجئے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان دوستی اور آمد و رفت کا سلسلہ اسی صورت میں برقرار رہ سکتا ہے کہ آئندہ میرے شوہر کے خلاف آپ ایک کلمہ بھی نہ کہیں_ میں اپنے شوہر کو پسند کرتی اس میں کوئي عیب نہیں ہے_ آپ کو میری اور میرے شوہر اور بچوں کی نجی زندگی سے کوئي سروکار نہیں رکھنا چاہیئے_

آپ کے اس دوٹوک لب و لہجہ سے وہ لوگ اندازہ لگالیں کہ آپ کو اپنے شوہر اور بچوں سے شدید لگاؤ ہے لہذا آپ کو گمراہ کرنے سے مایوس ہوجائیں گے اور اس طریقے سے آپ ہمیشہ کے لئے ان کے شروفساد سے محفوظ ہوجائیں گی_ اس بات کی فکر نہ کیجئے کہ یہ بات ان کی رنجیدگی کا باعث ہوگی اور آپ کی دوستی میں فرق آجائے گا_ کیونکہ اگر وہ لوگ واقعی آپ کے دوست ہیں

تو نہ صرف یہ کہ ناراض نہیں ہوں گے بلکہ آپ کی اس عاقلانہ یادآوری سے متنبہ ہوجائیں گے اور آپ کا شکریہ اداکریں گے۔ اور اگر دوست کی صورت میں آپ کے دشمن ہوں گے تو یہی بہتر ہے کہ میل جول ترک کردیں اور اگر آپ دیکھیں کہ وہ اس گندی عادت سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں تو بہتری اسی میں ہے کہ ان سے مکمل طور پر تعلقات منقطع کرلیں کیونکہ ایسے لوگوں سے دوستی اور میل جول ممکن ہے آپ کے لئے بدبختی کے اسباب فراہم کردے۔

شوہر کی رضامندی ضروری ہے، ماں کی نہیں

لڑکی جب تک ماں باپ کے گھر میں رہتی ہے اسے ان کی مرضی کے مطابق کام کرنا ہوتا ہے لیکن جب اس کی شادی ہوجاتی ہے اور وہ شوہر کے گھر چلی جاتی ہے تو اس کے فرائض بھی بدل جاتے ہیں۔

شادی کے بعد اسے چاہئے کہ شوہر کی دیکھ بھال کرے اور اس کی رضامندی اور خوشنودی کو ہر چیز پر مقدم سمجھے۔ حتی کہ جہاں پر ماں باپ اور شوہر کی خواہش میں تصادم ہورہا ہو وہاں صلاح اسی میں ہے، کہ شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرے۔ خواہ اس کے ماں باپ کی رنجیدگی اور ناراضگی کا سبب ہی کیوں نہ بنے۔ کیونکہ شوہر کی خوشنودی حاصل کرنے سے، انس و محبت کا رشتہ جو کہ شادی شدہ زندگی کی بقا کا ضامن ہوتا ہے، مستحکم تر ہوجائے گا۔ لیکن اگر ماں کی خواہش و مرضی کو اولیت دی تو ممکن ہے اس مقدس عہد و پیمان میں تزلزل پیدا ہوجائے یا ٹوٹ جائے۔ کیونکہ بہت سی مائیں صحیح تربیت اور اعلی فکر کی حامل نہیں ہوتیں۔ انھوں نے اب تک اس بات کو نہیں سمجھا ہے کہ لڑکی اور داماد کو ان کے حال پر آزاد چھوڑدینے ہی میں ان کی بہتری ہے تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے مانوس ہوں اور مفاہمت پیدا کریں۔ اپنے حالات کے مطابق اپنی زندگی کے پروگرام کو تیار کرکے اس پر عمل کریں اور اگر کوئی مشکل پیش آجائے تو مشورہ اور مفاہمت سے اسے حل کریں۔

صحیح تعلیم و تربیت سے عاری خواتین، چونکہ اس حقیقت کو جو عین مصلحت کے مطابق ہے سمجھ نہیں پاتیں اس لئے اس فکر میں رہتی ہیں کہ داماند کو اپنی مرضی کے مطابق چلائیں۔ اسی لئے براہ راست

اور بالواسطہ طور پر ان کے امور میں مداخلت کرتی ہیں اور اس مقصد کے تحت اپنی بیٹی سے، جو کہ ابھی جوان اور ناتجربہ کار ہے اور اپنی بھلائي برائي سے پوری طرح آگاہ نہیں ہے، استفادہ کرتی ہیں اس کو داماد پر اثر انداز ہونے کے لئے آلہ کار کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ برابر حکم دیتی رہتی ہیں کہ اپنے شوہر سے کس طرح برتاؤ کرو، کیا کہو، کیا نہ کہو۔ سادہ لوح لڑکی چونکہ اپنی ماں کو اپنا خیر خواہ اور مصلحت اندیش، سمجھتی ہے اس لئے اس کی اطاعت کرتی ہے اور اس کے کہنے پر عمل کرتی ہے۔ اگر داماد ان کی مرضی کے مطابق چلتا رہا تو کیا کہنے۔ لیکن اگر اس نے سرتابی کو تو لڑائي جھگڑا، رسہ کشی اور ضد کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ یہ نادان عورتیں ممکن ہے اس سلسلے میں اس قدر سختی اور ہٹ دھرمی سے کام لیں کہ اپنے بیٹی داماد کو اپنی ضد اور خود سری پر قربان کرکے ان کی زندگیاں تباہ کردیں۔ بجائے اس کے کہ لڑکی کو نصیحت کریں، ساتھ نبھانے کی ترغیب دلائیں، تسلی دیں، برابر اس کے شوہر کی برائیاں کرتی رہتی ہیں۔ مثلاً ہائے میری بچی کی قسمت پھوٹ گئي۔ کیسا خراب شوہر اس کے پلے پڑا ہے کیسے اچھے اچھے رشتے آئے تھے۔ فلان کی زندی کیسی اچھی گزرہی ہے۔ میری بھانجی کو دیکھو اس کے کیا ٹھاٹ باٹ ہیں۔ فلاں اپنی بیوی کے لئے کیسے اچھے اچھے لباس لاتا ہے۔ میری لڑکی بھلا کسی سے کم ہے جو ایسی زندگی گزار رہے ؟ ہائے میری بیٹی کے کیسے نصیب ہیں۔ اس قسم کی باتیں جو ہمدردی اور خیر خواہی کے طور پر ادا کی جاتی ہیں سادہ لوح لڑکی کو شوہر اور زندگی کی جانب سے بدظن اور سرومہر بنادیتی ہیں اور بہانہ بازیوں اور باہمی رنجش کے اسباب فراہم کردیتی ہیں۔ لڑکی کے دل میں زہر آگین خیالات سرایت کرجاتے ہیں اور وہ بہانے تلاش کرکے اپنے شوہر سے لڑتے جھگڑتی اور اسے اذیت میں بتلا کرتی ہے۔ خود بھی اس کی حمایت میں کھڑی ہوجاتی ہیں اور زبانی و عملی طور پر اس کی تائید کرتی ہیں اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے کسی بھی چیز حتی کہ طلاق دلانے اور اپنی بیٹی کا گھر اجاڑنے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ ذیل کی داستانوں پر توجہ فرمایئے۔

ایک تیس سالہ عورت نے اپنی پچاس سالہ ماں کو ، جو کہ اس کو اپنے شوہر سے جدا کردینے کا باعث بنی تھی ، تھپڑ ماردیا _ عورت نے کہا کہ میری ماں مجھ سے میرے شوہر کی بے حد برائي کیا کرتی تھی اور اسے گھر اور خاندان سے بے تعلق رہنے کا الزام دیا کرتی تھی _ آخر کار مجھے اپنے شوہر سے اختلاف پیدا ہوگیا اور میں اس سے طلاق لینے پر تیار ہوگئی لیکن فوراً ہی مجھے اپنے فعل پر پشیمانی کا احساس ہوا لیکن اس پشیمانی کا کوئي فائدہ نہ ہوا کیونکہ میرے شوہر نے علیحدہ ہونے کے چھ گھنٹے بعد ہی اپنی خالہ کی لڑکی سے منگنی کرلی اور میں نے فرط غم سے اپنی ماں کو ماردیا _ (۷۵)

ای ۳۹ سالہ مرد اپنی بیوی اور ساس کے ہاتھوں اتنا پریشان ہوا کہ اس نے خودکشی کرلی _ اس نے جو خط چھوڑ اس میں لکھا تھا چونکہ میری بیوی ، جس شہر میں ، میں کام کرتا ہوں ، آنے پر راضی نہیں ہوتی اور اپنے ناروا سلوک سے مجھے اس قدر اذیت پہونچاتی ہے کہ میں اس سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے اپنی زندگی کا خاتمہ کررہا ہوں میری موت کی ذمہ دار میری بیوی اور اس کی ماں ہے _ (۷۶)

ایک مرد نے اپنی ساس کی دخل اندازیوں سے پریشان ہوکر خودکشی کرلی _ (۷۷)

ایک مرد نے جو اپنی ساس کی بیجا مداخلتوں کے سبب بے حد تنگ آگیا تھا ، اس کو ٹیکسی سے باہر پھینک دیا _ (۷۸)

ظاہر ہے اگر لڑکیاں اس قسم کی نادان اور خودغرض ماؤوں کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گی اور ان کے غلط خیالات کا اثر قبول کریں گی تو یقینا اپنے بسے بسائے گھر کو خود اپنے ہاتھوں تباہ کردیں گی _

لہذا جو عورت خوش و خرم زندگی گزارنے اور اپنی شادہ شدہ زندگی کو برقرار رکھنے کی خواہشمند ہے اسے چاہئے کے بغیر سوچے سمجھے اپنی ماں کے افکار و خیالات کو قبول نہ کرے اور اسے سو فیصدی درست اور مصلحت کے مطابق تصور نہ کرلے _ ایک عقلمند اور ہوشیار عوت ہمیشہ احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کا لیتی ہے اپنے ماں باپ کی گفتار اور تجاویز پر خوب غور کرتی ہے

اور اس کے انجام و نتائج کے بارے میں سوچتی ہے اور اس کے وسیلے سے اپنی ماں کو پرکھتی ہے۔ اگر دیکھتی ہے کہ اس کی ماں تعاون کرنے اور ایک عاقلانہ روش اپنانے کی ترغیب دلاتی ہے تو جان لیتی ہے کہ وہ خیر خواہ، عقلمند اور مدبر خاتون ہے۔ اس صورت میں اس کے کہنے پر عمل کرنا چاہیئے اور اس کی عاقلانہ ہدایوں کو قبول کرنا چاہیئے لیکن اگر دیکھے کہ اپنی جاہلانہ باتوں اور غیر عاقلانہ تجاویز کے ذریعہ اس کو اپنے شوہر سے بدظن کردیتی ہے اور اس کی بدبختی کے اسباب فراہم کرتی ہے تو یقین کرلینا چاہیئے کہ وہ نادان، بد سلیقہ اور بداخلاق ہے۔ ایسے موقع پر دو راستوں میں سے ایک کا انتخاب کیا جا سکتا ہے یا تو اپنی ماں کی رہنمائیوں اور احکام کے مطابق شوہر سے عدم تعاون کرے۔ بہانہ بازیاں کرے شوہر کے خلاف اعلان جنگ کردے۔ یا ماں کا باتوں پردھیاں نہ دے اور اپنے شوہر کی رضامندی اور خوشی کا خیال رکھے۔ ایک سمجھدار عورت پہلی راہ کا انتخاب ہرگز نہیں کرے گی کیونکہ وہ سوچتی ہے ہ میں نے اگر ماں باپ کی باتوں پر عمل کیا تو اس کا یاک نتیجہ یہ ہوگا کہ میں راہ راست سے منحرف ہوجاؤں گی یا رساری زندگی شوہر کے ساتھ لڑائي جھگڑے اور کشمکش میں گزرنے گی اور میری، شوہر اور بچوں کی زندگی اجیرن ہوجائے گی۔ یا طلاق لے لوں اور ماں باپ کے گھر لوٹ آوں۔ ایسی صورت میں مجبور ہوجاؤنگی کہ ساری زندگی ماں باپ کے سرپڑی رہوں۔ حالانکہ میں جانتی ہوں کہ وہ مجھ کو خاندان کے ایک اصلی ممبر کی حیثیت سے قبول کرنے کو تیار نہیں ہوں گے اور مجھ کو ایک بوجھ سمجھیں گے ۔ اور مجھ سے جان چھڑانے کی کوشش کریں گے۔ پس اس کے سوا کوئي چارہ نہیں کہ ذلت و خواری کے ساتھ زندگی گزاروں۔ بھائی بہنوں کے لعن طعن سنوں اور اگر ماں باپ سے علیحدہ زندگی گزارنا چاہوں تو کہاں جاؤں۔ تنہا کس طرح زندگی گزاروں۔ اگر دوسری شادی کرلوں تو معلم نہیں پہلے شوہر سے بہتر ہوگا یا نہیں کیونکہ میری جیسی عورتوں کے لئے جن مردوں کے رشتہ آتے ہیں وہ عموماً طلاق یافتہ ہوتے ہیں یا ان کی بیویاں فوت ہوگئي ہوتی اور زیادہ تر بچوں والے ہوتے ہیں ایسی صورت میں ان کے بچوں کی دیکھ بھال کرنے پر بھی مجبور ہوجاؤں گی۔

اس کے علاوہ اور دوسری سینکڑوں مشکلات اور دردسر کا سامنا ہوگا اور معلوم نہیں کہ دوسرا شوہر کیسا ہوگا۔ شاید اس میں اس سے بھی زیادہ اور بدتر عیوب ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہوجاؤگی۔ ممکن ہے میرے عدم تعاون کے سبب میرا شوہر پریشان ہوکر کوئی خطرناک فیصلہ کرلے۔ فرار ہوجائے یا خودکشی کرلے۔ ممکن ہے اس کشمکش اور ہٹ دھرمی کی نتیجہ میں خود میری جان پر بن آئے اور سوائے خودکشی کے اور کوئی چارہ نظر نہ آئے اور اس ناجائز اقدام کے ذریعہ اپنی دنیا و آخرت دونوں تباہ کرلوں۔

ایسے حالات میں قضیہ کے ہر پہلو پر خوب غور و فکر کرنی چاہئے اور اس کے نتائج کا تجزیہ کرنا چاہئے اور اس کے انجام کو ذہن میں رکھ کر ایک تھوس فیصلہ کرنا چاہئے کہ ماں یا دوسرے رشتہ داروں کی غیر منطقی تجاویز اور فضول باتوں سے قطع نظر کرکے اپنے شوہر کی دیکھ بھال میں لگ جائے۔ اور اپنی ماں سے مناسب لہجہ میں کہدے کہ میرے مقدر میں اسی مرد سے شادی ہونا لکھا تھا۔ لہذا اب میری بہتری اسی میں ہے کہ پوری تندہی اور سنجیدگی کے ساتھ اس مشترکہ زندگی کو خوشحال اور پر مسرت بنانے کی کوشش کروں اور اپنے اچھے اخلاق و کردار کے ذریعہ اپنے شوہر کو راضی و خوش رکھوں۔

وہی مجھکو خوش نصیب بنا سکتاہے۔ وہی میرا شریک زندگی اور مونس و غمخوار ہے۔ میری نظر میں اس سے بہتر کوئی دوسرا نہیں ۔ ہم لوگ مسائل کو خود حل کرلیں گے اور اگر کوئی مشکل آپڑی تو وہ حل ہوجائے گی۔ آپ کی مداخلتوں کے سبب ممکن ہے ہماری ازدواجی زندگی تباہ و برباد ہوجائے۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ ہماری آمد و رفت اور تعلقات قائم رہیں تو ہماری نجی زندگی میں بالکل دخل اندازی نہ کیجئے اور میرے شوہر کی برائی نہ کیجئے۔ ورنہ میں آپ سے قطع تعلق کرنے پر مجبور ہوجاؤں گی اگر آپ کی ان باتوں اور نصیحتوں کا ان پر اثر ہوتا ہے اور وہ اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کرلیتی ہیں تو آپ ان سے تعلقات قائم رکھیں لیکن اگر اپنی اصلاح کرنے پر تیار نہیں تو آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ ماں کے یہاں آنا جانا بہت کم کردیں۔ اور اس طرح ایک بہت بڑے خطرے یعنی خاندان کا

شیرازہ درہم برہم ہونے کے خطرے سے نجات حاصل کرلیں اور اطمینان کے ساتھ زندگی گزاریں_ اسی صورت میں ممکن ہے رشتہ داروں کی نظر میں آپ کی عزت ووقار کم ہوجائے لیکن اس کے بدلے میں آپ کے شوہر کی محبت و خوشنودی میں کئي گنا اضافہ ہوجائے گا اور اس کی نظروں میں آپ کی عزت ووقار بڑھ جائے گا_

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جس کا زیادہ بچے ہوں_ شوہر سے محبت کرنے والی، پاک دامن اور باحیا ہو اپنے، رشتہ داروں کے مقابلے میں تسلیم نہ ہو لیکن اپنے شوہر کی مطیع و فرمانبردار ہو_ اپنے شوہر کے لئے آرائشے کرے_ خود کو غیروں سے محفوظ رکھے_ اپنے شوہر کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے_ جب دونوں تنہا ہوں تو اس کے ارادے پر عمل کرے لیکن ہر حال میں شرم و حیا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے"_

پھر فرمایا: تم میں سے بدترین عورت وہ ہے جو اپنے رشتہ داروں کی اطاعت کرے لیکن اپنے شوہر کی بات پر توجہ نہ دے_ کینہ ور اور بانجھ ہو_ برے کاموں سے پرہیز نہ کرے_ شوہر کی غیر موجودگی میں زینت و آرائشے کرے اور خلوت میں شوہر کی خواہشات کو رد کرے_ اس کے عذر کو قبول نہ کرے اور اس کے گناہوں کو معاف نہ کرے_ (۷۹)

گھر میں بھی صاف ستھری اور سجی بنی رہئے:

اکثر خواتین کی عادت ہوتی ہے کہ جب باہر جاتی ہیں یا کسی جشن میں شرکت کرتی ہیں یا کہیں دعوت میں جاتی ہیں تو آرائشے کرتی ہیں بہترین لباس پہنتی ہیں اور حتی المقدور بہترین شکل میں گھر سے باہر جاتی ہی لیکن جب گھر واپس آتی ہیں گھر میں صاف ستھری نہیں رہتیں، بناؤ سنگھار نہیں کرتیں الجھے بالوں اور گھر داری کے لباس مس گھومتی رہتی ہيَ داغ لگے میلے کچیلے کپڑے پہنے رہتی ہیں _ حالانکہ چاہئے اس کے بر عکس عورت کو چاہئے گھر میں اپنے شوہر کے لئے آرائشے

کرے _ اپنے شوہر کے لئے جو کہ اس کا دائمی شریک زندگی ، دوست ، مونس و غمخوار اور اس کے بچوں کا باپ ہے ، سجے بنے ،نازوانداز دکھائے اور اس کے دل کو اپنے بس میں کرلے تا کہ گلی کوچے کے دلبر اس کے دل میں جگہ نہ پا سکیں _ دوسروں کی کیا اہمیت ہے ان کے لئے زیب و زینت کی جائے _ کیا یہ بات قابل تاسف نہیں کہ عورت غیروں کی توجہ کا مرکز بننے کے لئے آرائشے و زیبائشے کرے اور جوانوں اور دوسری عورتوں کے لئے مشکلات پیدا کردے _

پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں : جو عورت خوشبو لگا کرباہر جائے جب تک گھر واپس نہ آجائے خدا کی رحمت سے دور رہتی ہے _ (۸۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کی اطاعت گزار ہو اس کے لئے آرائشے کرے لیکن اپنا بناؤ سنگھار غیروں پر ظاہر نہ کرے اور تم میں سے بدترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کی غیر موجودگی میں زینت کرے _ (۸۱)

خاتون عزیز ایک مرد کے دل کو قابو میں کرنا ، وہ بھی ہمیشہ کے لئے، کوئي آسان کام نہیں ہے _ یہ نہ کہیئے کہ وہ مجھے چاہتا ہے لہذا کیا ضرورت ہے کہ اس کے سامنے سجوں بنوں اور ناز و غمزے دکھاؤں جی نہیں اس کے عشق کی ہمیشہ حفاظت کیجئے _

یقین جانئے آپ کا شوہر چاہتا ہے کہ آپ اس کے سامنے ہمیشہ بنی سنوری اور صاف ستھری رہیں _ خواہ زبان سے نہ کہتا ہو _ اگر آپ اس کی دلی خواہش کو پورا نہ کریں تو ممکن ہے گھر سے باہر صاف ستھری اور سجی بنی عورتوں پر نظریں ڈالے اور آپ سے اس کا دل بھر جائے اور وہ گمراہ ہوجائے _ جب دوسری صاف ستھری سلیقہ مند عورتوں کو دیکھتا ہے تو ان کا مقابلہ آپ کی بری وضع قطع سے کرتا ہے اور سوچتا ہے کہ یہ فرشتے ہیں جو آسمان سے نازل ہوئے ہیں آپ بھی گھر میں اس کے لئے صاف ستھری رہئے _ بناؤ سنگھار کیجئے _ اچھے اچھے لباس پہنئے نازو انداز دکھایئے اکہ وہ سمجھے کہ آپ بھی کم نہیں بلکہ ان عورتوں نے زیادہ اچھی اور خوبصورت ہیں _ ایسي

صورت میں آپ اس کے پائیدار عشق کی امید کرسکتی ہیں اور ہمیشہ کے لئے اس کے دل پر حکومت کرسکتی ہیں ایک شوہر کے خط پر توجہ فرمایئے لکھتا ہے _

"گھر میں میری بیوی کی حالت میں اور خدمت گار میں کوئي فرق نہیں _ خدا کی قسم بعض وقت سوچتا ہوں ان خوبصورت اور نفیس لباسوں میں سے کوئي لباس گھر میں پہن لے جو اس نے دعوتوں اور اپنے کام پر جانے کے لئے تیار کیئے ہیں اور ان پرانے اور ڈھیلے ڈھالے بد وضع کپڑوں سے دستبردار ہوجائے _ کئي بار میں نے اس سے کہا ، ڈیرکم از کم چھٹی کی دنوں میں تو ان نفیس لباسوں کو استعمال کرلیا کرو_ ترش روئي سے کہتی ہے: میں تمہارے اور بچوں کے سامنے پابند نہیں ہوں _ لیکن اگر ایک دن بھی اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے سامنے ٹھیک سے تیار ہوکر نہ جاؤں تو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے " (۸۲)

شاید آپ کہیں کہ گھر اور باورچی خانہ کے کاموں کے ساتھ بن سنور کررہنا ممکن نہیں ہے لیکن اگر آپ اس عمل کی قدر و قیمت سے واقف ہوجائیں تو یقینا آپ اس مشکل کو حل کرسکتی ہیں _ گھر کے کاموں کو انجام دینے کے لئے ایک لباس مخصوص کرلیجئے اور کام کے وقت اسے استعمال کیجئے جب کام سے فارغ ہوجائیں اور آپ کے شوہر کے آنے کا وقت ہو اس وقت صاف ستھری ہوکر عمدہ لباس پہنئے بالوں کو سنواریئے ور آراستہ ہوکر اپنے شوہر کی آمد کا انتظار کیجئے _

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: عورت پر لازم ہے کہ اپنے جسم میں خوشبو لگائے اپنا بہترین لباس پہنے _ بہترین طریقے سے زیب و زینت کرے _ اور ایسی حالت میں صبح اور رات کو اپنے شوہر سے ملے _ (۸۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : عورت کو آرائشے و زیبائشے ترک نہیں کرنا چاہیئے خواہ ایک گلوبندی کیوں نہ ہوں ہاتھوں کو بھی سادہ نہیں رکھنا چاہیئے چاہے تھوڑی سی مہندی ہی لگالے _ حتی کہ بوڑھی عورتوں کو بھی زینت و آرائشے ترک نہیں کرنا چاہیئے _ (۸۴)

اس پر اپنی ممتا نچھاور کیجئے

مصیبت اور بیماری کے وقت انسان کو تیماردار اور غمخوار کی ضرورت ہوتی ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ کوئی اس سے ہمدردی کرے نوازش و دلجوئی کرکے اس کو تسکین دے۔ تسلی و تشفی کے ذریعہ کے اعصاب کو سکون پہونچائے۔ دراصل مرد وہی سابق بچہ ہوتا ہے جو بڑا ہوگیا ہے اور اب بھی ماں کی نوازش و محبت کا بھوکا ہوتا ہے۔ مرد جب کسی عورت سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتا ہے تو اس توقع رکھتا ہے کہ پریشانی اور بیماری کے موقعوں پر ٹھیک ایک مہربان ماں کی طرح کی تیمارداری اور دلجوئی کرے۔

خواہر عزیز اگر آپ کے شوہر بیمار پڑ گئے ہیں تو ان کے ساتھ پہلے سے زیادہ مہربانی کا برتاؤ کیجئے۔ ان سے اظہار ہمدردی کیجئے اور افسوس کا اظہار کیجئے۔ ان کی علالت پر اپنے شدید رنج و غم کو ظاہر کیجئے۔ ان کو تسلی دیجئے۔ ان کے آرام کا خیال رکھئے۔ اگر ڈاکٹر یا دوا کی ضرورت ہو تو مہیا کیجئے۔ جس غذا سے انھیں رغبت ہو اور ان کے لئے مناسب ہو فوراً تیار کیجئے۔ باربار ان کی احوال پرسی کیجئے اور تسلی دیجئے۔ ان کے پاس زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کی کوشش کیجئے۔ اگر درد و تکلیف کی شدت سے انھیں نیند نہ آرہی ہو تو آپ بھی کوشش کریں کہ ان کے ساتھ جاگتی رہیں۔ اگر آپ کو نیند آگئی تو جب آنکھ کھلے تو ہلکے سے ان کا سر سہلا کے دیکھئے اگر بیدار ہیں تو ان کا حال پوچھئے اگر رات جاگ کر گزری ہے تو صبح کو ناراضگی کا اظہار نہ کیجئے۔ دن میں ان کے کمرے میں تنہائی اور خاموشی کا اہتمام رکھئے شاید کو نیند آجائے۔ آپ کی ہمدردیاں اور نوازشیں ان کی تکلیف میں تسکین کا سبب بنیں گی اور ان کے صحت یاب ہونے میں معاون ثابت ہوں گی۔ اس کے علاوہ اس قسم کے کام وفاداری، صمیمیت اور سچی محبت کی نشانیاں سمجھی جاتی ہیں اور اس کے نتیجہ میں زندگی میں لگن و حوصلہ پیدا ہوتا ہے آپس میں محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر آپ بیمار ہوں گی تو یہی سلوک وہ آپ کے ساتھ کریں گے۔

جی ہاں آپ کا یہ عمل ایک قسم کی شوہرداری ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی نگہداشت اچھی طرح کرے۔ (۸۵)

راز کی حفاظت کیجئے۔ عام طور پر خواتین کی خواہش ہوتی ہے کہ اپنے شوہر کے اسرار و رموز سے باخبر رہیں وہ چاہتی ہیں کہ کسب معاش کی کیفیت، تنخواہ، بینک، بیلنس، دفتر رموز اور اس کے مستقبل کے فیصلوں اور ارادوں سے مطلع رہیں مختصر کہ اپنے شوہر سے توقع رکھتی ہیں کہ اپنے تمام رازوں کو ان پر برملا کردے اور ان سے کچھ پوشیدہ نہ رکھے اس کے برعکس بہت سے مرد اس بات پر تیار نہیں کہ اپنے تمام رازوں کو اپنی بیویوں پر ظاہر کردیں۔ اور کبھی کبھی یہی موضوع گرما گرمی اور بدگمانی کا سبب بن جاتا ہے بیوی شکالیت کرتی ہے کہ میرے شوہر کو مجھ پر اعتبار نہیں اپنے رازوں کو مجھ سے مخفی رکھتا ہے اپنے خطوط مجھے پڑھنے نہیں دیتا۔ اپنی آمدنی اور پس انداز کے بارے میں نہیں بتاتا۔ مجھ سے اپنے دل کا حال نہیں کہتا۔ میرے سوالوں کے جواب دینے میں تامل کرتا ہے بلکہ کبھی کبھی جھوٹ بولتا ہے۔ اتفاق سے بعض مرد بھی اپنی زندگی کے اسرار و رموز بیوی سے پوشیدہ رکھنا پسند نہیں کرتے لیکن ان کا عذر یہ ہوتا ہے کہ عورتوں کے پیٹ میں کوئی بات نہیں سکتی۔ وہ کسی بات کو پوری طرح پوشیدہ نہیں رکھ پاتیں۔ ادھر کچھ سنا اور فوراً دوسروں سے کہدیا۔ کوئی بھی بہانے بہانے سے اسرار و رموز کو ان کے منھ سے اگلوا سکتا ہے۔ اور اس طرح خواہ مخواہ ان کے لئے مصیبت کھڑی ہو سکتی ہے۔

اگر کوئی انسان کسی کے رازوں کو جاننا چاہے تو آسانی کے ساتھ اس کی بیوی کو فراب دے کر اس کے ذریعہ سے اپنا مقصد پورا کرسکتا ہے یہ بھی ممکن ہے بعض عورتیں رازوں سے واقف ہونے کے سبب اس سے سوء استفادہ کریں۔ حتی کہ اس کو شوہر پر غلبہ حاصلہ کرنے کا وسیلہ قرار دیں اور تسکین نہ ہونے کی صورت میں اس کی پریشانی کے اسباب فراہم کردیں۔

البتہ مردوں کا یہ عذر کسی حد تک مدلل ہے۔ عورتیں جلدی جذبات اور احساسات سے مغلوب ہوجاتی ہیں اور عام طور پر ان کے احساسات و جذبات ان کی عقل پر غالب آجاتے ہیں۔ جب غصہ میں ہوتی ہیں تو مروت برتنا ان کے لئے دشوار ہوجاتا ہے۔ ایسے وقت میں ممکن ہے رازوں کو جاننے کے سبب اس سے ناجائز فائدہ اٹھائیں اور مرد کے لئے مصیبت کھڑی کردیں۔

قارئين گرامي اس قسم كے واقعات سے آپ خود بھي واقف ہوں گے_ لہذا عورت اگر چاہتي ہے كہ اس كا شوہر اس سے كوئي چيز پوشيدہ نہ ركھے تو اسے اس بات كا خيال ركھنا چاہئے كہ رازوں كي اس طرح حفاظت كريں اور محتاط رہيں كہ اپنے شوہر كي اجازت كے بغير كسي سے بھي اور كسي صورت ميں بھي كوئي بات نہ كريں_ حتي اپنے قريبي عزيزوں اور گھرے دوستوں سے بھي اپنے شوہر كے رازوں كو نہ كہيں_ راز كي حفاظت كے لئے يہ كافي نہيں كہ خودتو دوسروں يہ كہہ ديں اور اس سے كہيں كہ كسي سے نہ كہنا_ يقينا جس كو راز دار بنايا گيا ہے اس كے بھي كچھ دوست ہوں گے اور ممكن ہے وہ آپ كے راز اپنے دوستوں سے كہہ دے اور كہے كہ كسي اور سے نہ كہنا_ ايك وقت انسان متوجہ ہوتا ہے كہ اس كا راز فاش ہوگئے ہيں لہذا عقلمن انسان اپنے رازوں ميں كسي كو شريك كرنا ناپسند نہيں كرتا حضرت علي عليہ السلام فرماتے ہيں: عاقل انسان كا سينہ اس كے رازوں كا صندوق ہوتا ہے_ (۸۶)

حضرت علي عليہ السلام كا يہ ارشاد ہے كہ دنيا و آخرت كي خوبياں دوچيزوں ميں مضمر ہيں راز كي حفاظت كرنے اور اچھے لوگوں سے دوستي كرنے ميں_ اور تمام برائياں دو چيزوں ميں جمع ہوتي ہيں رازوں كو فاش كرنے اور بدكار لوگوں سے دوستي كرنے ميں_

(۸۷)

شوہر كو خاندان كا سرپرست مانئے

ہر ادارے، تنظيم، كارخانے، دفتر، بلكہ ہر سماجي تنظيم كو ايك ذمہ دار سرپرست كي ضرورت ہوتي ہے_ خواہ اس ادارے كے افراد كے درميان تعاون اور ہم آہنگي پائي بھي جاتي ہو ليكن سرپرست كے بغير ادارے كا انتظام بخوبي انجام نہيں پاسكتا_ ايك گھر كے نظام كو چلانا يقينا كسي بھي ادارے سے زيادہ دشوار اور قابل قدر ہے_ اور اس كے لئے ايك سرپرست كي زيادہ ضرورت ہے_

اس ميں كوئي شك نہيں كہ ايك خاندان كے افراد كے درميان آپس ميں مكمل مفاہمت، تعاون اور ہم آہنگي پائي جانے چاہئے_ ليكن ايك مدبر اور عاقل سرپرست كا وجود بھي اس كے لئے ضروري ہے جس گھر ميں ايك مدبر اور با اثر سرپرست نہيں ہوتا يقيني طور پر اس گھر ميں

نظم وضبط کا فقدان ہوتا ہے_ گھر کی سرپرستی یا تو مرد کے سپرد ہو اور عورت اس کی اطاعت کرے یا پھر عورت سرپرست ہو اور مرد اس کی فرمانبرداری کرے لیکن چونکہ یہ کام مرد زیادہ بہتر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں کیونکہ ان کے جذبات پر ان کی عقل غالب نہیں آتی_ اسے لئے خداوند حکیم و دانا نے یہ بڑی ذمہ داری مرد کے کندھے پر ڈالی ہے_ قرآن مجید میں خداوند عالم کا ارشاد ہے :_

"مرد عورتوں کے سرپرست ہیں ، کیونکہ خدا نے بعض افراد(مرد) کو بعض افراد (عورت)پربرتری عطا کی ہے_ اور چونکہ (مردوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے ، پس نیک عورتیں اپنے شوہروں کی فرماں بردار ہوتی ہیں" (۸۸)

اس بناء پر خاندان کی فلاح و بہبودی اسی میں ہے کہ مرد کو خاندان کا سرپرست اوربزرگ کا درجہ دیا جائے اور سب اس کی رائے و مشورہ کے مطابق کام کریں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کے مقام و عزت میں کمی آجائے گی_ بلکہ گھر کے نظم و ضبط اور ترتیب و انتظام کے لئے یہ چیزلازم و ملزوم ہے_ اگر خواتین اپنے بیجا تعصب اور خام خیالات سے قطع تعلق کرکے غور کریں تو ان کا ضمیر بھی اس بات کو قبول کرے گا_

ایک خاتون کہتی ہے کہ ہمارے ایران میں ایک بڑی اچھی رسم تھی جو افسوس کہ رفتہ رفتہ ختم ہوتی جارہی ہے_ رسم یہ تھی کہ ایرانی خاندان میں مرد ہمیشہ خاندان کا بزرگ و سرپرست مانا جاتا تھا_ لیکن اب گھر کی حالت متزلزل ہوتی جارہی ہے اور خاندان گھر کے سرپرست کے انتخاب میں حیران و پریشان رہ گیا ہے_ لیکن بہتر ہے کہ آج کی عورت جس نے بہت سے سماجی مسائل میں مرد کے برابر حق حاصل کرلیا ہے ، گھر میں مرد کو سرپرست کی حیثیت سے تسلیم کرے_

جب لڑکی کی شادی ہو تو اسے اس قدیمی نصیحت کو یاددلانا چاہئے کہ "عروسی کو جوڑا پہن کر شوہر کے گھر میں داخل ہوئی ہو اب کفن پہن کرہی اس گھر سے نکلنا" (۸۹)

البتہ مرد کے روزمرہ کے مشاغل اورزندگی کی فکریں عموماً اسے اجازت نہیں دیتیں کہ گھر کے

تمام امور میں دخل دے_ در حقیقت کہا جا سکتا ہے کہ کاموں کا ایک حصہ عملی طور پر خاتون خانہ کے سپرد ہوتا ہے اور زیادہ تر کام اسی کے ارادے اور مرضی کے مطابق انجام پاتے ہیں لیکن ہر حال میں مرد کے حق حاکمیت اور سرپرستی کا احترام کرنا چاہئے_ اگر کسی بات میں وہ اپنی رائے ظاہر کرے اور دخل اندازی کرے خواہ خانہ داری کے جزوں مسائل ہی کیوں نہ ہوں تو اس کی رائے اور تجویز کو رد نہیں کرنا چاہئے کیونکہ یہ چیز اس کے حق حاکمیت سے انکار کے مترادف ہوگی اور چونکہ اس بات سے اس کی شخصیت مجروح ہوگی اس لئے اپنے آپ کو شکست خوردہ اور اپنی بیوی کو بے ادب ، حق ناشناس ، اور ضدی خیال کرے گا_ زندگی سے اس کی دلچسپی کم ہوجائے گی اور اپنی بیوی کی جانب سے اس کے دل میں لا تعلقی پیدا ہوجائے گی_ چونکہ اس کی شخصیت مجروح ہوئي ہے ممکن ہے اس کی تلافی اور انتقام کی فکر میں رہے_ حتی کہ اپنی بیوی کے معقول اور مناسب مطالبات کے مقابلے میں بھی سختی سے کام لے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے :" اچھی عورت اپنے شوہر کی بات پر توجہ دیتی ہے_ اور اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتی ہے "_ (۹۰) ایک عورت نے رسول خدا (ص) سے پوچھا کہ بیوی پر شوہر کے کیا فرائض عائد ہوتی ہیں_ فرمایا: اس کی اطاعت کرے اور اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرے"_ (۹۱)

پیغمبر اسلام (ص) کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ "بدترین عورتیں ، ضدی اور ہٹیلی عورتیں ہیں" (۹۲)

رسول خدا (ص) فرماتے ہیں :" بدترین عورتیں وہ ہیں جو بانجھ ، گندی ، ضدی اور نافرمان ہوں" (۹۳)

خواہر گرامی اپنے شوہر کو خاندان کے بزرگ اور سرپرست کی حیثیت دیجئے_ ان کی رائے و مشورہ کے مطابق کا انجام دیجئے_ ان کے احکام کی خلاف ورزی نہ کیجئے اگر کسی کام میں مداخلت کریں تو اس کے مقابلے میں سختی نہ دکھایئے خواہ امور خانہ داری ہی میں کیوں نہ دخل دے_ حالانکہ اس معاملہ میں آپ زیادہ بہتر جانتی ہیں_ عملی طور پر اپنے شوہر کے اختیارات کو سلب نہ کیجئے اگر کبھی کاموں میں دخل اندازی کرتا ہے اور اپنی بزرگی جتا کر خوش ہوتا ہے تو اسے

خوش ہولینے دیجئے۔ اپنے بچوں پر اپنے عمل کے ذریعہ واضح کیجئے کہ وہ خاندان کا سرپرست ہے۔ اور انھیں بتاتی رہئے کہ کاموں میں اپنے باپ سے اجازت لیں اور اس کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ بچپن سے ہی انھیں اس بات کی عادت ڈالوایئے اکہ فرمانبردار، مہذب و باادب بنیں اور بات سننا سیکھیں اور آپکی اور آپ کے شوہر کی عزّت کریں۔

سختیوں کو جھیلنا سیکھئے

دنیا میں ہر ایک کے حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے۔ انسان کی زندگی میں ہزاروں نشی و فراز آتے ہیں۔ کبھی انسان کسی شدید مرض میں بتلا ہوجاتا ہے۔ کبھی بے روزگار ہوکر گھر بیٹھ رہتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سارامال و متاع لٹ جاتاہے اور تہی دست ہوجاتا ہے۔ غرض کہ انواع و اقسام کے حادثات اورپریشانیاں ہر انسان کی زندگی میں وقوع پذیر ہوتی رہتی ہیں۔

میاں بیوی، جو رشتہ ازدواج میں منسلک ہوکر ایک دوسرے کاساتھ نبھانے کا عہد کرتے ہیں، اس رشتہ کاتقاضہ ہے کہ ہر حال میں ایک دوسرے کے یارومددگار اور مونس و غمخوار رہیں...

رشتہ ازدواج اس قدر استوار اور محبت کا رشتہ اس قدر مستحکم ہونا چاہئے کہ ہر حال میں اپنے عہد و پیمان پر باقی رہیں، خوشی و غم ہر حال میں ساتھ رہیں س۔ سلامتی اور بیماری، خوشحالی اور تنگ دستی ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں۔

خواہر عزیز اگر گردش روزگار سے آپ کے شوہر تہی دست ہوجائیں تو ایسا ہرگز نہ کریں کہ خود رنجیدہ ہوکر اس کے غموں میں اضافہ کریں اور اعتراض و شکایتیں کرنے لگیں اگر شدید بیماری میں بتلا ہوکر ایک مدت تک گھر بیٹھ رہا یا اسپتال میں بھرتی ہوگیا تو وفاداری اور انسانیت کا تقاضہ یہ ہے کہ پہلے ہی کی طرح بلکہ پہلے سے بھی زیادہ اس سے محبت کا اظہار کریں اور نہایت صدق دلی سے اس کی تیمارداری کریں۔ ایسے موقع پر تیمارداری اور خرچ کرنے سے دریغ نہ کریں۔ اگر آپ کے شوہر کے پاس نہیں ہے لیکن آپ کے پاس ہے تو اپنے مال میں سے اس کے علاج کے لئے خرچ کیجئے۔

اگر آپ بیمار پڑجاتی ہیں تو وہ اپنے امکان بھر اپنے مال کو آپ کے علاج و معالجہ پر صرف کرتا ہے_ اب اگر اس کے پاس نہیں ہے لیکن آپ پاس ہے تو وفاداری اور خلوص کا تقاضہ ہے کہ اپنے مال و متاع کو اس کے لئے خرچ کیجئے_ اگر اس حسّاس موقع پر آپ نے ذرا بھی کوتاہی کی تو وہ آپ کو ایک بے وفا اور خود غرض عورت سمجھے گا جو مال دنیا کو اپنے شوہر کے وجود پر ترجیح دیتی ہے ایسی صورت میں اس کے دل میں آپ کی محبت و الفت کم ہوجائے گی_ حتی کہ ممکن ہے اس قدر بیزار ہوجائے کہ آپ شریک حیات اور بیوی بنانے کے لائق نہ سمجھے اور طلاق کو ترجیح دے_

ذیل کے واقعہ پر غور کیجئے:_

ایک شخص نے عدالت میں بیوی کو طلاق دینے کی درخواست دی_ اس نے اپنے بیان میں کہا کہ میں بیمار تھا اورڈاکٹر نے آپریش کرانے کے لئے کہا تھا میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہارے پاس جو رقم جمع ہے وہ مجھے قرض کے طور پر دیدو لیکن وہ تیار نہیں ہوئي اور جھگڑکر میرے گھر سے چلی گئي_ مجبوراً مجھے ایک سرکار اسپتال میں اپنا آپریشن کرانا پڑا اوراب میں صحت یاب ہوگیا ہوں_ لیکن ایسی عورت کے ساتھ زندگی گزارنا میرے لئے محال ہے جو روپیہ کو مجھ پر فوقیت دیتی ہو_ ایسی عورت کو میں شریک زندگی کانام نہیں دے سکتا_"[۹۴]"_

ہر انسان کا ضمیر اس بات کی تصدیق کرے گا کہ یہ شخص حق بجانب تھا_ ایسی خود غرض عورت جو ایک ایسے حساس اور نازک موقع پر جبکہ اس کے شوہر کی جان خطرہ میں پڑی ہو اور اپنے شوہر کو بچانے کے لئے اپنی جمع رقم خرچ کرنے سے دریغ کرے اور ایسی حالت میں اسے چھوڑ کر اپنے میکے چلی جائے واقعی "شریک حیات" جیسے قابل احترام مرتبہ کی مستحق نہیں ہے_

پیاری بہنو آپ اس بات کا دھیان رکھیں کہ ایسے حساس موقعوں پر انسانیت اور خلوص و ہمدردی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں_ اگر آپ کے شوہر (خدانخواستہ) دائمی طور پر بیمار رہنے لگے

ہیں تو ایسا ہرگز نہ کیجئے گا کہ اس کو اور بچوں کو تنہا و بے سرپرست چھوڑ کر چلی جائیں_ کیا آپ کا ضمیر اس بات کو گوارا کرے گا کہ شوہر بیچارہ جس کے ساتھ خوشی کے دنوں میں تو آپ ساتھ تھیں ، اب مجبور و لاچار پڑا ہے تو اس کا ساتھ چھوڑ کر چلی جائیں_ کہیں ایسا نہ ہو کہ خود آپ بھی اسی لا میں گرفتار ہوجائیں فرض کیجئے آپ نے طلاق لے لی اور دوسری شادی بھی کرلی تو کیا خبر کہ وہ آپ کے حق میں اچھا ہوگا خود غرضی اور ہوش بازی چھوڑیئے ایثار و قربانی سے کام لیجئے_ جذبات و احساسات سے مملو رہیئے_ رضائے خدا اور اپنی عزت و ناموس کا پاس کیجئے_ اور اپنے شوہر اور بچوں کا ہر حال میں ساتھ دیجئے_ صبر و بردباری سے کام لیجئے_ اپنے بچوں کی اچھی طرح تربیت کیجئے اور عملی طور پر انھیں ہر حال میں خوش رہنے اور ایثار و قربانی کرنے کا سبق سکھایئے یقینا اس کے عوض آپ کو دنیا و آخرت میں بہترین اجر ملے گا کیونکہ آپ کا یہ عمل عین شوہرداری ، کے مصداق ہے کہ جسے جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے_

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے_

عورت کا جہاد یہی ہے کہ اپنے شوہر کی اچھی طرح دیکھ بھال کرے"_ (۹۵)

لڑائي جھگڑا نہ کیجئے

بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب اپنے شوہر سے ناراض ہوجاتی ہیں تو بات چیت کرنا بند کردیتی ہیں_ منھ پھلائے ہوئے ، تیوریاں چڑھی ہوئي_ ایک کونے میں بیٹھی ، کسی کام میں ہاتھ نہیں لگا رہی ہیں ، کھانا نہیں کھارہی ہیں بچوں پر غصہ اتارہی ہیں_ شورو ہنگامہ کررہی ہیں_ ان کے خیال میں لڑائي جھگڑا بہترین وسیلہ ہے جس کے ذریعہ شوہر سے انتقام لیا جا سکتا ہے_ لیکن ان طریقوں سے نہ صرف یہ کہ شوہر کی تنبیہ نہیں کی جا سکتی بلکہ اس کے برے نتائج بر آمد ہونے کا بھی امکان ہے_ ممکن ہے شوہر بھی اور زیادہ غصہ دکھائے اور ایسی صورت میں کئي دن تک آپ کا گھر لڑائي جھگڑے کا میدان بنارہے گا_ آپ چیخیں چلائیں گی وہ بھی چیخے چلائے گا_ آپ برا بھلا کہیں گی وہ بھی برا بھلا کہے گا_ آپ بات چیت نہیں کریں گی وہ بھی بات کرنا بند کردے گا_ یہاں تک تھک ہا رکر

اپنے کسی دوست یا رشتہ داری کی وساطت سے کسی بہانے سے صلح کریں گی لیکن یہ آپ کی آخری لڑائي نہیں ہوگی بلکہ زیادہ وقت نہیں گزرنے گا کہ پھتریہی سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ یعنی ساری زندگی اسی طرح لڑائي جھگڑے اور کشمکش میں گزرے گی اور اس طرح خود آپ اپنی بدبختی کے اسباب فراہم کریں گی اور اپنے معصوم بچوں کی زندگیوں کو بھی عذاب میں بتلا کریں گی۔ اکثر بچے جو اپنے گھروں سے بھاگ جاتے ہیں اور طرح طرح کی برائیوں میں گرفتار ہوجاتے ہیں ایسے ہی خاندانوں کے بچے ہوتے ہیں۔

مثال کے لئے ذیل کے سچے واقعات پر توجہ کیجئے۔

ایک لڑکے نے بتایا کہ میرے ماں باپ ہر روز لڑتے ہیں اور ان میں سے کوئي ایک اپنے کسی رشتہ دار کے یہاں ناراض ہوکر چلا جاتا ہے۔ میں ناچار گلی کوچوں میں حیران و پریشان پھرتا ہوں۔ دھیرے دھیرے دوسروں کے دھوکے میں آگیا اور میں نے چوری کرلی۔ (۹۶)

ایک دس سالہ لڑکی نے سوشل ورکروں کو بتایا کہ "مجھے" ٹھیک سے تو یاد نہیں البتہ اتنا یا ہے کہ ایک رات میرے ماں باپ میں خوب جنگ ہوئي۔ دوسرے دن میری ماں کہیں چلی گئي۔ اورچنددن میرے باپ نے مجھے میری پھوپھی کے سپرد کردیا۔ کچھ مدت میں اپنی پھوپھی کے پاس رہی پھر اس نے مجھے ایک بڑھیا کے حوالے کردیا جومجھے تہران لے آئي۔ چند سال سے میں اس کے پاس ہوں یہاں میں نے اس قدر اہمیتی یہی ہیں کہ اب میں اس کے گھر جانا نہیں چاہتی اس کے اسکول کی ٹیچر نے بتایا کہ ہمیشہ کی مانند اس سال جب اسکول کھلے اور نئے بچوں کے داخل ہوئے تو ان میں یہ لڑکی بھی تھی۔ پڑھائي شروع ہو چکی تھی اور بچے اپنی اپنی کلاسوں میں تعلیم میں مشغول تھے لیکن یہ بچی کلاس میں بچپن رہتی۔ نہ ٹھیک سے سبق جڑھ پاتی ہمیشہ بیماروں کی طرح اپنے سر کوہاتھوں میں لئے کچھ سوچا کرتی۔ چند روز قبل میں میں نے چھٹی کے بعد اسے صحن کے کونے میں بیٹھے دیکھا۔ میں نے اس سے ہّمت کہا کہ گھر جاؤ مگر راضی نہ ہوتی تھی۔ پرسوں پھر ایسا ہی ہوا۔ میں نے پیار سے بہلا کے گھر نہ جانے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ایک بڑھیا میری نگہداشت کرتی ہے اور مجھ کو بہت ستاتی ہے۔ گھر واپس جانا نہیں چاہتی میں نے پوچھا کہ تمہارے

ماں باپ کہاں ہیں ، یہ سن کر رونے لگی پھر بولی کہ وہ دونوں الگ ہوگئے ہیں اور میں اس بڑھیا کے رحم کرم پر ہوں ـ [۹۷]

ممک ہے آپ کا شوہر آپ کے غصہ کے مقابلے میں زیادہ شدید رد عمل دکھائے ـ برا بھلا کہے مار دے پیٹے اس وقت آپ مجبور ہوں گی کہ غصہ ہوکر میکے چل جائیں اور ماں باپ شکایت کریں ـ اور ان کے دخل دینے سے معاملات اور زیادہ بگڑ جائیں ـ ممکن ہے ان لڑائي جھگڑوں سے آپ کے شوہر اتنا اکتا جائیں کہ اس بیہودہ زندگی پر علیحدگی کو ترجیح دیں ـ ایسی صورت میں آپ اپنے شوہر کی زندگی بھی برباد کریں گی اور خود اپنی بھی لیکن زیادہ گھاٹے میں رہیں گی ـ یا تو ساری عمر تنہا زندگی گزارنے پڑے گی اور ماں باپ کے سر پڑی رہیں گی ـ یقینا بعد میں آپ پچھتائیں گی لیکن اب یہ پچھتا دا بے سود ہوگا ـ

ایک عورت نے بتایا کہ میں نے ایک نوجوان سے شادی کی لیکن ہماری ازدواجی زندگی پائیدار ثابت نہ ہوئي ، نہ میں ہی شوہر داری کے ڈھنگ سے واقف تھی اور نہ ہی وہ شادی شدہ زندگی کے طور طریقوں سے آشنا تھا ـ ہمارے درمیان دائمی طور پر جنگ رہتی ـ ایک ہفتہ میں روٹھی رہتی دوسرے ہفتے وہ روٹھ جاتا ـ صرف چھٹی کے دنوں میں ہمارے رشتہ دار ہمارے درمیان صلح کراتے ـ ان روز روز کے لڑائي جھگڑوں سے میری شوہر کا دل اچاٹ ہوگیا اور رفتہ رفتہ وہ دوسری شادی کے بارے میں سوچنے لگا ـ کم عمری کے سبب میں نے بھی اس بات کو کوئي اہمیت نہ دی اور اپنی اصلاح کرنے کے لئے تیار نہ ہوئي ـ ہم علیحدہ ہوگئے ـ میں ایک کمرہ کرایہ پرلے کر وہاں تنہا رہنے لگی ـ لیکن جلدی ہی خطرات سے آگاہی ہوگئي ـ جن لوگوں سے میں آشنا ہوئي ان میں سے اکثر میرے حالات سے فائدہ اٹھانے کے چکر میں تھے ـ آخر کار میں نے ارادہ کیا کہ اپنے شوہر سے صلح کرتوں ـ اس کے گھر پہونچی وہاں ایک خاتون سے ملاقات ہوئي اس نے بتایا کہ وہ اس کی بیوی ہے ـ میں ناچار روتی ہوئي اپنے کمرے پر واپس آگئي" ـ [۹۸]

ایک بائیس سالہ خاتون جس کا ایک بچہ بھی تھا طلاق لے کر اپنے باب کے گھر آگئي ـ اپنی بہن کی

شب عروسی کے موقع پر اس نے خودکشی کرلی"_ [۹۹]

لہذا یہ لڑائي جھگڑے نہ صرف یہ کہ کسی دردکی دوا نہیں بن سکتے ہیں بلکہ مزیدپریشانیوں اور مصیبتوں کا سبب بن سکتے ہیں_

پیاری بہنو لڑائي جھگڑے سے اجتناب کیجئے_ اگر شوہرکی کسی بات سے آپ لے ، حد غصہ ہوگئي ہیں تو ذرا صبر سے کام لیجئے_ اور جب آپ کے حواس ٹھکانے آجائیں_ اس کے بعد نرمی اور ملائمت سے اپنی ناراضگی کی وجہ اپنے شوہر سے بیان کیجئے لیکن اعتراض کی شکل میں نہیں بلکہ اچھے لب و لہجہ میں کہیئے مثلاً آپ نے فلاں محفل میں میری توہین کی تھی_ یا فلاں بات مجھ سے کہی تھی_ یا میری فلاں بات نہیں مانی ، کیا یہ مناسب ہے کہ آپ میری نسبت ایسی باتیں کریں؟ اس قسم کی گفتگو سے آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا اور آپ کے شوہر کی بھی تنبیہ ہوجائے گی یقینا وہ تلافی کرنے کی فکر کرے گا_ آپ کو ایک وفادار خوش اخلاق اورنیک و لائق خاتون کی حیثیت سے پہچانے گا اوریہی حساس اس کے اخلاق کردار اور طرز عمل پر اچھا اثر ڈالے گا_

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: اگر دو مسلمان آپس میں بات چیت بند کردیں اور تین دن تک صلح نہ کرلیں تو اسلام سے خارج ہوجائیں گے_ ان میں سے جو صلح کرنے میں پیش قدمی کرے گا قیامت میں وہ پہلے بہشت میں جائے گا_

[۱۰۰]

اگر غصہ میں ہو تو خاموش رہئے

گھر سے باہر مرد کو گوناگوں مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے مختلف قسم کے افراد سے سابقہ رہتا ہے_ جب انسان تھکا ماندہ گھر آتا ہے تو اکثر اسے معمولی بات بھی ناگوار ہوتی ہے اور اسے غصہ آجاتا ہے ایسی حالت میں ممکن ہے اپنے آپے سے باہر ہوجائے اور بیوی بچوں کی توہین کردے_ ہوشیار اور سمجھدار عورتیں اپنے شوہر کی مشکلات اورپریشانیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے حال زار پر رحم کھاتی ہیں_ اس کو غصہ میں دیکھ کر صبر و سکون سے کام لیتی ہیں

اور اس کی چیخ پکار پر خاموش رہتی ہیں۔ جب مرد بیوی کا ناخوشگوار رد عمل نہیں دیکھتا اس کا غصہ جلدی ٹھنڈا ہوجاتا ہے اور اپنے کئے پر پشیمان ہوتا ہے بلکہ عذر خواہی کرتا اہے اور اس کی تلافی کی فکر میں رہتا ہے۔ کچھ دیر بعد جب غصہ رفع ہوجاتا ہے تو میاں بیوی پہلی حالت پر لوٹ آتے ہیں اور اسی سابق مہر و محبت بلکہ اس سے بھی زیادہ اچھی طرح زندگی گزارنے لگتے ہیں۔ لیکن اگر بیوی اپنے شوہر کی حساس حالت اور خطرناک صورت حال کو درک نہیں کرتی اور اس کے غصہ کے مقابلے میں اپنا رد عمل رکھاتے ہے اس کا جواب دیتی ہے چیختی چلاتی ہے، برا بھلا کہتی ہے تو ایسی صورت میں مرد کے غصّہ کی آگ بھڑاک ٹھتی ہے اور وہ آپے سے باہر ہوجاتا ہے چیخنا چلانا اور گالم گلوج شروع کردیتا ہے اور رفتہ رفتہ میاں بیوی دو وحشی بھیڑیوں کی طرح ایک دوسرے کی جان کے درپے ہوجاتے ہیں۔

کبھی کبھی ایک معمولی سی بات، علیحدگی اور طلاق کا باعث بن جاتی ہے اور خاندان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ اکثر طلاقیں ایسی ہی معمولی باتوں کے نتیجہ میں وقوع میں آتی ہیں۔ حتی کہ بعض اوقات غم و غصہ کی شدت سے، جو کہ خود ایک قسم کا جنون ہے، آتش فشان پہاڑ کی مانند پھٹ پڑتا ہے اور ظلم و ستم اور بہیمانہ قتل کا جرم سرزد ہوجاتا ہے۔ اس سلسلے میں ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے۔

ایک شخص نے اپنے آپ کو، اپنی بیوی اور سوتیلی لڑکی کو گولی مار کر ہلاک کردیا۔ شادی کے بعد شروع سے ہی ان میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا ہوگئی تھی ان کے درمیان عدم ہم آہنگی کے سبب ہر روز صبح و شام کو آپس میں لڑنا جھگڑنا ان کا معمول بن گیا تھا۔ اس دن بھی شوہر جو کام سے تھکاہارا گھر آیا تھا غصہ میں تھا، کسی بات پر دونوں میں تکرار شروع ہوئی۔ مرد نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا، بیوی چاہتی تھی کہ پولیس میں جاکر خبر کردے کہ مرد نے خود اپنے اور اپنے بیوی اور سوتیل لڑکی کو گولی مار کر کام تمام کردیا۔ (۱۰۱)

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ایسے حالات میں بیوی موقع کی نزاکت اور حساسیت کو محسوس کرکے چند لمحہ صبر و سکون سے کام لے اور اپنا رد عمل ظاہر نہ کرے اور اپنے اس عمل کے ذریعہ رشتہ ازدواج کو ٹوٹنے اور قتل و غارت گری کے احتمال خطرے کی روک تھام کرلے۔ آیا چند لمحے خاموشی اختیار کرلینا زیادہ

مشکل کام ہے یا ان تمام تلخ واقعات و حادثات کا سامنا کرنا؟ یہ خیال نہ کریں کہ اس سے ہمارا مقصد مرد کا دفاع کرنا اور اس کے بے قصور ٹھرانا ہے_ جی نہیں ہمارا بالکل یہ مقصد نہیں ہے_ اس میں مرد بھی قصور وار ہے_ دوسروں کا غصہ اپنے گھر والوں پر نہیں اتارنا چاہئے_ کتاب کے دوسرے حصے میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی جائے گی_ بلکہ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اب جبکہ ایسی صورت حال پیدا ہوگئي ہے کہ مرد کو اپنے آپ پر کنٹرول نہیں رہا اور بلا وجہ یا کسی سبب سے طیش میں آگیا ہے تو اس کی بیوی کو چاہئے کہ عقل و فراست سے کام لے کر حالات کی نزاکت کا اندازہ کرے اور ازدواجی زندگی کے مقدس بندھن کو ٹوٹنے اور احتمالی خطرات سے بچنے کے لئۓ ایثار اور صبر سے کام لے کر سکوت اختیار کرے_

عام طور پر خواتین یہ خیال کرتی ہیں کہ اگر میں نے اپنے شوہر کے غصہ کے مقابلہ میں خاموشی اختیار کی تو میری حیثیت ووقار میں کمی آجائے گی اور ذلیل و خوار ہوجاؤں گی_ حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے اگر مرد غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کی توہین کرتا ہے اور برا بھلا کہتا ہے اور بیوی اس کی باتوں کا جواب نہیں دیتی تو بعد میں (اگر اس میں انسانیت ہے تو) یقینا وہ شرمندہ و پشیمان ہوگا_ اس کے سکوت کو ایک قسم کا ایثار اور ادب تصور کرے گا اور اس کی محبت ميںکئي گنا اضافہ ہوجائے گا اور جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہوجائے گا اور اپنی اصلی حالت میں آجائے گا تو سوچے گا کہ میں نے اپنی بیوی کی توہین کی حالانکہ وہ بھی اس کا جواب دے سکتی تھی لیکن اس نے بردباری سے کام لیا اور خاموش رہی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ عقلمنداور موقع شناس خاتون ہے اور مجھ سے محبت کرتی ہے ایسی صورت میں یقینا اپنے فعل پر نادم ہوگا اور اگر بیوی کو قصور وار سمجھتا ہے تو اس کو معاف کردے گا اور اگر بلاوجہ ہی غصہ ہوگیا تھاتو اس کا ضمیراس کو ملامت کرے گا_ اور بیوی سے معذرت خواہی کرے گا پس ایسی فداکار خاتون اپنے اس دانشمندانہ عمل کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ چھوٹی نہیں ہوجائے گی بلکہ اس کے شوہر اور دوسروں کی نظروں میں اس کی عزت ووقار بڑھ جائے گا_

رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: جو عورت اپنے شوہر کی بداخلاقیوں کے مقابلے

میں صبر و بردباری سے کام لیتی ہے، خداوند عالم اس کو حضرت آسیہ جیسا ثواب عطا کرے گا"۔ (۱۰۲)

آنحضرت کا یہ بھی ارشادگرامی ہے کہ "تم میں سے بہترین عورت وہ ہے کہ جب اپنے شوہر کو خشمگین دیکھے تو کہے میں تمہاری خواہشات کے سامنے سر جھکاتی ہوں جب تک تم راضی نہ ہوجاؤ گے میری آنکھوں سے نیند کوسوں دور رہے گی"۔ (۱۰۳)

ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں "عفو و درگذر، انسان کی عزت و بزرگی میں اضافہ کرتا ہے، معاف کرنے کی عادت ڈالو تا کہ خدا تم کو عزیز رکھے"۔ (۱۰۴)

مردوں کے پسندیدہ مشغلے

بعض مردوں کے گھر میں کچھ خاص مشغلے اور ہابی ہوتی ہیں۔ مثلاً طرح طرح کے ٹکٹ جمع کرنا، مختلف قسم کی تصویریں جمع کرنا، آٹوگراف لینا۔ مطبوعہ یا قلمی کتابیں جمع کرنا۔ کسی کو چڑیاں، بلبل، طوطے وغیرہ پالنے کا شوق ہوتا۔ کسی کو فنکاری اور پینٹنگ وغیرہ سے دلچسپی ہوتی ہے۔ کسی کو کتابیں اور رسالے پڑھنے کا شوق ہوتا ہے۔ غرضکہ اس قسم کی سرگرمیوں کو بہترین اور مفید تفریحات میں شمار کرنا چاہیئے۔ نہ صرف یہ کہ ان میں کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ اس کے فوائد بھی ہیں۔ اس قسم کے مشاغل کے سبب چونکہ مرد کا زیادہ وقت گھر میں گزرتا ہے اس لئے کے دل میں گھر سے انسیت پیدا ہوتیہے جسمانی تھکن اور ذہنی تفکرات برطرف ہوجاتی ہیں۔بیکاری اور فرصت غم و غصہ پیدا کرتے ہیں اور کام میں مشغولیت، ذہنی مریضوں کے علاج کا ایک طریقہ سمجھا گیا ہے جو لوگ ہمیشہ کسی کام میں مشغول رہتے ہیں وہ جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں میں بہت کم بتلا ہوتے ہیں چونکہ انھیں گھر سے دلچسپی ہوتی ہے اور کسی نہ کسی کام مشغول رہتے ہیں اس لئے سڑکوں پر آوارہ گھومنے، بری حرکتوں میں ملوث ہونے اور فتنہ و فساد کے اڈوں میں قدم رکھنے سے کسی حد تک محفوظ رہتے ہیں۔

اس بناء پر خواتین کو چاہیئے کہ اس قسم کے مشاغل کو اچھی نظر سے دیکھیں اور مرد کی بے عزتی نہ کریں اور اس کا مذاق نہ اڑائیں۔ اس کے کاموں کو احمقانہ اور بے فائدہ نہ سمجھیں بلکہ اس کی ہمت افزائی کریں اور وقت پڑنے پر اس کی مدد کریں۔

خانہ داری

"گھر"یوں تو ایک چھوٹی سی چہار دیواری کا نام ہے لیکن یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اس کے فوائد نہایت گرانقدر اور بے شمار ہیں۔ جس وقت انسان روزمرہ کے کاموں اور باہر کے شور وغل سے تھک جاتا ہے تو پناہ لینے کی غرض سے گھر آتا ہے جس وقت زندگی کے نشیب و فراز اور کشمکش حیات سے گھبرا جاتا ہے تو آرام کرنے کے لئے گھر آتا ہے، حتی کہ جب سیر و تفریح سے بھی تھک جاتا ہے تو یہیں پر آکر پناہ لیتا ہے۔ جی ہاں گھر، بہترین پناہ گاہ ہے کہ جہاں انسان بغیر کسی قید و بند کے اطمینان کے ساتھ آرام کرتا ہے۔ یہ انس و محبت، صدق و صفا اور سکون و آرام کا مرکز ہوتا ہے، نیک اور بافضیلت مردوں اور عورتوں کی پرورش گاہ ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا مرکز اور ان کی شخصیت و کردار کی تعمیر گاہ ہے۔ ایک ایسا چھوٹا سا معاشرہ ہے جس کے ذریعہ انسانوں کا بہت بڑا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

بڑے معاشرے کی ترقی و تنزلی، اچھائی و برائی سب کچھ اسی چھوٹے سے معاشرہ سے مربوط ہے یہ چھوٹا سا خاندانی معاشرہ، اگر چہ بڑے معاشرے کا ہی ایک جزو شمار ہوتا ہے تاہم کسی حد تک ذاتی آزادی اور استقلال سے بہرہ مند ہے اسی لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سماج کی اصلاح کرنی ہو تو اس کی شروعات خاندانوں کی اصلاح سے کرنی چاہیئے۔

زندگی اس اہم بنیاد اور سماج کی اس عظیم تعلیم و تربیت گاہ کے نظم و نسق کی ذمہ داری عورتوں پر ہے۔ یعنی سماج کی ترقی و تنزلی اور اچھائی و برائی کا دارو مدار عورتوں کے ارادہ و اختیار میں ہے۔ اسی بناء پر خانہ داری کو نہایت قابل فخر اور باعزت شغل یا پیشہ کہا جاتا ہے۔ "جو لوگ گھر کے ماحول بے وقعت سمجھتے ہیں اور خانہ داری کے شریفانہ کام کو اپنے لئے

عار سمجھتے ہیں در اصل ان لوگوں نے خانہ داری کے حقیقی معنوں اور اس کی اعلی قدر و قیمت اور اہمیت کا اندازہ نہیں لگایا ہے۔

ایک خانہ دار خاتوں کو فخر کرنا چاہئے کہ اس کو ایک انتہائی اہم اور حساس عہدہ سونپا گیا ہے اور وہ اپنی قوم و ملت کی ترقی و خوشحالی کے لئے ایثار و قربانی کرتی ہے۔ تعلیم یافتہ خواتین کی اس سلسلے میں اور زیادہ ذمہ داری ہے ان کو چاہئے کہ دوسروں کے لئے نمونہ ثابت ہوں اور دوسرے عملی طور پر ان سے خانہ داری اور شوہرداری کا سبق سیکھیں۔ انھیں چاہئے کہ عملی طور پر ثابت کریں کہ تعلیم یافتہ ہونے سے نہ صرف یہ کہ خانہ داری اور شوہرداری کے کاموں پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ تعلیم تو زندگی کے آداب اور طور طریقے سکھاتے ہے۔

ایک پڑھی لکھی خاتون کو چاہئے کہ امور زندگی کو بہترین طریقے سے انجام دے اور خانہ داری کے باعزت شغل کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھے اور اپنے طرز علم سے پڑھی لکھی خواتین کی لیاقت و برتری کو ثابت کرے۔ نہ کہ پڑھے لکھے ہونے کا عذر کر کے کسی کام میں ہاتھ نہ لگائے اور اس طرح پڑھی لکھی خواتین کو بدنام کرے۔ تعلیم حاصل کرنے کا مطلب، بے کار گھومنا اور ذمہ داریوں سے پہلو تہی کرنا نہیں بلکہ اپنی ذمہ داریوں کو بہتر طریقے سے انجام دینا اور ایک مدبر اور سلیقہ مند خاتون خانہ کی مثال قائم کرنا ہے۔ اس سلسلے میں ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے۔

ایک شخص جس نے ایک انٹرپاس لڑکی سے شادی کی تھی، عدالت میں کہا کہ میری بیوی گھر کے کسی کام میں ہاتھ نہیں لگاتی اور جب میں اعتراض کرتا ہوں تو کہتی ہے،" برتن دھونا، کھانا پکانا پکڑے دھونا اور بچے پالنا ایک انٹرپاس عورت کا کام نہیں ہے اگر تمہیں میرے طور طریقے پسند نہیں ہیں تو مجھ کو طلاق دے دو اور ایک نوکرانی سے شادی کرلو"۔ پرسوں رات کو میں نے اپنی انٹر پاس بیوی کے رشتہ داروں اور ملنے جلنے والوں کو کھانے کی دعوت دی۔ کھانے کے وقت میں نے دستر خوان بچھایا اور اپنی بیوی کے فریم کئے ہوئے سرٹیفکٹ کو دستر خوان پر

سجادیا اور کہا: معاف کیجئے، وہی کھانا حاضر ہے جو ہر روز حقیر کی بیگم بندہ کو کھانے کے لئے دیتی ہے میں نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ آپ بھی اس کے ذریعہ پذیرائي کروں"۔[۱۰۵]

بہر حال امور خانہ انجام دینا اور خاتون خانہ دار ہونا ایک ایسا باعزت اور شریفانہ کام ہے جس کے ذریعہ عورتوں کی ہنرمندی اور لیاقت ظاہر ہوتی ہے۔ مناسب ہوگا کہ اس سلسلے میں خود تعلیم یافتہ خواتین کے نظریات وخیالات سے روشناس ہوں۔

خانم فریدہ نوروز شمیرانی (بی اے) کہتی ہیں: خاتون خانہ کو چاہئے کہ امور خانہ داری میں ماہر ہونے کے علاوہ اپنے شوہر کی اچھی ساتھی، اپنے بچوں کی اچھی ماں ہو اور ایک اچھی میزبان ہو۔ بچوں کی ڈاکٹر مسز فصیحی کہتی ہیں: میری نظر میں حقیقی گھر کی مالکہ وہی عورت ہوتی ہے جو دفتر میں کام نہ کرتی ہو۔ کیونکہ ہمارے ملک میں دفتروں میں غذا کا مناسب انتظام نہ ہونے اور بچوں کے لئے نرسری اسکول وغیرہ کی کمی کے سبب کام کرنے والوں کو پوری طرح سہولتیں حاصل نہیں ہیں لہذا ایک کام کرنے والی ماں اپنے شوہر اور بچے کی طرف سے فکر مند رہتی ہے۔

میڈیکل کالج کی مسز صغری یکتا کہتی ہیں: خاتون خانہ کم بجٹ میں ایک گھر کو صاف و ستھرا اور آراستہ رکھ سکتی ہے، اپنے شوہر کے غم اور خوشی میں شریک ہوسکتی ہے اور اپنے شوہر کی سماجی اور ذہنی حالت سے غافل نہیں ہوتی۔

مسز ایران نعیمی کہتی ہیں: گھر کی مالکہ ایسی خاتون ہوتی ہے جو غیر ضروری تفریحات میں کمی کرے اور اس کا مقصد گھر کی حالت بہتر بنانا ہو اور آمدنی کے لحاظ سے اپنے خاندان کے اخراجات چلانا جانتی ہو"۔[۱۰۶]

صفائي

خانہ داری کے اہم فرائض میں سے ایک کام مکان اور گرہستی کے سامان کو صاف و ستھرا رکھنا ہے۔ صفائي، اہل خاندان کی صحت و سلامتی میں معاون ثابت ہوتی ہے اور بہت سی بیماریوں سے محفوظ

رکھتی ہے_ صاف ستھری گھر میں رہنے سے دل ہشاش بشاش رہتا ہے_ مرد کو گھر میں کشش محسوس ہوتی ہے_ صفائي ، خاندان کی سربلندی اور عزت کا سبب بنتی ہے_یہی سبب ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ "دین کی بنیاد صفائي پر رکھی گئي ہے"_ (۱۰۷)

ایک اور مقام پر آنحضرت (ص) فرماتے ہیں : اسلام پاک و پاکیزہ ہے_ تم بھی پاکیزہ رہنے کی کوشش کرو_ کیونکہ صرف پاک و پاکیزہ لوگ ہی بہشت میں جائیں گے"_ (۱۰۸)

گھر کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھئے_ ہرروز جھاڑودیجئے اور گردو غبار صاف کیجئے_ دن بھر میں اگر کوئي جگہ گندی ہوجائے تو اس کو فوراً صاف کردیجئے_یونہی نہ چھوڑدیجئے کہ جب جھاڑودی جائے گی تو اسے بھی صاف کردیا جائے گا_ کمروں کی چھتوں اور درو دیواروں کو صاف کیجئے_ جالے صاف کیجئے_ فرنیچر، میز کرسی اور گھر کے تمام سامان کو صاف کیجئے_ دروازوں اور کھڑکیوں کے شیشوں کو صاف کیجئے_ کوڑے کرکٹ کو بند منہ کے برتن میں دالیئےور کمروں و باورچی خانہ سے دور رکھیئےاکہ کھانے پینے کی چیزیں آلودہ ہونے سے محفوظ رہیں_ کوڑے دان کو جلدی جلدی خالی کرلیا کیجئے_ ورنہ دیر تک کوڑا پڑا رہنے سے سرانڈ پیدا ہوجائے گی اور کیڑے پڑجائیں گے_ گندگی اور کوڑے کرکٹ کو گلی مینگھروں کے سامنے نہ پھینکئے_کیونکہ یہ چیز حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف ہے اس میں جراثیم پیدا ہوکر ہوا اور مکھیوں کے ذریعہ نہ صرف دوسروں کے لئے بلکہ خود آپ کی صحت و سلامتی کے لئے ضرر رساں ثابت ہوسکتے ہیں_ کوشش کیجئے بچے صحن یا باغچہ میں پیشاب نہ کریں البتہ اگر کوئي چارہ ہی نہ ہو تو صحن کے کنارے انھیں بٹھایئےور فوراً اس جگہ کو پانی سے دھوڈالئے تاکہ بدبو نہ آئے اور جراثیم پیدا نہ ہوں بطور مجموعی کوشش کیجئے کہ آپ کے گھر کا کونہ کونہ صاف ستھرا رہے اور کہیں بھی گندگی نہ ہو اورکیڑے پیدا ہونے کا امکان نہ رہے_

جھوٹے اور چکنے برتنوں کو جہاں تک ہوسکے فوراً دھوڈالئے_ اگریونہی چھوڑدیا تو ممکن ہے جراثیم پیدا ہوکر آپ کی صحت و سلامتی کے لئے خطرہ بن جائیں برتنوں کو صاف پانی سے دھویئے

اور اگر حوض یا کسی جگہ جمع کئے ہوئے پانی سے دھوئے ہوں تو بعد میں ایک بار اس پر پاک و صاف پانی ڈال دیجئے۔ کیونکہ ممکن ہے رکے ہونے کے سبب حوض کا پانی آلودہ ہو اور آپ کی صحت کے لئے ضرر رساں ہو۔ برتنوں کو دھونے کے بعد ایک مناسب و محفوظ جگہ پر رکھدیجئے۔ بہتر ہے اس پر ایک صاف کپڑا ڈالدیں۔ میلے کپڑوں خصوصاً بچے کے پیشاب پاخانہ کے کپڑوں کو کمروں اور باورچی خانہ سے دور رکھئے اور اس طرح رکھئے کہ مکھیاں، جن کے پاس طرح طرح کے جراثیم ہوتے ہیں، اس پر نہ بیٹھیں اور ان کپڑوں کو جہاں تک ہوسکے جلدی دھولیا کیجئے۔ ہمیشہ صاف ستھرے کپڑے پہنئے اور بچوں کو بھی صاف ستھرا رکھئے۔ خاص طور پر نیچے پہننے والے کپڑے ہمیشہ صاف ہونے چاہئیں کیونکہ وہ براہ راست بدن سے مس ہوتے ہیں۔

گوشت، دالوں اور دوسری کھانے والی چیزوں کو پکانے سے پہلے خوب اچھی طرح دھولیا کیجئے۔ خاص طور پر سبزیوں کو کئی بار بہت احتیاط سے دھونا چاہئے کیونکہ اکثر اس میں کیڑے اور جراثیم ہوتے ہیں جو بہت نقصان وہ ہوتے ہیں۔ پھلوں کو کھانے سے پہلے خوب اچھی طرح مل کر دھولینا چاہئے کیونکہ درختوں پر اکثر کیڑے مارنے والی دوائیں چھڑکی جاتی ہیں اس لئے اس بات کا امکان رہتا ہے کہ اس میں زہر سرایت کرگیا ہو۔ ہوسکتا ہے اس کا فوری اثر نہ ہو لیکن بعد میں اس کا یقینا اثر ہوگا۔ کھانے سے قبل اپنے اور بچوں کے ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیا کیجئے اگر چھری کانٹے سے کھانا کھائیں تب بھی ہاتھوں کا دھولینا بہتر ہے ممکن ہے آلودہ ہو جو آپ کی تندرستی کے لئے نقصان وہ بن جائیں۔ کھانا کھانے کے بعد اپنے ہاتھوں اور دانتوں کو دھوئیے دانتوں میں خلال کرنا چاہئے۔ دانتوں اور مسوڑھوں میں کھانے کے اجزاء رہ جاتے ہیں جو سڑتے ہیں اور ان میں بدلو پیدا ہوجاتی ہے۔

بہتر تو یہ ہے کہ ہر دفعہ کھانے کے بعد دانتوں میں برش کریں۔ لیکن اگر یہ آپ کے لئے مشکل ہو تو کم سے کم رات کو سونے سے پہلے ضرور برش کرلیا کریں۔ اس طرح آپ اپنے دانتوں کی حفاظت

کرسکیں گی اور آپ تندرسی بھی قائم رہے گی_

اپنے ناخنوں کو ہفتہ میں کم از کم ایک بار ضرور کاٹا کریں_ ناخن بڑے ہونے سے جراثیم پیدا ہونے کا خدشہ رہتا ہے جو آپ کی صحت کے لئے نقصان وہ ہے_ صحت کی لئے نہانا بے حد ضروری ہے_

بہتر ہے کم از کم ایک دن چھوڑ کر ضرور نہالیا کریں_ بغلوں کے نیچے اور دوسرے غیر ضروری بالوں کو صاف کرنا صحت و سلامتی کیلئے بے حد ضروری ہے ورنہ ان غیر ضروری بالوں کے بڑھنے سے اس میں گندگی اور جراثیم پیدا ہوجانے کا امکان رہتا ہے _کھانے پینے کی چیزوں کو مکھیوں سے محفوظ رکھئے_ اسلام کی مقدس شرع میں صفائي پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے جن میں سے چند کا ذکر کیا جاتاہے_

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا خوبصورتی اور زینت کرنے کو پسند فرماتے ہے او رفقر و غربت کا مظاہرہ کرنے کو مکروہ کہا گیا ہے_ خداوند عالم پسند فرماتے ہے کہ اپنی نعمتوں کے آثار اپنے بندے میں دیکھے_ اس کا لباس پاک اور صاف ستھرا ہو_ خوشبو استعمال کرے_ اپنے گھر کو صاف ستھرااور سجاکے رکھے_ گھر اور اس کے اطراف میں جھاڑو لگاؤ_ غروب سے پہلے چراغ روشن کرے_ کیونکہ یہ عمل فقر کو گھر سے دور رکھتا ہے اورروزی میں اضافہ کرتاہے"_ (۱۰۹)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: میلا کچیلا آدمی ، ایک خراب بندہ ہوتا ہے"_ (۱۱۰)

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: مکڑی کے جالوں کو اپنے گھروں سے صاف کرو_ کیونکہ یہ چیز ناداری کا باعث ہوتی ہے_ (۱۱۱)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے: کوڑے کرکٹ کورات میں گھر میں نہ پڑا رہنے دو کیونکہ وہ شیطانی کی جگہ ہوتی ہے_ (۱۱۲)

پیغمبر اسلام (ص) کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے کہ: کوڑے کرکٹ کو گھر کے دروازے کے سامنے نہ پھینکو کیونکہ وہ شیطان کی جگہ بن جاتی ہے_[۱۱۳]

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: انسان کا لباس ہمیشہ پاک و صاف ہونا چاہیئے[۱۱۴]

ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں: میلے کچیلے رومال کو گھر میں نہ پھینکو کیونکہ شیطان کی جگہ بن جاتی[۱۱۵] ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: برتنوں کو دھونا اور گھر کو صاف کرنا، روزی میں اضافہ کرتا ہے_[۱۱۶]

آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: برتنوں کو ڈھانک کر رکھنا چاہیئے کیونکہ شیطان ان میں تھوکتا ہے اور ان سے استفادہ کرتا ہے_[۱۱۷]

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں: پھلوں کو خوب اچھی طرح دھو کر کھانا چاہیئے_ اس میں زہر ہوتا ہے_[۱۱۸]

حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک دن چھوڑ کر نہانا، انسان کو موٹا کرتا ہے[۱۱۹] حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد گرامی ہے: اگر میری امت کے لئے دشوار نہ ہوتا تو میں واجب کردیتا کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں_

حضرت امام صادق (ع) فرماتے ہیں: جمعہ کے دن ناخن کاٹنا، جذام، جنون، برص اور اندھے پن جیسے امراض سے دور رکھتا ہے_[۱۲۱]

روایت کی جاتی ہے کہ ناخنوں کے نیچے شیطان کی خوابگاہ ہوتی ہے_[۱۲۲]

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کو دھونا، عمر کو بڑھاتا ہے، لباس کو میلے ہونے سے محفوظ رکھتا ہے اور آنکھوں کو نورانی بناتا ہے_[۱۲۳]

گھر کی سجاوٹ

ایک صاف ستھرا سجا ہوا مکان جس میںگھر کی تمام چیزیں سلیقے سے مناسب اور مخصوص جگہ پر رکھي

ہوں ہر لحاظ سے ایک بے ترتیب اور گندے مکان پر فوقیت رکھتا ہے۔ اول تو یہ کہ ترتیب اور سلیقہ گھر کو رونق و خوبصورتی عطا کرتا ہے اور ایسے کو باربار دیکھنے سے نہ صرف یہ کہ آنکھوں کو برا نہیں لگتا بلکہ مسرت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس طرح گھر داری کے کاموں میں آسانی ہوتی ہے۔ گھر کی مالکہ کا وقت ضرورت کی چیزوں کو ڈھونڈھنے میں برباد نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر چیز کی جگہ مخصوص ہے جس چیز کی ضرورت ہوئی اس وہیں سے اٹھالیا اور کام ختم ہونے کے بعد اسی جگہ رکھ دیا۔ اس طرح کام آسانی سے انجام پاتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ ایک صاف ستھرااور مرتب و منظم گھر، گھر کی مالکہ کے ذوق و سلیقہ کو ظاہر کرتا ہے، مرد کو بھی صاف ستھرے گھر میں جاذبیت اور کشش محسوس ہوتی ہے اور گھر اور گھر والوں سے اس کی دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے اور گھر سے باہر اپنا زیادہ وقت نہیں گزارتا۔

چوتھے یہ کہ ایک سلیقے سے آراستہ کیا ہوگھر، گھر والوں کی عزت و سربلندی کا باعث بنتا ہے جو کوئی اسے دیکھتا ہے اس کی دلکشی اور خوبصورتی سے فرحت محسوس کرتا ہے اور گھر کی مالکہ کے ذوق و سلیقہ کی تعریف کرتا ہے۔

سجاوٹ اور آرائشے کا سامان خرید خرید کر جمع کرنے سے زندگی خوبصورت نہیں ہوجاتی بلکہ ایک خاص ترتیب و سلیقے سے خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ خود آپ نے بھی یقینا ایسے دولتمند اور خوشحال گھرانے دیکھے ہوں گے جن کے پاس انواع و اقسام کے قیمتی سازو سامان کی بھرمار ہوتی ہے لیکن نظم و سلیقہ نہ ہونے کے سبب اس میں کوئی رونق نہیں ہوتی اور اس کو دیکھ کر ملال ہوتا ہے۔ اس کے برعکس آپ نے ایسے غریب گھرانے بھی دیکھے ہوں گے کہ غربت و ناداری کے باوجود ان کی زندگیاں مسرت سے بھرپور اور خوبصورت ہیں۔ مختصر اور معمولی سامان ہونے کے باوجود ان کے گھر مرتب و منظم اور صاف ستھرے ہیں۔ ہر چیز اپنی جگہ قرینے سے رکھی ہوئی ہے۔ دراصل ایک خاص نظم و ترتیب اور سلیقہ ہی خوبصورتی ہے۔

اسی بناء پر خانہ داری کے اہم فرائض میں سے ایک اہم کام، نظم و ترتیب کا خیال رکھنا ہے۔

سلیقہ مند خواتین خود بہتر جانتی ہیں کہ گھر کے سامان کو کس ترتیب سے رکھنا چاہئے۔ البتہ بیجا نہ ہوگا کہ یاددہانی کے طور پر چند نکات بیان کردیئے ائیں۔

گھر کے سازو سامان کی اس کی نوعیت کے اعتبار سے ایک جگہ معین کردینی چاہئے۔ تمام برتنوں کو ایک جگہ نہیں رکھنا چاہئے۔ جن برتنوں کی ہر وقت ضرورت پڑتی ہے ان کو اس طرح رکھئے کہ آسانی سے نکالا جا سکے۔ مٹھائی، میوے اور ناشتہ کا سامان رکھنے والے برتنوں کو ایک جگہ رکھئے، شربت والے برتنوں کی ایک جگہ مقرر کیجئے۔ چائے کے برتنوں کی علیحدہ اور کھآنے :ے برتنوں کی ایک جگہ معین کیجئے۔ پھلوں کے لئے استعمال ہونے والے برتنوں کو ایک جگہ رکھئے۔ دہی اور فیرینی وغیرہ کے پیالوں، اور اچار مربّے کی کٹوریوں کی ایک مخصوص جگہ بنایئے غرضکہ سارے سامان کو اس ترتیب سے رکھئے کہ خود آپ کو آپ کے شوہر اور بچوں کو ان سب چیزوں کی مخصوص جگہ معلوم ہو اور اگر اندھیرے میں بھی کسی چیز کی ضرورت پڑجائے تو آسانی سے فوراً وہیں سے نکال لیں۔

شاید بعض خواتین سوچیں کہ مذکورہ باتیں امیروں اور دولتمندوں کے لئے تو بہت اچھی ہیں کہ ان کے پاس سہولت کے سارے سامان موجود ہیں۔ لیکن ہماری سادہ اور معمولی زندگی کے لئے ان سب لوازمات کی کیا ضرورت ہے۔ جی نہیں۔ یہ خیال درست نہیں جو کچھ بھی گھر ہستی کا سامان ہو اسے سلیقے اور ترتیب سے رکھنا چاہئے۔ خواہ امیر ہو یا غریب۔ معمولی اور مختصر سامان بھی قرینے سے رکھا ہو تو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً گھر کے تمام برتنوں کی ایک جگہ معین کردیجئے اور ہر قسم کے برتن کے لئے ایک گوشہ مخصوص کردیجئے۔ گرمیوں کے کپڑوں کے لئے ایک جگہ اور جاڑوں کے کپڑوں کی دوسری جگہ بنادیجئے۔ اپنے شوہر اور بچوں کے کپڑوں کی جگہ مقرر کردیجئے۔ روزمرہ استعمال کے کپڑوں کو اس طرح رکھئے کہ نکالنے میں آسانی ہو اور دوسرے کپڑوں کو محفوظ تر جگہ پر رکھ سکتی ہیں۔ میلے کپڑے رکھنے کی مخصوص جگہ بنادیجئے، روز استعمال میں آنے والے بستروں کو سامنے رکھئے اور مہمانوں کے استعمال کے لئے لحاف گدوں کمبل وغیرہ کو اندر رکھئے۔ کھانے کے

بعد جھوٹے چکنے برتنوں کو فوراً جمع کرکے دھونے کی معینہ جگہ پر رکھ دیجئے۔ گھر کی سجاوٹ کے سامان کے لئے مناسب جگہ مقرر کیجئے۔ اور ہر چیز اپنی معینہ جگہ پر رکھی رہے۔ آپ کے اور بچوں کے کپڑے کمروں میں بکھرے نہ پڑے رہیں بلکہ انھیں عادت ڈلوایئے کہ کپڑے اتار کر الماری میں رکھیں۔ کھونٹی یا اسٹینڈ پر ٹانگیں۔ بچوں کو نصیحت کیجئے کہ اپنے سامان مثلاً بستہ، قلم، کتابیں معینہ جگہ پر رکھا کریں۔ اطمینان رکھئے اگر آپ ترتیب اور سلیقے سے کام لیں تو آپ کے بچوں کی بھی یہی عادت پڑ جائے گی۔

پھوہڑ عورتیں اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کے لئے گھر کی بد نظمی کا الزام بچوں کے سر تھوپتی ہیں۔ مگر یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ بچے ماں باپ کی تقلید کرتے ہیں۔ اگر ماں باپ سلیقہ مند ہوں گے تو وہ بھی سلیقہ سیکھیں گے۔ شروع میں بچے نظم و ترتیب کے مخالف نہیں ہوتے بلکہ سلیقہ مند ہوتے ہیں۔ لیکن جب گھر کی بد سلیقگی اور بد انتظامی دیکھتے ہیں تو وہ بھی یہی سیکھتے ہیں۔

روپیہ پیسہ۔ قیمتی کاغذوں مثلاً چیک۔ بانڈ۔ سرٹیفکیٹ اور سندوں وغیرہ کو ایسی محفوظ جگہ پر رکھئے جو چھوٹے بچوں کی دسترس سے دور ہو۔ کیونکہ اگر آپ کی غفلت سے ضائع ہوجائے تو بعد میں بچوں کو مارنے پیٹنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ لہذا حادث وقوع میں آنے سے پہلے ہی اس کا علاج کرلینا چاہئے۔ معصوم بچے کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ قصور بد سلیقہ ماں کا ہوتا ہے جس نے قیمتی شيء کو حفاظت سے نہیں رکھا۔

اس سلسلہ میں ذیل کے واقعہ سے عبرت حاصل کیجئے۔

ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین ہزار روپئے دیئےور حفاظت س رکھنے کی تاکید کی اس نے روپیہ لے کر طلاق میں رکھ دیا اور کسی معمولی کام سے باہر چلی گئی۔ جب کمرے میں واپس آئی تو وہاں روپئے موجود نہیں تھے۔ گھبرا کے ادھر ادھر نظر دوڑ ائی تودیکھاکہ اس کا پانچ سالہ بچہ صحن میں کوئی چیز جلا رہا ہے اور خوش ہورہا ہے۔ ماں یہ دیکھ کر اس قدر غضبناک ہوئی

کہ اپنے پانچ سالہ بچے کو اٹھاکر زمین پر پٹخ دیا۔ اتفاق سے بچہ فوراً مرگیا وحشت زدہ ماں ، بچے کہ بیجان جسم کو دیکھ رہی تھی کہ اسی وقت اس کا شوہر آگیا اور ماجرا دریافت کیا۔ بیوی نے واقعہ بیان کیا۔ مرد نے طیش میں آکر بیوی کو خوب مارپیٹا اور موٹر سائیکل پر سوار ہوکر پولیس کو اس واقعہ کی رپورٹ دینے چلا گیا۔ لیکن پریشانی اور گبھراہٹ کے عالم میں اس کی کسی گاڑی سے ٹکر ہوگئی۔ اب اس مرد کی حالت بیحد نازک ہے"۔ (۱۲۴)

آپ کا خیال میں اس واقعہ میں اصلی قصوروار کون ہے؟ اس کا فیصہ ہم قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں۔ اس قسم کے واقعات و حادثات اکثر رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ممکن ہے خود آپ کی زندگی میں بھی واقع ہوئے ہوں۔

دواؤں ، خطرناک اورزہریلی چیزوں حتی کی مٹی کے تیل اور پٹروں کو ایسی جگہ رکھیں جو چھوٹے اورنا سمجھ بچوں کی دسترس سے باہر ہو۔ کیونکہ اس بات کا امکان ہے کہ نا سمجھی کے سبب اسے پی لیں اور ختم ہوجائیں۔ اورپھر آپ ساری عمر روتی رہیں احتیاط کرنے میں کوئي نقصان نہیں ہے لیکن غفلت اور بے احتیاطی سے سینکڑوں خطرے لاحق ہوجاتے ہیں۔ ایسے معصوم بچے جو بد سلیقہ ماں باپ کی غفلت سے تلف ہوئے اور ہورہے ہیں ان کی فہرست طویل ہے۔ ان میں سے بعض کی خبریں اخباروسائل میں شائع ہوتی رہتی ہی۔ یاددہانی کے طور پر چند سچے واقعات نقل کئۓ جاتے ہیں۔

دو چھوٹے چھوٹے بہن بھائي ، جن کی عمریں چھ سال اورچار سال تھیں ، ایک برتن میں بھرے ڈی ڈی ٹی دوا کے محلول کونسی سمجھ کے پی گئے۔ چھوٹی بچی تو فوراً مرگئي۔ دونوں بچے گھر میں تنہا تھے۔ جب انھیں پیاس لگی تو پانی کے بجائے ڈی ڈی ٹی دوا کے محلول کولسی سمجھ کرپی گئے۔ اسپتال میں بچوں کی ماں نے بتایا کہ کل رات میں نے تھوڑا سا ڈی ڈی ٹی پاؤڈرپانی میں بھگوکر رکھا تھا کہ چوہوں کے بلوں میں ڈالوں گی کہ یہ حادث رونما ہوگیا"۔ (۱۲۵)

زبانی کی جگہ مٹی کا تیل پی لیا۔ ایک پنچ سالہ بچّے نہ ماں کے پیر دردکي

کھالیں۔ انھیں اسپتال میں بھرتی کیا گیا ہے"۔ (۱۲۶)

آخر میں بھی عرض کردیں کہ نظم و ضبط بہت اچھی چیز ہے لیکن نہ اس حد تک کہ آپ کا اور آپ کے شوہر کا سکون و چین سلب ہوجائے صفائي اور طہارت اگر حد سے تجاوز کرجائے اور وہم آزادی سلب ہوجانے کی حد تک بڑھ جائے تو خود ان خاندان کے لئے مشکلات پیدا ہوجاتی ہیں۔ لڑائي جھگڑے اور علیحدگی تک کی نوبت آجاتی ہے۔ ذیل کا واقعہ سنیں:۔

ایک شخص کہتا ہے: اپنی بیوی کی عجیب و غریب پاکیزگی نے تومجھے دیوانہ بنادیا ہے۔ شام کو جب آفس سے تھکاہارا گھر آتا ہوں تو میرے لئے لازم ہے کہ حوض کے یخ بستہ پانی سے سات دفعہ ہاتھ پاؤں دھوؤں۔ جوتوں کو مخصوص جگہ پر رکھوں۔ گھر کی مخصوص چپل پہنوں۔ ہاتھ روم کی مخصوص چپل پہنوں یا ورچی خانہ، ڈرائنگ روم، غرضکہ گھر میں ہر جگہ احتیاط برتوں، لباس کو اس کی مخصوص جگہ پرٹانگوں۔ اگر سگریٹ پینے کی اجازت دے تو مخصوص کمرے میں جاکر پیئوں تاکہ پورے گھر میں اس کی بونہ پھیلے۔ مختصر یہ کہ میں نے ایک عمر نہایت اطمینان و آزادی کے ساتھ گزاری ہے۔ لیکن اس چار سالہ شادی شادہ زندگی میں میری حالت قیدیوں سے بدتر ہوگئي۔ کیا ضرورت ہے کہ انسان اس قدر حد سے زیادہ صفائي پسند ہو یہ وہم ہے اور میں وہم سے بیزار ہوں"۔ (۱۲۷)

کسی بھی کام میں افراط و تفریط اچھی نہیں ہوتی بلکہ ہر حال میں میانہ روی سے کام لینا چاہیئے۔ نہ اس قدر بد سلیقگی کارفرما ہو کہ زندگی کی حالت ابتر رہے اور نہ اتنا زیادہ نظم و ضبط کا لحاظ رکھا جائے کہ وہم کی حد تک بڑھ جائے اور آپ کا سکون وچین درہم برہم ہوجائے۔

کھانا پکانا

امورخانہ داری میں ایک اہم کھانا پکانا بھی ہے جس کے ذریعہ خواتین کے ذوق اور سلیقہ کا پتہ چلتا ہے۔ ایک سلیقہ مند اور باذوق گھر کی مالکہ خرچ میں بہترین اور لذیذغذائیں تیار کرتی ہے لیکن ایک بدسلیقہ خاتون زیادہ خرچ کرکے بھی مزیدار کھانے تیار نہیں کرپاتی ۔ خواتین لذیذ اور مزیدار

کھانوں کے ذریعہ اپنے شوہر کو گھر کی طرف راغب کر سکتی ہیں جو خواتین اس گر سے واقف ہیں ان کے شوہر خوش ذائقہ کھانوں کے شوق میں ہوٹلوں میں نہیں گنواتے_ حضرت رسول خدا (ع) فرماتے ہیں : تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے بدن میں خوشبو لگائے_ کھانا پکانے کے فن میں ماہر ہوا ور زیادہ خرچ نہ کرے ایسی عورت کا شمار خدا کے عمال میں ہو گا اور خدا کے عامل کو بھی شکست اور پشیمانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا_ (۱۲۸)

اس موقعہ پر کھانا پکانے فن پز بحث کرنا اور کھانے تیار کرنے کی ترکیب بیان کرنا مضف کے موضوع سخن سے خارج ہے_

البتہ اس سلسلے میں صحت بخش غذاؤں اور کھانا پکانے کے ماہرین کی لکھی ہولی رکتابیں آسانی سے دستیاب ہیں ان کتابوں کے مطالعہ اور اپنے ذاتی تجربہ و سلیقہ سے کام لے کر خوش ذائقہ اور، قوت بخش کھانے تیار کئے جا سکتے ہیں_ البتہ یہاں پر چند باتوں کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے :

۱_ کھانا صرف لذت حاصل کرنے اور پیٹ بھرنے کی خاطر نہیں کھایا جاتا بلکہ کھانا کھانے کا مقصد صحت و سلامتی کا تحفظ اور بدن کے خلیوں کو زندہ رکھنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ان کو بہم پہونچانا ہے_ لازمی اجزاء مختلف قسم کی غذاؤں، پھلوں، سبزیوں، دالوں اور گوشت و غیرہ میں پائے جاتے ہیں_ مجموعی طور پر انھیں چھ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے_

۱_ پاني

۲_ معدنی مواد مثلا کیسلیشم_ فاسفورس، لوہا، تانبا

۳_ نشاستہ (S T A R C H) والی چیزیں

۴_ چربي

۵_ پروٹین

٦_ مختلف وٹامن مثلاوٹامن بی، وٹامن سی، وٹامن ڈی وغیرہ

انسان کے بدن کازیادہ تروزن پانی کے ذریعہ تشکیل پاتا ہے_پانی منجمد غذاؤں کو حل کرتا ہے تاکہ آنتوں کے ذریعہ جذب ہو جائیں_ بدن کے درجہ حرارت کو کنٹروں کرتا ہے_ معدنی مواد دانتوں اور ہڈیوں کی نشو و نما اور عضلات کے کام کی تنظیم کے لئے بھی لازمی ہے_

نشاستہ اور شکروالی چیزیں انرجی پیدا کرتی ہیں چربی انرجی اور حرارت پیدا کرتی ہے پروٹین بدن کی نشو و نما اورپرانے کی تجدید کیلئے ضروری ہے ، وٹامن بدن کی نشو و نماہڈیوں کی اور اعصاب کی تقویت اور بدن کی مشینری کو چلانے اور آنتوں میں غذاؤں کے جذب ہونے میں مدد دیتے ہیں_ مذکورہ مواد انسان کی صحت و سلامتی کے تحفظ اور زندہ رہنے کے لئے بیحد ضروری ہیں_ ان میں سے ہر ایک کا اہم رول ہے اور وہ بدن کی کسی نہ کسی ضرورت کوپورا کرتے ہیں_ ان میں سے کسی کا بھی فقدان یا کمی یا زیادتی انسان کی زندگی و سلامتی کے لئے مضر ہے_ اور علاج اور خطرناک امراض پیدا کرنے کا سبب بن سکتا ہے_ سلامتی و بیماری ، عمر کی درازی اور کوتاہی ، اعصاب کی سلامتی و نفسیاتی بیماریاں ،خوشی و افسردگی ، خوبصورتی و بدصورتی ، غرضکہ وہ تمام حادثات و اثرات جن سے انسان کا بدن دوچار ہوتا ہے ، انسب کا غذا کی کیفیت سے گہرا تعلق ہے_

ہم جو کچھ کھاتے ہیں اسی سے ہماری نشو ونما ہوتی ہے اگر انسان جان لے کہ کیا چیز اور کتنی مقدار میں کھانا چاہئے تو کم بیمار پڑے گا_ بد قسمتی تو یہی ہے کہ بدن کی غذائي ضروریات اور کھانے پینے کی چیزوں کی خاصیت پر توجہ دیئے غیر، انسان اپنے پیٹ کو مزیدار غذاؤں سے بھر لیتا ہے اور اپنی صحت و سلامتی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے_ اور جب ہوش آتا ہے اس وقت پانی سر سے اونچا ہوچکا ہوتا ہے اور بدن کی نازک مشینری فرسودہ اور تباہ ہوچکی ہوتی ہے_ اس وقت اس طبیت اوراس طبیب یہ دوا اور وہ دوا کی تلاش شروع ہوتی ہے لیکن افسوس کہ رنگ و روغن سے فرسودہ مشینری کی تعمیر و مرمت نہیں ہوسکتی_یہی سبب ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا فرمان ہے :"پیٹ تمام بیماریوں کا مرکز ہے"_ (١٢٩)

عموماً غذا کا انتخاب کرنا عورتوں کی ذمہ داری ہوتی ہے_ لہذا کہ جا سکتا ہے کہ خاندان کي

صحت و سلامتی ان کے ہاتھ میں ہوتی ہے _ اس بناء پر ایک خاتون خانہ کے کندھوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اوراگراس سلسلے میں ذرا اسی بھی کوتاہی کی تو آپ کی ، شوہر اور بچوں کی تندرستی سخت خطرے سے دوچار ہو سکتی ہے _ اس کے علاوہ کھانا پکانے کے فن میں مہارت رکھنے والے کو ایک مکمل غذا شناس بلکہ ایک ماہر طبیب بھی ہونا چاہئے _ اس کا مقصد صرف گھر والوں کا پیٹ بھرنا ہی نہ ہو بلکہ اسے چاہئے کہ پہلے مرحلے میں ، صحت و سلامتی کی حفاظت اور بدن کی غذائي ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جن موادکی ضرورت ہوتی ہے اس کا دھیان رکھے _ اور اس بات سے واقف ہو کہ کھانے پینے کی چیزوں میں کون کون سے اجزاء شامل کرنا لازم ہے _ اور کتنی مقدار میں ہونا چاہئے _ اس کے بعد بدن کی گوناگوں ضروریات کے مطابق ، کھانے پینے کی چیزوں کا انتخاب کرے _ اور اسے خوراک کے پروگرام کا جزو قرار دے _ اسی کے ساتھ کوشش کرے کہ ضروری اور مفید غذاؤں کو اس طرح تیار کرے کہ وہ خوش ذائقہ اور مزیدار بھی ہوں _

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں : اپنے شوہر کی نسبت عورت کا فرض ہے کہ گھر کے چراغ کو روشن کرے اور اچھی و عمدہ غذائیں تیار کرے _ (۱۳۰)

ایک عورت نے رسول خدا (ص) کی خدمت میں عرض کیا : شوہر کے گھر میں عورت کے خدمت کرنے کی کیا فضیلت ہے ؟ فرمایا: گھر کو چلانے کے لئے جو بھی کام انجام دے ، خدا اس پر لطف کی نظر فرمائے گا _ اور جو شخص خدا کا منظور نظر ، ہوگا وہ عذاب الہی سے محفوظ رہے گا " _ (۱۳۱)

۲_ انسان کی غذائي ضروریات ہمیشہ یکساں نہیں ہوتیں بلکہ مختلف سن و سال اور حالات کے مطابق اس میں فرق پیدا ہوتا رہتا ہے _ مثلاً چھوٹے بچے اور نوجوان چونکہ نشو و نما کی حالت میں ہوتے ہیں ان کو معدنی مواد خصوصاً کیلشیم کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے ان کی غذا میں ان چیزوں کو شامل کرنا چاہئے جن میں معدنی مواد پایا جاتا ہو _ اسی طرح بچے اور نوجوان چونکہ زیادہ فعال ہوتے ہیں بھاگ دوڑ اور کھیل میں ان کی انرجی زیادہ صرف ہوتی ہے اس لئے ان کو انرجی والے مواد مثلاً

چربی، شکر اور نشاستہ والی غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے اوران کی غذا میں ان چیزوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ہر انسان کی غذائی ضرورت کا تعلق اس کے شغل اور کاموں کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے مثلاً ایک مزدور پیشہ انسان کو چربی، شکر اور نشاستہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس کے کام میں محنت و مشقت زیادہ ہے لیکن جن کے شغل آسان اور زیادہ محنت طلب نہیں ان کو ایک مزدور کی طرح مذکورہ مواد کی ضرورت نہیں ہے۔ گرمی کے موسم اور جاڑے کے موسم کے غذائی پروگرام بھی یکساں نہیں ہوتے۔ ایک بیمار کا غذائی پروگرام بھی سالم افراد کے غذائی پروگرام سے مختلف ہوتا ہے۔ عموماً ایک بیمار کی لئے ہلکی اور مقوی غذائیں تیار کرنی چاہئیں۔ اس کے کھانے کے متعلق ڈاکٹر سے مشورہ لینا چاہئے۔ بہرحال ایک خانہ دار خاتون کو ان تمام باتوں کا دھیان رکھنا چاہئے اور ہر فرد کی احتیاج کے مطابق اس کے لئے غذا تیار کرنی چاہئے۔

۳۔ ایک قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ جب انسان کا سن چالیس سے تجاوز کرجاتا ہے تو عموماً موٹا پے کی بیماری میں بتلا ہوجاتا ہے۔ بعض لوگ موٹا پے کو صحت کی علامت سمجھیں لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ موٹا پے کو ایک خطرناک بیماری کہا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں گوناگوں امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ موٹے لوگ مختلف امراض مثلاً دل کے مرض، بلڈ پریشر، رگوں کا سخت ہوجانا، نیز گردے اور جگر کی بیماریوں، دیابیطس اور گال بلیڈر جیسی بیماریوں میں بتلا ہوجاتے ہیں۔ ڈاکٹر کے تجربے اور بیمہ کمپنیوں کے اعداد و شمار سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ دبلے آدمیوں کی عمر موٹے آدمیوں سے زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ چالیس سال کے بعد انسان کے بدن کی چستی میں کمی آجاتی ہے۔ جس کے سبب اس کی فعالیت بھی گھٹ جاتی ہے۔ اس لئے اسے چربی، نشاستہ اور شکر والے اجزا کی کم ضرورت ہوتی ہے۔ اس سن میں بدن میں طاقت کو پیدا کرنے والی مشینری، جو کہ کالریوں کو انرجی میں تبدیل کرتی ہے، اپنا کام کدرتی ہے جس کی وجہ سے کالریاں تبدیل نہیں ہوتیں اور کمر اور شریانوں کے اطراف اور بدن کے اعضاء میں جمع ہوکر موٹاپا

پیدا کردیتی ہیں۔ موٹا پے کا بہترین علاج کم خوری ہے خصوصاً چربی اور شکر و نشاستہ والی غذاؤں میں کم کردنی چاہیئے۔

جن خواتین کو اپنے شوہر سے محبت ہے انھیں چاہیئے کہ جو نہی اپنے شوہر میں موٹا پے کے آثار و علائم دیکھیں فوراً اس کے غذائي پروگرام پر توجہ کریں۔ دھیان رکھیں کہ پر خوری نہ کرے۔ چکنائي، مٹھائي، ملائي و غیرہ کے استعمال پر پابندی لگادیں۔ شکر اور نشاستہ والی غذائیں مثلاً روٹي، چاول، موٹا پا پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ایسا کام کریں کہ مردان کا استعمال کم کریں اوراس کی جگہ پر پروٹین والی غذائیں مثلاً انڈا، کلیجی، گائے و بکری اور چڑیوں کا گوشت، مچھلی اور پنیر کا زیادہ استعمال کرائیں۔ کیونکہ ان غذاؤں سے بھوک بھی مٹ جائے گی اور ان میں کالری بھی کم پائي جاتی ہے۔ اس عمر میں دودھ سے بنی چیروں کا استعمال بھی مناسب ہے۔ اگر ڈاکٹر نے پرہیز نہ بتایا تو پھل اور سبزیاں بھی مناسب ہیں۔ اس سلسلے میں داکٹر سے بھی مشورہ لے لیجئے جو خواتین اپنے شوہر سے محبت کرتی ہیں ان کو ان تمام نکات کو پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ در حقیقت شوہر کی زندگی اور سلامتی ان کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو کچھ بھی پکا کے سامنے رکھ دیں گی وہ اسے کھانے پر مجبور ہے۔ البتہ اگر شوہر سے دل بھر گیا ہے اور بیوہ ہونا چاہتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ اس کو اس طرح سے قتل کردیں کہ کسی کو بھی ان کے جرم کا پتہ نہ چلے اور پولیس کے ہاتھوں سے بچ جائیں نوان کے لئے یہ بہت آسان نسخہ ہے کہ گھی سے تر تراتی ہوئي مزیدار غذائیں اور مٹھائیان تیار کرکے شوہر کو کھلائیں اور اصرار کرکے اس کو خوب ڈٹ کرکھانے پر آمادہ کریں۔ اس کے کھانے میں روٹی اور چاول کا استعمال کرانے کے لئے اس کے سامنے لذیذ اورمرغن کھانوں سے بھر ادستر خوان بچھائیں تاکہ وہ ان غذاؤں سے اپنا پیٹ خوب بھر لیا کرے اگر اس پروگرام پر عمل کیا توہ بیوہو ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ جلد ہی اس سے چھٹکار امل جائے گا۔ مزید برآن بیوی کی خدمات اور خاطر تواضع کے سبب اس سے خوش بھی رہے گا۔

ممکن ہے قارئین گرامی کہیں کہ مذکورہ پروگرام دولتمند طبقے کے لئے تو اچھا ہے جو انواع و اقسام کی لذید اور مہنگی غذائیں تیار کرنے پر قادر ہیں لیکن تیسری درجے کے طبقے کے لئے ، کہ جو قوم کی اکثریت پر مشتمل ہے اور شب و روز کی محنت و مشقت کے بعد دو لقموں سے اپنا پیٹ بھرنے پر مجبور ہے ، قابل عمل نہیں_ اس طبقے کے لوگ بدن کی ضروریات کو پورا کرنے والے غذائي پروگرام پر کس طرح عمل کر سکتے ہیں ؟

لیکن قارئین محترم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھیں کہ خوش قسمتی سے بدن کے لئے لازمی مواد ، انھیں سادہ اور فطری غذاؤں میں کافی مقدار میں پایا جاتاہے_ اگر خاتون خانہ ، مقوی اور صحت بخش غذاؤں سے آشنا ہو اور کھانا پکانے کے فن میں بھی مہارت رکھتی ہو تو معمولی پھلوں ، ترکاریوں والوں مثلاً چنے ، ماش اور مسور کی دالوں ، گیہوں ، جو ، آلو پیاز ، ٹماٹر گاجر اور مختلف سبزیوں سے اس طرح کھانا تیار کر سکتی ہیں کہ مزیدار بھی ہو اور صحت و سلامتی کے لئے بھی فائدہ مند ہو_ البتہ سلیقہ اور ہوشیاری شرط ہے_

مهمانداري

ایک چیز جس کا ہر خاندا کو کم یا زیادہ سامنا کرنا پرتا ہے وہ مہمانداری ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مہمانداری زندگی کے لوازمات میں سے ہے_ مہمان نوازی ایک اچھی رسم ہے اس کے ذریعہ دلوں میں باہمی تعلق و ارتباط پیدا ہوتا ہے_ محبت و الفت میں اضافہ ہوتا ہے_ نفرت و کدورت دور ہوتی ہے دوستوں اور عزیزوں کے یہاں آمد و رفت اور کچھ دیر مل بیٹھنا ایک مفید اورسالم تفریح شمار کی جاتی ہے_

پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: مہمان کا رزق آسمان سے نازل ہوتا ہے اس کو کھلانے سے میزبان کی گناہ بخش دیئے اتے ہیں"_ (۱۳۲)

امام علی رضا (ع) فرماتے ہیں سخی لوگ دوسروں کے کھانے میں سے کھاتے ہیں تا کہ ان کے کھانے میں سے وہ کھائیں لیکن کنجوس دوسروں کے کھانے میں سے نہیں کھاتے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے کھانے میں سے وہ کھالیں_ (۱۳۳)

حضرت رسول خدا (ص) کا رارشاد گرامی ہے: دوستوں کے ساتھ بیٹھنے سے، محبت پیدا ہوتی ہے۔ [۱۳۴]

امام محمد تقی (ع) فرماتے ہیں: دوستوں کے پاس بیٹھنا، دل کو تروتازہ اور عقل کو بار آور کرتا ہے، خواہ تھوڑی دیر ہی بیٹھا جائے۔ [۱۳۵]

زندگی کی اس متلاطم سمندر میں انسان کے دل و دماغ کوآرام و سکون کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس سے بہتر سکون وآرام کس طرح مہیا ہوسکتا ہے کہ کچھ وفادار دوستوں اور رشتہ داروں کی محفل میں بیٹھیں۔ کچھ اپنا حال دل کہیں کچھ ان کی سنیں۔ پر لطف گفتگو سے محبت و الفت کی محفل کو سجائیں۔ اور وقتی طورپر زندگی کی مشکلات اورپریشانیوں کو بھلادیں۔ تفریح بھی کرلیں اور کھولی ہوئي طاقت بھی بحال کرلیں، دل بہلائیں اور دوستی کے رشتوں کو بھی مستحکم کرلیں۔

جی ہاں۔ مہمانداری بہت عمدرہ رسم ہے اور شاید ہی کوئي اس کی خوبی سے انکار کرے۔ البتہ اس سلسلے میں دوجڑی مشکلات سامنے آتی ہیں کہ جس کے سبب اکثر لوگ جہاں تک ہوسکتا ہے اس سے بچنے کو کوشش کرتے ہیں اور انتہائي ضروری حالات میں ہی اس کو قبول کرتے ہیں۔

پہلی مشکل: زندگی کی چمک دمک اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی بیجا ہوس نے زندگی کو دشوار بنادیا ہے۔

گھر کے ضروری ساز وسامان جو ضرورتوں کوپورا کرنے کے لئے اور آرام کی خاطر ہوتے تھے، اپنی حقیقی صورت سے خارج ہوکر خودنمائي اوراشیاء ے تجمل کی شکل اختیار کرگئے ہیں۔ اسی چیز نے مہمانداری اور دوستوں کی آمد و رفت میں کمی پیدا کردی ہے۔ شاید کم ہی لوگ ہوں گے جو دوستوں اور رشتہ داروں کے آنے جانے کو پسند نہ کرتے ہوں۔ لیکن چونکہ حسب دلخواہ شان و شوکت کے اسباب فراہم کرنے اور معیار زندگی اونچا کرنے پر قادر نہیں ہیں اور اپنے معیار زندگی کو سطحی سمجھتے ہیں اس لئے دوستوں سے میل جول رکھنے سے بھاگتے ہیں۔ ایک غلط خیال انسان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس کی دنیا و آخرت کو تباہ کردیتا ہے۔

خاتون عزیز کیا دوست احباب آپ کے گھر کی شان و شوکت اور سجاوٹ کو دیکھنے کے لئے آپ کے

گھر آتے ہیں۔ اگر یہی مقصد ہے تو بہتر ہے کہ دو کانوں ، شوروم اور میوزیم جائیں۔ کیا آپ نے اشیائے تجمل کی نمائشے لگا رکھی ہے اور اپنے خودنمائي کے لئۓ ان کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتی ہیں؟ ایک دوسرے کے یہاں آمدو روفت ، آپسی تعلقات اور محبت کی خاطر اور تفریح کی غرض سے کی جاتی ہے نہ کہ فخر و مباہات اور خودنمائي کے لئۓ۔ مہمان اپنا شکم پر کرنے اور خوبصورت مناظرہ کا نظارہ کرنے کے لئۓ آپ کے گھر نہیں آتے ہیں بلکہ دعوت کو ایک قسم کی عزت افزائي سمجھتے ہیں۔ وہ خود بھی اس قسم کی رقابتوں اور تجمل پرستی سے تنگ آگئۓ ہیں اور سادگی کو پسند کرتے ہیں لیکن ان میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اس غلط رسم کا خاتمہ کر سکیں اور خود کو اس اختیاری قید و بند سے آزاد کر لیں۔ اگر آپ ان کی سادگی کے ساتھ خاطر تواضع کریں تو نہ صرف یہ کہ ان کو برا نہیں لگے گا بلکہ خوش ہوں گے اور بعد میں اس سادہ روش کی پیروی کر کے بغیر کسی تکلف اور پریشانی کے آپ کی بھی پذیرائي کریں گے۔ ایسی صورت میں آپ نہایت سادگی کے ساتھ دوستوں کے یہاں آمد و رفت کا سلسلہ جاری رکھ سکتی ہیں اور انس و محبت کی نعمت سے بہرہ مند ہو سکتی ہیں۔ لہذا اس مشکل کو آسانی کے ساتھ حل کیا جا سکتا ہے البتہ کسی قدر ہمت و جرات کی ضرورت ہے

دوسری مشکل

مہمانداری کوئي آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ خواتین کے مشکل کاموں میں سے ہے۔ کبھی ایسا ہوا ہے کہ بیوی چند گھنٹوں کے اندر اندر کچھ مہمانوں کی خاطر تواضع کا انتظام کرنے پر مجبور ہے اسی سبب سے کھانے مرضی کے مطابق تیار نہیں ہو سکے ایسی حالت میں ایک طرف میاں ناراض ہوتا ہے کہ میں نے پیسہ خرچ کیا اور اس کے باوجود میری عزت مٹی میں مل گئي۔ دوسروں طرف بیوی ناراض ہے کہ میں نے اتنی زحمت اٹھائي اس کے باوجود مہمانوں کے سامنے میری بے عزتی ہو گئي وہ لوگ مجھے بد سلیقہ اور پھوہڑ سمجھیں گے۔ ان سب سے بدتر یہ کہ شوہر کی جھک جھک کے جواب میں کیا کہوں ان ہی ، اسباب کی بناء پر کم ہی ایسی محفلیں ہوتی ہیں جو بغیر کسی ہنگامے اور الجھن و پریشانی کے اختتام پذیر ہوں۔ اور یہ امر باعث بنتا ہے کہ بہت سے لوگ مہمانداری سے گریز کرتے ہیں اور اس کے تصور سے ہی لرزتے ہیں۔

ہم مانتے ہیں کہ مہماندری آسان کام نہیں ہے لیکن اصل مشکل اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ میزبان خاتون ، مہمانداری کے طور طریقوں سے اچھی طرح واقف نہیں اور چاہتی ہے کہ صرف دوتین گھنٹے کے اندر بہت سے مشکل اور دشوار کاموں کوانجام دے لے ـ اگر مدبر اور تجربہ کار ہے تو بہت خوبی اور آسانی کے ساتھ بہترین طریقے سے دعوت کا انتظام کر سکتی ہے ـ اب ہم آپ کے سامنے مہمانداری کے دو نمونے پیش کررہے ہیں ، ان میں سے جو آپ کہ بہتر معلوم ہو اسے منتخب کر سکتی ہیں :ـ

پہلا نمونہ : میاں گھر میں داخل ہوتا ہے اور بیوی سے کہتا ہے شب جمعہ دس آدمی رات کے کھانے پر آئیں گے ـ بیوی جسے گہ گزشتہ دعوتوں کی تلخیاں یاد ہیں مہمانوں کا نام سن کرہی اس کا دل دھڑکنے لکتاہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں ـ مرد دلائل کے ذریعہ اور خوشامد کرکے اس کوراضی کرتا ہے کہ یہ دعوت کرنا ضروری تھا ـ جس طرح بھی ہو اس دعوت کا انتظام کرو ـ اس وقت سے جمعرات تک پریشانی اور اضطراب میں گزرتے ہیں ـ یہاں تک کہ جمعرات کادن آپہونچا ـ اس روز دعوت کاانتظام کرنا ہے میاں یا بیوی سامان خرید نے کے لئے گھر سے باہر جاتے ہیں ـ راستے میں سوچتے ہیں کہ کیا کیا چیزیں خریدنا چاہئے ـ آخر کارکئی طرح کی چیزیں خرید کردو پہر تک گھر آتے ہیں ـ بیوی کا کام دوپہر کے بعد شروع ہوتاہے ـ دوپہر کا کھانا بھی کھایا یا نہیں کھایا ، اٹھ کر کام میں مشغول ہوجاتی ہے ـ لیکن کام کوئی ایک دوتوہیں نہیں ـ اپنے آپ کوگوناگوں کاموں کے انبار میں گھر اپاتی ہے ـ کیا کیا کرے اور کیانہ کرے ـ مثلاً سبزیاں صاف کرنا اور کاٹنا ہے ـ آلو اور پیاز سرخ کرنا ہے ـ دال چننا ہے ـ چاول چن کے بھیگنے کو رکھنا ہے ـ گوشت کو صاف کرکے قیمہ بنانا ہے ـ دو تین قسم کے کھانے پکانا چاہتی ہے ـ مرغ بھوننا ہے ـ کباب بنانا ہے ـ سالن پکانا ہے ـ پلاؤ پکانا ـ چائے کا سامان ٹھیک کرنا ہے ـ برتن دھونا ہے ـ ڈرائنگ روم کو ٹھیک ٹھاک کرنا ہے ـ یہ سارے کام یا تو خود تنہا انجام دے یا کسی کی مدد لے بہر حال عجلت اور پریشانی کی حالت میں کاموں میں مشغول ہے ـ مگر چھری نہیں مل رہی ہے ادھر تلاش کرتی ہے ـ سالن

ہے تو دیکھتی ہے پیاز نہیں۔ چاول چڑھا دیا تو معلوم ہوا نمک ختم ہوگیا ہے کسی کو نمک اور پیاز خریدنے بھیجتی ہے۔ کھانا پکانے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اس کو ڈھونڈنے میں کچھ وقت صرف ہوتا ہے۔ کبھی نوکر پر چیختی چلاتی ہے۔ کبھی بیٹی کو ڈانٹتی پھٹکارتی ہے۔ کبھی بیٹے کو برا بھلا کہتی ہے۔ کھانا پکانے کے دوران اسٹو کا تیل یا گیس ختم ہوجاتی ہے۔ اے خدا اب کیا کرے؟

اسی حالت میں دروازے کی گھنٹی بجتی ہے اور ایک ایک کرکے مہمان آنا شروع ہوجاتے ہیں بیچارہ شوہر جو اپنی بیوی کی پریشانی اور اضطراب سے آگاہ ہے، دھڑکتے دل سے مہمانوں کا استقبال کرتا ہے۔ دعا سلام کے بعد چائے لانے جاتا ہے تو دیکھتا ہے ابھی تو چائے کا پانی بھی پکنے کو نہیں رکھا گیا ہے۔ بیٹے یا بیٹی کو ڈانٹتا ہے کہ ابھی تک چائے کا پانی ابلنے کو کیوں نہیں رکھا گیا۔ چائے تیار ہوئی تو معلوم ہوا کہ ابھی دودھ نہیں پکایا گیا ہے یا چائے کہ برتن نہیں نکالے گئے ہیں۔ خدا خدا کرکے چند بار اندر باہر کے چکّر لگانے کے بعد چائے کی چند پیالیاں مہمانوں کے سامنے رکھی جاتی ہیں۔ نظریں مہمانوں پر ہیں لیکن دل باورچی خانے میں لگا ہوا ہے کیونکہ معلوم ہے کہ باورچی خانہ میں کیا ہنگامہ برپا ہے۔

دوستوں کی پر لطف باتوں کا جواب پھیکی مسکراہٹ سے دیا جاتا ہے لیکن دل اس دعوت کے انجام سے خوفزدہ ہے۔ سب سے بدتر تو جب ہوتا ہے کہ مہمانوں میں عورتیں بھی ہوں۔ یا مدعو حضرات رشتہ داروں میں سے ہوں ایسی حالت میں ہر ایک مہمان پوچھتا ہے کہ آپ کی بیگم کہاں ہیں؟ شوہر جواب دیتا ہے کام میں مشغول ہیں، ابھی آتی ہیں۔ کبھی بیوی مجبوراً کاموں کے بیچ میں سے اٹھ کر ذرا دیر کے لئے مہمانوں کے پاس چلی آتی ہے۔ لرزتے دل اور خشک ہونٹوں کے ساتھ سلام اور مزاج پرسی کرتی ہے لیکن کیا کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ سکتی ہے؟ فوراً عذر کرکے واپس آجاتی ہے۔ آخر کار کھانا تیار ہوتا ہے لیکن وہ کھانے جو اس صورت سے تیار کئے گئے ہوں ان کا حال تو ظاہر ہی ہے۔ کھانا پکانے سے فرصت ملی تو اب سلام بنانے کا کام باقی ہے۔ دہی کی بورانی بنانی ہے۔ چٹنی اچار برتنوں میں نکالنا ہے۔ کھانے کے برتنوں کو صاف کرنا ہے۔ بدبختی تو یہ ہے کہ سامان اور برتنوں کی بھی کوئی خاص جگہ نہیں ہے ہر چیز کو

ادھر ادھر سے تلاش کرنا ہے_ خیر صاحب کھانا لگایا جاتا ہے_ مہمان کھانا کھاکر رخصت ہوتے ہیں_ لیکن نتیجہ کیا ہوتا_ کسی چیز میں نمک تیز ہے کسی میں نمک پڑاہی نہیں ہے_ کوئي چیز جل گئي_ کچھ کچارہ گیا_ گھبراہٹ کے مارے بعض ڈشنز کو لانا ہی بھول گئیں_ بیوی تقریباً بارہ بجے رات کو کاموں سے فراغت پاتے ہے لیکن تھکی پریشان_ دوپہر سے اب تک ایک لمحہ بھی سر اٹھانے کاموقعہ نہیں ملا_ اتنی بھی فرصت نہیں ملی کہ مہمانوں کے پاس بیٹھ کر ان سے ذرا دیر باتیں کرتی_ حتی کہ ٹھیک سے سلام اور احوال پرسی بھی کرسکی لیکن مرد کو سوائے پریشانی اور غم و غصہ کے کچھ ہاتھ نہ لگا_ اتنا پیسہ خرچ کرنے کے بعد بھی کھانا ٹھیک سے نہیں پکا_ دعوت کرکے پشیمانی اٹھانی پڑی، ممکن ہے غم و غصہ کی شدت سے جھگڑا کرے اور تھکی ہاری بیوی کو سخت سست کہے_ اس طرح کی دعوت سے نہ صرف یہ کہ میاں بیوی کو کوئي فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اکثر اوقات شدید اختلاف اور کشمکش کا باعث بنتا ہے اگر خیریت گزرگئي توطے کرلیتے ہیں کہ آئندہ کبھی ایسا شوق نہیں کریں گے_

مہمان بھی چونکہ میزبانوں کی پریشانی اور اضطرابی کیفیت سے باخبر ہوجاتے ہیں ان کو بھی اچھا نہیں لگتا اور کھانے پینے میں ذرا بھی لطف نہیں آتا_ اپنے دل میں کہتے ہیں کاش ایسی محفل میں نہ آئے ہوتے بلاوجہ ہی میزبان کو ہماری وجہ سے پریشانی اٹھانی پڑی_

یقین سے قارئین کرام میں سے کسی کو بھی ایسی دعوت اچھی نہیں لگے گی جو دردسر بن جائے اور آپ بھی اس میں شرکت سے گریز کریں گے_

کیا آپ جانتی ہیں ان تمام پریشانیوں کی وجہ کیا ہے ؟

اس کی وجہ صرف زندگی بدنظمی اور مہمانداری کے فن سے عدم واقفیت ہے ورنہ مہمانداری اتنا بھی دشوار کام نہیں ہے_

اب ایک اور نمونہ پر توجہ فرمایئے

مرد گھر میں داخل ہوتا ہے بیوی سے کہتا ہے میں نے جمعہ کی رات کو دس افراد کو کھانے کي

دعوت دی ہے۔ بیوی جواب دیتی ہے بہت اچھا کیا۔ کیا کیا چیزیں تیار کروں؟ اس کے بعد دونوں باہم مشورہ کرکے کھانے کی فہرست تیار کرتے ہیں اس کے بعد نہایت صبر و حوصلہ کے ساتھ دعوت کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے اس کو مع مقدار کے ایک کاغذ پر نوٹ کرلیتے ہیں۔ ایک مرتبہ پھر اچھی طرح اس فہرست کو پڑھ لیتے ہیں کہ کہیں کوئی چیز رہ تو نہیں گئی۔ دوبارہ اس کا جائزہ لینے کے بعد ان میں سے جو چیزیں گھر میں موجود ہیں ان کو کاٹ کر جن چیزوں کو خریدنا ہے اس کو ایک الگ کاغذ پر لکھ لیتے ہیں۔ اولین فرصت میں ان چیزوں کو خرید کر رکھ لیتے ہیں، جمعرات کے دن کہ ابھی مقررہ دعوت میں ایک روز باقی ہے، بعض کام انجام دے لئے، مثلاً میاں بیوی اور بچوں نے فرصت کے وقت تعاون سے کام لیتے ہوئے گھر کی صفائی کر ڈالی۔ سبزیاں صاف کرکے رکھ لیں۔ چاول، دال کو چن لیا نمک دان میں نمک بھر کے اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ ضرورت کے برتنوں کو نکال کے دھولیا۔ مختصر یہ کہ جو کام پہلے سے انجام دیئے اسکتے ہیں ان کو تفریح کے طور پر سب نے مل کر کرلیا۔ (بعض ڈشنر مثلاً فرینی یا دوسری کوئی میٹھی ڈش ایک دن پہلے تیار کرکے فریج میں رکھی جا سکتی ہے۔ کبابوں کا قیمہ پیس کر فریج میں محفوظ کیا جا سکتا ہے) جمعہ کی صبح کو ناشتے سے فراغت کے بعد بعض کام انجام دے لئے مثلاً گوشت کے ٹکڑے کاٹ لئے۔ مرغ کو صاف کرکے بھوں لیا۔ پیاز کاٹ کے سرخ کرلی۔ کھانوں کے مصالحے پیس لئے چاول بھگودیئے مختصر یہ کہ کچھ کام دوپہر سے پہلے انجام دے لئے۔ ظاہر ہے، جب یہ سارے کام صبر و حوصلے کے ساتھ انجام دیئے ائیں گے تو بیوی کیلئے چنداں مشکل نہ ہوگی کہ باقی کاموں کو بھی انجام دے اور امور خانہ داری کے دوسرے کاموں کو بھی آسانی سے کرسکے۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑا سا آرام کرکے بقیہ کاموں میں مشغول ہوگئیں۔ کام زیادہ نہیں ہے کیونکہ اکثر کاموں کو تو پہلے ہی کرکے رکھ لیا ہے۔ سارا سامان بھی ترتیب و سلیقہ سے رکھا ہے۔ ایک دو گھنٹے کے اندر بغیر کسی چیخ پکار اور دوڑ بھاگ کے باقی کام انجام دے لئے۔ اس طرح سے کہ رات کے لئے کوئی کام باقی نہ بچا۔ اس کے بعد خود صاف ستھرے کپڑے پہن کر تیار ہوگئیں۔ مہمانوں کے آنے کا وقت ہوا تو پہلے سے چائے کا پانی ابلنے کو رکھدیا۔ اگر مہمان رشتہ دار اور محرم ہیں تو ان کے استقبال کیلئے خود آگے

بڑھیں اور بغیر کسی فکر و تردد کے ان کی خاطر مدارات میں لگ گئیں ۔بیچ میں کبھی کبھی باورچی خانہ کا بھی ایک چکر لگا لیا ۔ کھانے کے وقت نہایت اطمینان کے ساتھ سارا کھانا تیار ہے اگر ضروری ہوا تو شوہر اور بچوں سے بھی اس وقت مدد لے لی ۔ جلدی سے آسانی کے ساتھ کھانا چن دیا گیا ۔ مہمان بھی انتہائی خوشی و سکون کے ساتھ کھانا کھانے میں لذت محسوس کریں گے اور اس طرح مسرت و انبساط کے ماحول میں دعوت ختم ہوگئی ۔

نتیجہ : مہمان لذیذ اور مزیدار کھانوں کی لذت کے ساتھ ساتھ ، انس و محبت کی نعمت سے بھی لطف اندوز ہوں گے اور پر مسرت ماحول میں فرحت حاصل کریں گے ۔ اس رات کی خوشگوار یادوں اور میزبان کے بشاش چہرہ کو فراموش نہیں کریں گے ۔ میزبانوں کی گرمجوشی اور خاتون خانہ کے سلیقے کی تعریف کریں گے ۔ میاں بھی نہایت اطمینان و سکون کے چند گھنٹے مہمانوں کے ساتھ گزار کر سالم اور بہترین تفریح کرلیتا ہے ،چونکہ اپنے دوستوں کی اچھی طرح سے خاطر مدارات کر سکا ہے اس لئے خوش و خرم ہے اور ایسی باسلیقہ بیوی کے وجود پر جس نے اپنے ذوق و سلیقہ سے ایسی عمدہ دعوت کا اہتمام کیا ہے فخر کرتا ہے اور ایسی لائق بیوی اور گھر سے اس کی دلچسپی اور زیادہ بڑھ جاتی ہے ۔

بیوی نے بھی چونکہ صبر و سکون کے ساتھ دعوت کا انتظام کیا تھا اس لئے وہ بھی تھکن سے چور، چور نہیں ہے غصہ اور پریشانی کے عالم میں نہیں ہے اپنے شوہر اور مہمانوں کے سامنے سربلند ہے اور خوش ہے کہ بغیر کسی پریشانی اور الجھن کے مہمانوں کی اچھی طرح سے خاطر تواضع کی گئی ۔ اپنی لیاقت اور سلیقے کا ثبوت دے کر اپنے شوہر کے دل کو اپنے بس میں کرلیتی ہے ۔ ان دونوں نموں کو ملاحظہ کرنے کے بعد آپ غور کریں کہ کون سا طریقہ کار درست تھا اور آپ کس کا انتخاب کریں گی ۔

امین خانہ

گھر کے اخراجات کا انتظام عموماً مرد کے ذمہ ہوتا ہے ۔ مرد شب و روز محنت کرکے اپنے خاندان کی ضروریات پوری کرتا ہے ۔
اس دائمی بیگاری کو ایک شرعی اور انسانی فریضہ سمجھ کروں و جان

سے انجام دیتا ہے۔ اپنے خاندان کے آرام و آسائشے کی خاطر ہر قسم کی تکلیف و پریشانی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے اور ان کی خوشی میں لذت محسوس کرتا ہے۔ لیکن گھر کی مالکہ سے توقع رکھتا ہے کہ پیسے کی قدر و قیمت سمجھے اور بیکار خرچ نہ کرے۔ اس سے توقع کرتا ہے کہ گھر کے اخراجات میں نہایت دل سوزی اور عاقبت اندیشی سے کام لے۔ یعنی زندگی کی ضروریات اور اہم چیزوں کی درجہ بندی کرکے، ضروری خرچوں مثلاً خوراک، ضروری پوشاک، مکان کا کرایہ، بجلی، پانی ڈاکٹر و دوا کے اخراجات کو تمام دوسرے امور پر ترجیح دے اور نیم ضروری چیزوں مثلاً گھر کے سامان و غیرہ کو دوسرے نمبر پر رکھے اور غیر ضروری چیزوں کو تیسرے نمبر پر رکھے، فضول خرچی، اسراف اور بیجا بخششوں کو وہ ایک قسم کی ناقدری اور ناشکری سمجھتا ہے۔

مرد کو اگر بیوی پر اعتماد ہوجائے اور سمجھ لے کہ اس کی محنت کی کمائی کو فضول خرچیوں میں نہیں اڑایا جائے گا تو وہ فکر معاش اور آمدنی بڑھانے میں زیادہ دلچسپی لے گا اور خود بھی تن پروری اور فضول خرچی سے گریز کرے گا لیکن اگر اپنی محنت کی کمائی کو برباد ہوتے دیکھتا ہے کہ گھر والی غیر ضروری لباس اور اپنی آرائشے اور زیب وزینت کے اسباب کو تمام ضروری چیزوں پر مقدم سمجھتی ہے اور مشاہدہ کرتا ہے کہ رات دن محنت کرکے جو کچھ کماکرلاتا ہے وہ غیر ضروری اشیاء پر خرچ ہوجاتا ہے اور ضروری اخراجات کے لئے ہمیشہ پریشان رہنا پڑتا ہے اور قرض لینے کی نوبت آجاتی ہے اور اس کی خون پسینے کی کمائی مال غنیمت کی طرح بیوی بچوں کے ہاتھوں لٹا ی جارہی ہے ایسی صورت میں گھر پر سے اس کا اعتماد اٹھ جاتا ہے اور محنت مشقت کرنے سے بیزار ہوجاتا ہے۔ اپنے دل میں سوچتا ہے کہ کوئی ضرورت ہی نہیں ہے کہ میں اس قدر زحمت اٹھاکرکماکے لاؤں اورناقدری کرنے والوں کے حوالے کردوں کہ فضول خرچیوں میں پیسے اڑادیں۔ میں ضروریات زندگی مہیا کرنے اور عزت و آبرو قائم رکھنے کے لئے محنت کرتا ہوں لیکن میرے گھر والوں کو سوائے فضول خرچی اور ہوا وہوس کے اور کچھ فکر ہی نہیں ہے۔

ممکن ہے رفتہ رفتہ افکار کے نتیجہ میں وہ بھی عیاشی اور فضول خرچی کرنے لگے اور آپ کی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے

خواہر عزیز اگر آپ کا شوہر جو کچھ کما کرلاتاہے وہ سب آپ کے حوالے کردیتا ہے تو یہ نہ سمجھئے کہ اس کی حقیقی مالک آپ ہوگئیں _ بلکہ شرعاً اور قانوناً آپ کا شوہر مالک ہے _ آپ گھر کی امین ہیں اس لئے تمام اخراجات اس کی مرضی و اجازت سے انجام پانے چائیں _ اس کی مرضی کے بغیر آپ کو حق نہیں کہ کسی کو کوئی چیزدے دیں یا کسی کے یہاں تحفہ و سوغات لے جائیں _ حتی کہ اپنے یا اس کے رشتہ داروں کو بھی اس کی مرضی کے بغیر تحفے تحائف نہ دیں _ آپ اپنے خاندان کی امانت دارہیں اور اس سلسلے میں آپ پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے اگر آپ خیانت کریں گی تو روز قیامت اس سلسلے میں آپ سے بازپرس ہوگی _

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں : بیوی اپنے شوہر کے اموال کی نگہبان اور امانت دار ہوتی ہے اور اس سلسلے میں اس کی ذمہ داری ہوتی ہے _ (۱۳۱۶)

ایک امور موقع پر آپ ارشاد فرماتے ہیں : تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے بدن میں خوشبو لگائے _ مزیدار کھانے تیار کرے _ گھر کے اخراجات میں کفایت شعاری سے کام لے _ ایسی خاتون کا شمار خدا کے کارکنوں اور عمال میں ہوگا اور جو شخص خدا کے لئے کام کرے اسے ہرگز شکست اور پشیمانی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا _ (۱۳۷)

ایک عورت نے حضرت رسول خدا (ص) سے سوال کیا کہ شوہر کے تئیں بیوی کے کیا فرائض ہیں؟ آپ نے فرمایا: اس کی مطیع ہو_ اس کے کہنے کی خلاف ورزی نہ کرے اور بغیر اس کی اجازت کے کوئی چیز کسی کو نہ دے _ (۱۳۸)

آنحضرت (ص) کا ارشاد گرامی ہے : تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو کم خرچ ہو _ (۱۳۹)

خواتین کے مشاغل

یہ صحیح ہے کہ خاندان کے اخراچات پورے کرنا مردوں پرواجب ہے اور خواتین کی اس سلسلے میں شرعاً کوئی ذمہ داری نہیں ہے لیکن عورتوں کو بھی کوئی نہ کوئی کام یا مشغلہ اپنانا چاہیئے _

اسلام میں بیکار اور خالی بیٹھے رہنے کی مذمت کی گئی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: خداوند عالم زیادہ سونے اور زیادہ فراغت کو ناپسند فرماتا ہے۔ (۱۴۰)

امام جعفر صادق علیہ السلام ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں: زیادہ نیند، انسان کے دین ودنیا کو تلف کردیتی ہے۔ (۱۴۱)

خواتین عالم کی سردار حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بھی گھر میں کام کرتی تھیں اور محنت مشقّت کرتی تھیں۔ (۱۴۲)

انسان خواہ ضرورت مند ہو یا آسودہ حال، اس کو کسی نہ کسی کام اور مشغلے میں لگے رہنا چاہئے، اور اپنے اوقات کو بیکار و بے مصرف برباد نہیں کرنا چاہئے، بلکہ کام کرے اور دنیا کو آباد کرے اگر ضرورت مند ہے تو اپنی آمدنی کو اپنے گھریلو اخراجات پر خرچ کرے اور اگر ضرورتمند و نادار نہیں ہے تو حاجتمندوں کی امداد اور نیک کاموں میں خرچ کرے۔ بیکاري، تھکن اور رنج و غم پید اکرتی ہے۔ بہت سی جسمانی و نفسیاتی بیماریاں اور اخلاقی بدعنوانیاں اسی کے سبب ظہور میں آتی ہیں۔

خواتین کے بہترین مشغلے، گھر گرہستی کے کام، شوہر کی دیکھ بھال، اور بچوں کی پرورش و غیرہ جیسے امور ہیں جو کہ گھر کے اندر ہی انجام پاتے ہیں۔ ہنرمند خواتین اپنے حسن تدبر اور سلیقے سے اپنے گھر کو بہشت برین، نیک بچوں کی تعلیم و تربیت گاہ اور زندگی کی دوڑ میں مشغول اپنے محنتی شوہر کے لئے بہترین آسائشے گاہ بنا سکتی ہیں اور یہ کام نہیات عظیم اور قابل احترام ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: عورت کا جہا دیہی ہے کہ وہ شوہر کی دیکھ بھال اچھی طرح کرے۔ (۱۴۳)

حضرت ام سلمہ نے آنحضرت (ص) سے پوچھا کہ: عورت کے گھر میں کام کرنے کی کس قدر فضیلت ہے؟

فرمایا : ہر وہ عورت جو امور خانہ داری کے سلسلے میں اصلاح کی خاطر اگر کوئي چیز ایک جگہ سے اٹھاکر دوسری جگہ رکھ دے ، خدا اس پر رحمت کی نظر فرمائے گا اور جو شخص خدا کا منظور ہوجائے ، عذاب الہی میں گرفتار نہیں ہوگا "_

حضرت ام سلمہ نے عرض کیا : یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ، عورتوں کے ثواب کے متعلق مزید تفصیل بتایئے

رسول خدا (ص) نے فرمایا: جب عورت حاملہ ہوتی ہے خدا اس کو اس شخص کا سا اجر عطا فرماتا ہے جو اپنے نفس اور ماں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے جس وقت بچے کو جہنم دیتی ہے ، اس سے خطاب ہوتا ہے کہ تمہارے گناہ معاف کردیئے ئے اپنے اعمال پھر سے شروع کرو_ جب اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے ، ہر مرتبہ دودھ پلانے کے عوض اس کے نامہ اعمال میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے _ (۱۴۴)

گھر کے کام کاج پٹانے کے بعد خواتین کو فرصت کے اوقات بھی میسر آتے ہیں_ ان خالی اوقات کو بھی بیکار صرف نہیں کرنا چاہئے_ ان اوقات کا بہترین طریقے سے مصرف کریں او راپنے لئے کچھ مشاغل منتخب کرلیں اور اپنے آپ کو مشغول رکھیں_ مثلاً مفید کتابیں پڑھ سکتی ہیں_ سودمند موضوعات پر تحقیق و جستجو کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کرسکتی ہیں_ اپنی تحقیق و مطالعہ کے نتائج کو مقالہ یا کتاب کی صورت میں قلمبند کرسکتی ہیں تاکہ دوسرے اس سے استفادہ کریں_ مختلف ہنروں مثلاً مصوّری ، خطاّطی ، کشیدہ کاري، سلائي ، بنائي جیسے کاموں میں اپنے وقت کا مفید و کارآمد بنا سکتی ہیں_ ان کاموں کے ذریعہ معاشی طور پر اپنے خاندان کی مدد بھی کرسکتی ہیں اور معاشرہ کی اقتصادیات میں بھی اہم کردار ادا کرسکتی ہیں کاموں میں مصروف رہ کر بہت سی نفسیاتی بیماریوں ، اور اعصابی کمزوریوں سے بھی کسی حد تک محفوظ رہ سکتی ہیں_

امیر المومنین حضرت علی (ع) فرماتے ہیں خدا اس مومن کو ، جو ایمانداری کے ساتھ کسی پیشے

یا کام میں مشغول رہتا ہے ، پسند فرماتا ہے"_ [۱۴۵]

بہر حال یہ چیز خود خواتین کے حق میں ہے کہ کسی نہ کسی کام یا مشغلے میں مصروف رہیں اور ان کے لئے بہترین کام وہ ہیں جنھیں گھر کے اندر انجام دے سکیں تا کہ امور خانہ داری اور شوہرو بچوں کی دیکھ بھال بھی اچھی طرح اور آسانی کے ساتھ کر سکیں _

البتہ بعض خواتین پسند کرتی ہیں یا اس بات کی ضرورت محسوس کرتی ہیں کہ گھر کے باہر کوئی کام کریں خواتین کے لئے بہترین اور سب سے مناسب و موزون پیشے ٹیچنگ اور نرسنگ کے ہیں _ کنڈر گارڈن میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی تربیت اور اسکول و کالج میں لڑکیوں کو پڑھانا اور ان کی تربیت کرنا ایک نہایت قابل قدر کام ہے جو خود عورت کے نازک و لطیف وجود سے بھی مطابقت رکھتا ہے _ یا عورتوں کے امراض کی ڈاکٹر بنیں یا نرسنگ کے پیشے کا انتخاب کریں _ اس قسم کے پیشے خواتین کی مہربان اور لطیف و نازک طبیعت سے مناسبت رکھتے ہیں نیز ان کی انجام دہی میں غیر مردوں کے ساتھ زیادہ ربط ضبط رکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی یا بہت کم ہوتی ہے _

جو خواتین گھر سے باہر کام کرنا چاہتی ہیں ان کو مندرجہ ذیل نکات پر توجہ کرنی چاہیئے :

۱_ شغل کے انتخاب میں اپنے شوہر سے صلاح و مشورہ لیجئے اور اس کی اجازت کے بغیر کام نہ کیجئے یہ امر خاندان کے سکون کو درہم برہم کرنے کا سبب بنتا ہے _ آپ اور آپ کے بچوں کی زندگیاں تخل ہوجاتی ہیں _ یہ حق شوہر کو حاصل ہے کہ اجازت دے یا نہ دے اور اس قسم کی عورتوں کے شوہر کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اگر ان کی بیویوں کے شغل میں کوئی حرج نہ ہو تو ہٹ دھرمی سے کام نہ لیں اور اجازت دے دیں کہ وہ اپنی پسند کے مطابق کام کرے _ سماجی خدمت بھی انجام دے اور گھر کی اقتصادی مدد بھی _

۲_ گھر سے باہر اور جہاں کام کرتی ہوں اپنے مکمل اسلامی حجاب و پردے کا لحاظ رکھیں _ بغیر کسی آرائشے کے سادہ طریقے سے کام پر جائیں _ حتی الامکان غیر مردوں سے خلط ملط ہونے اور ان سے ربط ضبط رکھنے سے اجتناب کریں _ آفس ، کام اور خدمت کی جگہ ہے نہ کہ خود نمائی اور باہمی مقابلے

کی انسان کی شخصیت کی تعمیر لباس اور زیورات سے نہیں بلکہ متانت و سنجیدگی اور اپنے کام میں مہارت رکھنے اور فرائض کی انجام دہی سے ہوتی ہے۔ اپنے عمل و کردار سے ایک مسلمان خاتون کے وقار و سنجیدگی کا تحفظ کیجئے خود بھی با عزت طور سے رہئے اور اپنے شوہر کے لطیف احساسات و جذبات کو بھی مجروح نہ کیجئے۔ اپنے بھڑکیلے خوبصورت کپڑوں، زیورات اور سامان آرائشے کو گھر میں اپنے کیلئے استعمال کیجئے۔

۳۔ جب آپ گھر سے باہر کام کرتی ہیں اسی کے ساتھ آپ کے شوہر اور بچے آپ سے یہ بھی توقع کرتے ہیں کہ خانہ داری اور شوہر و بچوں کے کاموں کی طرف سے غفلت نہ برتیں۔ اپنے شوہر کے تعاون و مدد سے گھر کی صفائي، کھانا پکانے، برتنوں اور کپڑوں کی دھلائي۔ اور گھر کے دیگر کاموں کا انتظام کیجئے۔ اور مناسب مواقع پر سب مل کر ان کاموں کو انجام دیجئے۔ آپ کے گھر کا انتظام اور دوسرے لوگوں کے گھروں کی مانند، بلکہ ان سے بہتر طریقے سے انجام پانا چاہئے۔ گھر کے باہر کام کرنے کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہئے کہ گھر کے کاموں میں آپ ہاتھ نہ لگائیں اور آپ کے شوہر و بچے پریشان رہیں، گھر آپ کی آسائشے گاہ ہے اور اپنی آسائشے گاہ کی جانب سے غفلت نہ برتیں۔

کام کرنے والی خواتین کے شوہروں کو بھی نصیحت کی جاتی ہے کہ گھر کے کاموں اور بچوں کی پرورش میں اپنی بیویوں کے ساتھ لازمی طور پر تعاون سے کام لیتے ہوئے مدد کریں۔ ان سے اس بات کی توقع نہ کریں کہ نوکری بھی کرے اور گھر کے کام بھی اکیلے انجام دے۔ اس قسم کی توقع کرنا نہ تو شرعاً ہی جائز ہے اور نہ ہی انصاف پسند ضمیر اسے گوارا کرے گا اور نہ ہی ازدواجی زندگی کے اصولوں اور محبت ووفاداری کی روے جائز ہے۔

انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ گھر کے کاموں کو آپس میں بانٹ لیں اور ان میں سے ہریک حالات اور وقت کی مناسبت سے گھر کے کاموں کی ذمہ داری لے اور اسے انجام دے۔

۴۔ اگر آپ بچے والی ہیں تو اسے یا تو نرسری میں داخل کیجئے یا کسی قابل اعتبار اور ہمدرد و مہربان

شخص کے پاس چھوڑ کر اپنے کام پر جائیے بچے کو گھر یا کمرے میں تنہا چھوڑ کر کام پر جانا بیحد خطرناک کام ہے_ مختلف احتمالی خطرات کے علاوہ، تنہائي میں بچہ ڈر سکتا ہے اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہوسکتا ہے_

۵_ اگر آپ اپنے پیشے کو تبدیل کرکے دوسرا کام اختیار کرنے کی ضرورت محسوس کرتی ہیں تو اپنے شوہر سے ضرور صلاح و مشورہ کیجئے_ اور اس کی اجازت ورائے سے کام کیجئے_ اگر وہ موافقت نہ کرے تو اس کام کو اختیار نہ کیجئے_ وہ موافقت کردے تو کوشش کیجئے کہ ایسے کام کا انتخاب کریں جس میں غیر مردوں سے کم سے کم رابطہ قائم رکھنا پڑے کیونکہ یہ چیز نہ تو آپ کے ہی حق میں سودمند ہے نہ ہی سماج کے لئے_ ہر حال میں اپنے اسلامی حجاب کا ہمیشہ دھیان رکھئے نیز ہمیشہ گھر سے باہر سادہ اور بغیر کسی میک اپ اور آرائشے کے نکلیئے

اپنے فرصت کے اوقات کو ضائع نہ کیجئے

خانہ داری کے کم کاج اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ایک خاتون اگر ان فرائض کو اچھی طرح سے انجام دینا چاہے تو اس کا زیادہ تروقت اسی میں صرف ہوجاتا ہے خصوصاً اگر چھوٹے بڑے تلے اوپر کے کئي بچے بھی ہوں_ اس کے باوجود عورتوں کو تھوڑی بہت فرصت تو ملی ہی جاتی ہے_

ہر شخص اپنے فرصت کے اوقات کو مختلف طریقے سے گزارتا ہے_ کچھ خواتین ان اوقات کو یونہی برباد کردتی ہیں اور کوئي سودمند کام انجام نہیں دیتیں_ یا بغیر کسی مقصد کے سڑکوں کے چکر لگاتی رہتی ہیں یا کوئي دوسری عورت مل جاتی ہے اس سے باتوں مینمشغول ہوجاتی ہیں_

یا ایسے گانے سنتی ہیں کہ جن سے سوائے تضیع اوقات ، اعصابی کمزوری اور اخلاقی گراوٹ کے اور کوئي نتیجہ برآمد نہیں ہوتا_ اس قسم کے لوگ یقینا نقصان اٹھاتے ہیں کیونکہ اول تو فرصت کے اوقات بھی انسان کی عمر میں شمار ہوتے ہیں اور ان کو تلف کردینا پشیمانی کا باعث ہوتا ہے_ انسان کی زندگی اتنی مختصر ہوتی ہے کہ ابھی آنکھ کھولی نہیں کہ بند کرنے کا وقت آجاتا ہے_ حیرت کا مقام ہے اگر تھوڑا سا پیسہ کھوجاتا ہے تو ہم افسردہ و غمگین ہوجاتے ہیں لیکن عمر عزیز کو تلف کرکے ہمیں

کوئ غم محسوس نہیں ہوتا ایک عاقل انسان اپنی گراں بہا عمر کے گھنٹوں بلکہ لمحوں کو بھی غنیمت سمجھ کر ان سے زیادہ استفادہ کرتا ہے_ فرصت کے اوقات کو کس قدر مفید و با مقصد بنایا جا سکتا ہے دوسرے یہ کہ بیکار بیٹھنا خود نقصان وہ ہے اور اس کے برے نتائج بر آمد ہوتے بہت سی نفسیاتی اور اعصابی بیماریاں ، جن کی اکثر عورتوں کو شکایت رہتی ہے ، خالی اور بیکار رہنے کے سبب پیدا ہوجاتی ہیں_ بیکار آدمی کا ذہن ادھر ادھر بھٹکتا رہتا ہے اور غم و غصہ پیدا کرتا ہے_ غم و غصہ اعصاب کو کمزور اور روح کو بے چین کرتا ہے_ وہ انسان خوش نصیب ہے جو کام میں غرق رہتا ہے اور وہ انسان بد قسمت ہے جو خالی بیٹھا رہتا ہے اور اپنی خوش بختی اور بد بختی کے بارے میں سوچتا رہتا ہے کاموں میں مشغول رہنا بہت فرحت بخش عمل ہے_ بیکار لوگ زیادہ تر مضمحل اور افسردہ رہتے ہیں_ کیا یہ چیز باعث تاسف نہیں تاسف نہیں کہ انسان اپنی قیمتی زندگی کو بیکار برباد کردے اور اس سے کوئ نتیجہ حاصل نہ کرے

پیاری بہنو آپ بھی اپنے فرصت کے اوقات سے اگر چہ کم اور مختصر ہی کیوں نہ ہوں ، بیشمار فائدے اٹھا سکتی ہیں ، علمی و ادبی کام کر سکتی ہیں_ اپنے ذوق کے مطابق اور اپنے شوہر سے مشورہ کرکے ایک مضمون کا انتخاب کرلیجئے اس مضمون سے متعلق کتابیں فراہم کیجئے اور فرصت کے لمحات میں ان کا مطالعہ کیجئے اور روز بروز اپنے علم اور معلومات میں اضافہ کیجئے_

مضمون کا انتخاب ، خود آپ کے ذوق سے تعلق رکھتا ہے_ فزیکس، کیمسٹري، ہیئت و نجوم ، سائیکلوجی ، سوشیالوجی ، قانون، تفسیر قرآن، فلسفہ و کلام، علم اخلاق ، تاریخ و ادب ، ان میں سے کسی بھی مضمون یا کسی دوسرے مضمون کا انتخاب کر سکتی ہیں اور اس پر تحقیق و مطالعہ کر سکتی ہیں_ جب اپ کتاب پڑھنے کی عادی ہوجائیں گی تو کتاب کے مطالعہ میں آپ کو لذت محسوس ہوگی اور اس حقیقت کو درک کرلیں گی کہ کتابوں میں کس قدر دلچسپ اور عمدہ مطالب موجود ہیں_

اس طرح آپ بہترین طریقے سے سرگرم عمل بھی رہ سکتی ہیں اور تفریح کا لطف بھی لے سکتی ہیں

روز بروز آپ کے فضل و کمال میں اضافہ ہوگا اور اگر ہمت سے کام لے کر اس عمل کو جاری رکھا تو اس سبجیکٹ میں مہارت پیدا کر سکتی ہیں اور قابل قدر علمی و ادبی خدمات انجام دے سکتی ہیں۔ مقالے لکھ کر اخبار و وسائل میں شائع کر اسکتی ہیں۔ مفید کتابیں لکھ سکتی ہیں تا کہ آپ کی ذہنی و قلمی کاوشوں سے دوسرے بھی استفادہ کریں اس وسیلے سے آپ کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوگا اور آپ کا شمار ایک قابل فخر ہستی میں ہوگا۔ اس کے ذریعہ آپ کی آمدنی بھی ہو سکتی ہے۔

یہ خیال نہ کریں کہ امور خانہ داری کے ساتھ ساتھ اتنے بڑے کام انجام نہیں دیئے اسکتے۔ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اگر کوشش و ہمت سے کام لیں تو یقینا کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ یہ نہ سوچیں کہ عظیم خواتین نے جو گران قدر آثار و کتب بطور یادگار چھوڑی ہیں وہ بیکار رہتی تھیں۔ جی نہیں وہ بھی گھر کے کام کاج انجام دیتی تھیں لیکن اپنے خالی اوقات کو یونہی تلف نہیں کرتی تھیں۔

مسز ڈور تھی جو گراں قدر کتاب کی مصنّفہ ہے اور اس کی کتاب بہت مقبول ہوئي اور بڑی تعداد میں فروخت ہوتی ہے، ایک گھر یلو خاتون تھی۔ اپنے امور خانہ داری کو بخوبی انجام دیتی تھی اور سائینسی تحقیقات میں اپنے شوہر کی مدد بھی کرتی تھی اور خود بھی مطالعہ و تالیف میں مشغول رہتی۔ وہ لکھتی ہے: میں نے اس کتاب کا بڑا حصہ، روزانہ جب میرا چھوٹا بچہ سوجاتا تھا، تو دو گھنٹے کی مہلت ملنے پر لکھا ہے بہت سے ضروری مطالعہ میں اس وقت انجام دیتی تھی جب میں بیوٹی سیلوں میں اپنے بال سکھانے کیلئے بال سکھانے والی مشین کے نیچے بیٹھتی تھی۔ [۱۴۶]

مشہور و معروف دانشوروں اور مصنفوں کی صف میں ایسی عظیم خواتین بھی ملتی ہیں جنھوں نے زبردست علمی خدمات انجام دیئےیں اور عظیم آثار بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ بھی اگر ہمت و استقامت سے کام لیں تو مردوں کے دوش بدوش ترقی کر سکتی ہیں۔ اگر آپ کے شوہر محقق و دوانشور ہیں تو آپ علمی کاموں میں ان کی مدد کرستی ہیں یا مشترکہ طور پر تحقیق و مطالعہ کا کام کر سکتي

ہیں کیا یہ افسوسناک بات نہیں کہ ایک پڑھی لکھی خاتون ، ازدواجی زندگی میں قدم رکھنے کے بعد اپنی سالہا سال کی محنت کو یونہی گنوادے اورپڑھنے لکھنے سے دستبردار ہوجائے حضرت علی (ع) فرماتے ہیں _" علم و دانش سے بہتر کوئی خزانہ نہیں"_ (۱۴۷)

حضرت امام باقر(ع) فرماتے ہیں : جو شخص اپنے شب و روز کو علم حاصل کرنے پر صرف کرے ، خدا کی رحمت اس کے شامل حال رہے گی _ (۱۴۸)

البتہ اگر آپ کو مطالعہ کا شوق نہیں ہے تو کوئی ہنریا دستکاری سیکھ لیجئے _ اور فرصت کے وقت اس میں مشغول رہئے _ مثلاً سلائی ، کڑھائی ، بنائی، ڈرائنگ، کپڑوں اور کاغذوں کے پھول بنانا و غیرہ کارآمد ہنرہیں _ ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس میں مہارت پیدا کیجئے _ اور اسے انجام دیتی رہئے _ اس طریقے سے آپ کا وقت فالتو باتوں میں ضائع نہ ہوگا _ آپ کا ذوق و ہنر بھی ظاہر ہوگا اس سے آپ کی آمدنی بھی ہو سکتی ہے اور اپنے گھر کے بجٹ میں مدد کر سکتی ہیں _

اسلام میں دستکاری کے کاموں کو عورتوں کے لئے اچھامانا گیا ہے _ حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں :" سوت کاتنے کا کام عورتوں کی سرگرمی کے لئے اچھا ہے "_ (۱۴۹)

بچّوں کی پرورش

عورت کی ایک بہت حساس اور سنگین ذمہ داری ، بچوں کی پرورش ہے ۔ بچے پالنا آسان کام نہیں ہے بلکہ بہت صبر آزما اور کٹھن کام ہے ۔ لیکن یہ ایک بیحد مقدس اور قابل قدر فریضہ ہے جو قدرت نے عورت کے سپرد کیا ہے ۔یہاں مختصراً چند باتین بیان کی جاتی ہیں ۔

۱۔ شادی کا ثمرہ

اگرچہ ایسا اتفاق بہت کم ہی ہوتا ہے کہ مرد عورت بچے پیدا کرنے کی خاطر شادی کریں ۔ عموماً دوسرے عوامل منجملہ جنسی خواہش اس کا محرک ہوتے ہیں ۔ لیکن زیادہ مدت نہیں گزرتی کہ آفرینش کا فطری مقصد ، بچے کی صورت میں ظاہر ہوجاتا ہے ۔

بچے کا وجود ، ازدواجی زندگی کے درخت کا پھل اور ایک فطری آرزو ہے ۔ بے اولاد جوڑے بے برگ و پھل درخت کی مانند ہوتے ہیں ۔ بچے کا وجود شادی کے رشتہ کو مستحکم کرتا ہے ۔ بچے کی معصوم گلکاریاں گھر کے ماحول میں رونق پیدا کرتی ہیں ۔ گھر اور زندگی سے میاں بیوی کی محبت اور دلچسپی میں اضافہ کرتی ہیں ۔ باپ کو سعی و کوشش کے لئے سرگرم اور ملی کو گھر میں مشغول رکھتی ہیں ۔

شروع میں شادی ، جنسی ہوس ، جسمانی خواہشات اور جذباتی عشق و محبت کی ناپائیدار اور متزلزل بنیادوں پر قائم ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ اس کے ٹوٹنے کا دھڑکا لگا رہتا ہے ۔ طاقتور ترین عامل جو اس کو پائیدار بنانے کا ضامن ہوتا ہے وہ اولاد کا وجود ہے ۔ جوانی کا نشاط انگیز دور جلدی گذرجاتا ہے ، جنسی خواہشات اور ظاہری عشق ٹھنڈا پڑجاتا ہے ۔ اس ہیجان انگیز دور کی واحد یادگار جو باقی رہ جاتی ہے اور میاں بیوی کے لئے سکون و باہمی تعلق کے اسباب

فراہم کرتی ہے وہ اولاد کی موجودگی ہے_

یہی سبب ہے کہ حضرت امام زین العابدین (ع) فرماتے ہیں :_

"انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ ایسی صالح اولاد رکھتا ہو جس سے مدد کی امید کر سکے"_ (۱۵۰)

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں:_

"نیک و صالح اولاد ایک ایسی خوشبو دار گھاس کی مانند ہے جو بہشت کی گھاس ہو"_ (۱۵۱)

آنحضرت (ص) کا ارشاد ہے کہ اپنی اولاد کی تعداد میں اضافہ کرو_ کیونکہ میں قیامت کے دن تمہاری زیادتی کے سبب دوسری اقوام پر فخر کروں گا_ (۱۵۲)

۲_ بچّوں کی تربیت

خواتین کی ایک اور بہت اہم ذمہ داری بچوں کی تعلیم و تربیت ہے ، اس سلسلے میں ماں باپ دونوں کی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن اس ذمہ داری کا زیادہ بوجھ ماں کے کندھوں پر ہوتا ہے_ کیونکہ وہی ہر وقت بچوں کی دیکھ بھال اور حفاظت کر سکتی ہے_ اگر مائیں ، ایک ماں کی مقدس اور اہم فرائض سے پوری طرح واقف ہوں تو سماج کے ان نونہالوں کی صحیح طریقے سے پرورش اور تعلیم و تربیت کر سکتی ہیں_ اور ایک معاشرہ کی عام حالت بلکہ دنیا کو پوری طرح دگرگوں کر سکتی ہیں_ اس بناء پر بلا خلاف تردید کہا جا سکتا ہے کہ معاشرے کی ترقی و پسماندگی کا دار و مدار خواتین پر ہوتا ہے_ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا فرمان ہے کہ :"ماں کے پاوں کے نیچے جنّت ہے_ (۱۵۳)

وہ بچے جو آج گھر کے چھوٹے سے ماحول میں تعلیم و تربیت پاتے ہیں کل سماج کے ذمہ دار عورت اور مرد بنیں گے_ ہر وہ سبق جو آج گھر کے ماحول میں ماں باپ کے سایہ میں سیکھتے ہیں کل کے

سماج میں اس اس پر عمل کریں گے_ اگر خاندانوں کی اصلاح ہوگی تو معاشرے کی بھی یقینا اصلاح ہوجائے گی چونکہ معاشرہ ان ہی خاندانوں سے تشکیل پاتا ہے_ اگر آج کے بچے بدمزاج ، جھگڑالو، ظالم ، چاپلوس ، دروغ گو ، بد اخلاق ، کوتا فکر ، بے ارادہ ، نادان ، ڈرپوک ، شر مسیلے ، خود غرض ، زرپرست ، لا ابالی اور جبریہ ماحول میں پرورش پائیں گے تو کل بڑے ہو کر ان ہی بری صفات میں بتلا ہو کر برے معاشرے کی تشکیل کریں گے_ اگر آج آپ سے خوشامد اور چاپلوسی کرکے کوئي چیز لیں گے تو کل ظالموں کی بھی خوشامد کریں گے_ اس کے برعکس اگر آج کے بچے ، سچے ، بہادر، بلند ہمت ، خوش اخلاق ، خیر خواہ بردبار ، ایماندار، رحم دل ، انصاف پسند ، اعلی نفس ، حق گو ، امانت دار، دانا، روشن فکر اور ملائم لہجہ میں بات کرنے والوں کی صورت میںتربیت پائیں گے تو کل یہی اعلی صفات ، کامل صورت میں ظاہر ہوں گی_

اس بناء پر والدین خصوصاً ماؤوں کی اپنے بچوں اور معاشرہ کے سلسلے میں بہت بڑی اور بھاری ذمہ داری ہوتی ہے_ اگر آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کے سلسلے میں صحیح تعلیم و تربیت کے اصولوں پر عمل کیا ، تو یہ آئندہ کے معاشرے کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور اگر اس عظیم ذمہ داری کو انجام دینے میں کوتاہی کی ، تو قیامت کے روز والدین اس کے ذمہ دار ہوں گے_

امام سجاد علیہ السلام فرماتے ہیں : تمہاری اولاد کا حق یہ ہے کہ تم سمجھو کہ وہ تم سے ہے_ اچھا ہو یا برا ، تم سے نسبت رکھتا ہے_ اس کی پرورش اور تنبیہ اور خدا کی جانب اس کی رہنمائي کرنے اور فرماں برداری میں اس کی مدد کرنے کے سلسلے میں تمہاری ذمہ داری ہے_ اس کے ساتھ سلوک اس آدمی کا سا کرو کہ یقین رہے کہ اس کے ساتھ احسان کرنے میں نیک اور اچھا بدلہ ملے گا اور بد سلوکی کے مقابلے میں برا بدلہ مے لگا_ [۱۵۴]

یہاں پر ایک بات کی یاددہانی کرادیں کہ ہر خاتون، ماں کے فرائض اور صحیح تعلیم و تربیت کرنے کے فن سے واقف نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کو یہ رموز سکھانا چاہیئے_یہاں ان مختصراً صفحات میں تربیت کے فن پر بحث نہیں کی جا سکتی اور اس وسیع موضوع کا تجزیہ و تحلیل نہیں

کیا جا سکتا یہ موضوع دقیق اور تفصیل طلب ہے جس کے بیان کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے خوش قسمتی سے اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ دلچسپی رکھنے والی مائیں اس کا مطالعہ کر سکتی ہیں اور اپنے ذاتی تجربیوں سے بھی استفادہ کر سکتی ہیں۔ اور ہوشیار خواتین تربیت کے اصول و ضوابط پر عمل کر کے اوران کے آثار و نتائج پر توجہ کر کے جلدی ہی تربیت کے فن میں مہارت پیدا کر سکتی ہیں۔ اس صورت میں خود بھی قابل قدر علمی خدمات انجام دے سکتی ہیں۔ مثلاً اس دلچسپ موضوع پر زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کر کرے، تربیتی امور سے متعلق کتابوں کی تکمیل اور معاشرے کی اصلاح کا بیڑا اٹھا سکتی ہیں۔

البتہ یہاں پر ایک نکتہ کی یاددہانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ صحیح تربیت کے معنی نہیں سمجھتے اور تعلیم و اور تربیت میں فرق محسوس نہیں کرتے۔ اور تربیت کو ایک طرح کی تعلیم سمجھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شعراء و حکماء کی پند و نصیحتیں اور مذہبی باتیں یاد کرا کے اور نیک لوگوں کی سرگزشت سنا کر بچے کی مکمل طور پر تربیت کی جا سکتی ہے اور اپنی مرضی کے مطابق بچے مؤدب اور نیک انسان بنایا جا سکتا ہے۔ مثلاً ان کے خیال میں دروغ گوئی کی مذمت میں کوئی روایت اور قرآنی آیات بچے کو سکھادیں اور راستگوئی کی فضیلت میں چند حدیثیں زبانی یاد کرادیں۔ اور بچے نے انھیں زبانی یاد کر کے لوگوں کے سامنے سنا کر انعام بھی حاصل کر لیا تو گویا وہ راستگو بن جائے گا۔

لیکن تربیت کے سلسلے میں اتنا کافی نہیں ہے۔ اگرچہ آیات وہ احادیث اور سبق آموز داستانیں یاد کر لینا، بے سود اور بے اثر نہیں ہوتا لیکن جس قسم کی تربیت کے آثار ہم بچے میں دیکھنا چاہتے ہیں، اس کی توقع، اس قسم کے زبانی طریقوں سے نہیں کرنی چاہئے۔

اگر ہم بچے کی صحیح اور مکمل تربیت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے مخصوص حالات و شرائط کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے لئے ایک ایسا مناسب اور صالح ماحول پیدا کریں کہ بچہ طبعا نیک و صالح اور سچا بن کر نکلے۔ جس ماحول میں بچے کی نشو و نما اور پرورش کی جائے۔ اگر وہ ماحول، نیکي

سچائی، امانت داری، ایمانداری و پاکیزگی، نظم و ضبط، شجاعت و خیر خواہی، مہرووفا، انصاف پروری سعی و کوشش، آزادی، بلند ہمتی، غیرت اور فداکاری کا ماحول ہوگا تو بچہ بھی ان ہی صفات کا عادی بنے گا_ اسی طرح اگر ایسے ماحول میں پرورش پائے جہاں خیانت، بد تمیزی، جھوٹ، حیلہ بازی، چاپلوسی، ظلم، بغض و کینہ پروری، لڑائی جھگڑے، ضد، کوتاہ فکری، نفاق، اور دو غلاپن ہوا ور دوسروں کے حقوق کا لحاظ نہ رکھا جاتا ہو، تو خواہ مخواہ ہی ان بری صفات کا عادی بن کر فاسد اور بدکردار نکلے گا_

ایسی صورت میں اگر اس کو دینی اور ادبی پند و نصیحتیں زبانی رٹادی جائیں تو بھی اس کی اصلاح نہیں ہوگی_ سینکڑوں آیتیں اور روایتیں اور سبق آموز شعر اور کہانیاں سنائی جائیں مگر اس پر کچھ اثر انداز نہ ہوں گی_ کیونکہ زبانی جمع خرچ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ عملی کردار پیش نہ کیا جائے_ دروغ گو ماں باپ، آیت و حدیث کے ذریعہ بچے کو راستباز نہیں بنا سکتے_ گندے اور غیر مہذب ماں باپ اپنے عمل سے بچے کو گندہ اور بد تمیز بنادیتے ہیں_

بچہ جس قدر آپ کے اعمال و کردار اور طور طریقوں پر غور کرتا ہے اتنا آپ نصیحتوں اور باتوں پر توجہ نہیں دیتا_ لہذا جو والدین اپنے بچوں کی اصلاح اور تربیت کرنا چاہتے ہیں انھیں چاہئے پہلے خاندان کے ماحول، خود اپنے باہمی روابط، اور اخلاق و کردار و عمل کی اصلاح کریں تاکہ ان کے بچے خود بخود نیک اور شائستہ نکلیں_

غذا اور صحت

خواتین کا ایک اہم فریضہ ، بچوں کی غذت کا دھیان رکھنا ہے ـ بچوں کی صحت و سلامتی اور بیماری ، خوبصورتی و بد صورتی ، حتی کی خوش مزاجی ، ذہانت اور کندذہنی کا تعلق انکی غذائي کیفیت سے ہوتا ہے ـ ان کی غذائي ضروریات بڑوں کی جیسی نہیں ہوتیں ـ بلکہ مختلف سن میں غذائي پروگرام میں بھی تغییر و تبدیلی ہوتی رہتی ہے ـ ایک بچے والی ماں کو ان تمام نکات کا لحاظ رکھنا چاہیئے ـ

بچے کی بہترین اور مکمل غذا دودھ ہے ـ بدن کی نشو و نما کے لئۓ جن غذائي اجزاء کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب دودھ میں موجود ہیں اسی سبب سے ماں کا دودھ ہر نو زائیدہ بچے کے لئۓ بہترین اور سالم ترین غذا ہے ـ ماں کے دودھ میں بچے کے معدہ کی مناسبت سے اجزاء پائۓ جاتے ہیں جنھیں وہ آسانی سے ہضم کرلیتا ہے ـ ماں کے دودھ کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہیں ہوتی ـ اسے گرم کرنے کی ضرورت نہیں ، جبکہ دودھ کو گرم کرنے سے اس کے بعض اجزاء ضائع ہوجاتے ہیں ـ

یہی سبب ہے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں : "بچے کے لئۓ ماں کے دودھ سے بہتر اور بابرکت کوئي غذا نہیں" ـ [۱۵۵]

عالمی حفظان صحت تنظیم میں مشرقی بحیرہ روم منطقے کے صدر ڈاکٹر عبدالحسین طبانے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ "سب سے بڑا عامل جو بچے کو بیماریوں کیلئۓ

آمادہ کرتا ہے ، اسے ماں کے دودھ سے محروم کردینا ہے "_[۱۵۶]

بچے کو دودھ پلانے والی ماؤں کو اس بات کا دھیان رکھنا چاہیئے کے بچے کو دودھ کے ذریعہ مختلف غذائي اجزا بہم پہونچائیں_ دودھ میں موجود اجزا ، ماں کی غذا کے ذریعہ مہیا ہوتے ہیں_ یعنی ماں کے دودھ کی کیفیت کا تعلق ، اس کی خوراک کی مقدار اور نوعیت سے ہے ، ماں کی غذا جتنی مکمل اور متنوع ہوگی اسی لحاظ سے اس کا دودھ بھی مکمل اورتمام اجزاء سے بھرپور ہوگا_ اس لئے دودھ پلانے والی ماؤں کو چاہیئے کہ اس زمانے میں اپنی غذا کا پورا دھیان رکھیں_ ان کی خوراک غذائیت کے لحاظ اتنی بھرپور ہو جو خود ان کی اور ان کے بچے کی غذائي ضروریات کوپورا کرسکے_ اگر اس بات کا دھیان نہ رکھیں گی تو خود ان کی اور ان کے بچے کی صحت و سلامتی خطرے میں پڑجائے گی_

شوہرپر بھی لازم ہے کہ اپنی بیوی کے لئے ایسی مقوی غذاؤں کا اہتمام کرے جو غذائیت کے لحاظ سے بھرپور اور مکمل ہوں_ اور اس طرح سے اپنے بچے کی صحت و سلامتی کے اسباب فراہم کرے_ اگر اس نے اس سلسلے میں کوتاہی کی تو اس کا جرمانہ دوا اورڈاکٹر کی فیس کی صورت میں ادا کرنا ہوگا_ اس سلسلے میں ڈاکٹر سے بھی صلاح لی جا سکتی ہے اور کتابوں سے بھی مدد لی جا سکتی ہے_ مختصراًیوں کہا جا سکتا ہے کہ ماں کی غذا مکمل اور متنوع اور کافی ہونی چاہیئے_ مختلف قسم کی غذائیں کھائے_ اس کی غذا سبزیوں ، پھلوں ، دالوں، گوشت ، انڈے ، دودھ ، دھی ، مکھن و غیرہ پر مشتمل ہو_ اور ان سب کا اچھی مقدار میں برابر استعمال کرتی رہے ، بلاخوف تردید کہا جا سکتاہے کہ ماں کے دودھ کا اچھا یا برا اثر بچے پر ضرورپڑتا ہے اس لئے اس چیز کو نظر انداز نہیں کردینا چاہیئے_

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: بچوں کو دودھ پلانے کے لئے احمق عورتوں کا انتخاب نہ کرو کیونکہ دودھ بچے کی فطرت کو دگرگون کردیتا ہے_[۱۵۷]

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: دودھ پلانے کے لئے خوبصورت عورتوں کا انتخاب کیجئے کیونکہ دودھ کا اثر ہوتا ہے اور دودھ پلانے والی عورت کے صفات شیر خوار بچے میں سرایت کرہ جاتے ہیں۔ [(۱۵۸)]

بچے کو دودھ پلانے کے اوقات مقرر کیجئے تا کہ نظم و ترتیب کی عادت پڑ جائے اور بردبار اور صابر بنے۔ اس کا پیٹ اور معدہ ٹھیک کام کرے اگر نظم و ضبط کا لحاظ نہ رکھا اور جہاں بچہ رویا اس کے منہ یںدودھ دے دیا تو اس کی یہی عادت پڑجائے گی۔

بڑے ہوکر بھی یہی بد نظمی اس کی سرشت میں شامل ہوجائے گی۔ حرّیت اور آزادی کا جذبہ ختم ہوجائے گا زندگی کی مشکلات میں صبر و حوصلہ سے کام نہیں لے گا۔ چھوٹے سی بات کے لئے یا تو ضد کرے گا یا رونا پٹنا شروع کردے گا۔ یہ نہ سوچئے کہ نوزائیدہ بچے میں نظم و ترتیب پیدا کرنا دشوار ہے، جی نہیں اگرچند روز ذرا صبر سے کام لیں تو جلد ہی آپ کی مرضی کے مطابق اس کی عادت پڑجائے گی۔ بچوں کی غذا کے ماہرین کا کہنا ہے کہ ہرتین چار گھنٹے کے بعد نوزائیدہ بچے کو دودھ پلانا چاہئے۔

دودھ پلاتے وقت بچے کو اپنی گود میں لٹا لیجئے۔ اس طرح اس کے لئے دودھ پینا آسان ہوگا اور آپ کی محبت و مہربانی کو محسوس کرے گے۔ اوریہی احساس اس کی آئندہ شخصیت کی تعمیر میں موثر ثابت ہوگا۔ بچے کو اپنے پہلو میں لٹا کردودھ نہ پلایئے کیونکہ ممکن ہے ایسی حالت میں کو دودھ اس کے منہ میں ہو، آپ کو نیند آجائے اور وہ معصوم بچہ اپنا دفاع نہ کر سکے اور اس کادم گھٹ جائے یہ بات بعید نہ سمجھئے کیونکہ اس قسم کے حادثات اکر رونما ہوتے رہتے ہیں۔

اگر آپ کا دودھ بچے کے لئے ناکافی ہو تو گائے کا دودھ استعمال کر سکتی ہیں۔ گائے کا دودھ ماں کے دودھ سے زیادہ گاڑھا ہوتا ہے اور اس میں مٹھاس کم ہوتی ہے۔ اس میں تھوڑا سا پانی اور شکر ملا لیجئے۔ یا پیسچرائزڈ دودھ کا استعمال کیجئے۔ دودھ کو پندرہ بیس منٹ تک خوب جوش کیجئے تا کہ اس میں موجود جراثیم مرجائیں، بچے کو بہت زیادہ گرم یا ٹھنڈا دودھ ماں کے دودھ درجہ حرارت کے مطابق ہونا چاہئے۔ ہر دفعہ پلانے کے بعد

فوراً بوتل اور چسنی کو اچھی طرح دھو لیجئے_ خصوصاً اگر میوں میں بہت دھیان رکھنا چاہئے_ کیونکہ گرمیوں میں جلدی سرانڈ پیدا ہوجاتی ہے جو بچے کی صحت و سلامتی کے لئے بیحد مضر ہے_ دھیان رکھئے کہ خراب یا رکھا ہوا دودھ بچے کو نہ دیں_ بہتر ہے دودھ کی ایسی بوتلوں سے استفادہ کریں جن میں وزن کے نشان بنے ہوتے ہیں تا کہ اس کی خوراک کی مقدار معین ہو سکے_ اگر بچے کو پاؤڈر والا دودھ دینا چاہتی ہیں تو بچوں کے ڈاکٹر سے مشورہ لیجئے کیونکہ مختلف قسم کے پاؤڈر ہوتے ہیں اور ڈاکٹر صحیح مشورہ دے سکتا ہے کہ آپ کے بچے کے معدے کے لئے کون سادودھ مناسب ہے_

بچے کو پھلوں کا رس بھی دیجئے_ پانچ چھ مہینے کی عمر سے تھوڑا تھوڑا کر کے کھانے کی عادت بھی ڈلوایئے پتلا سوپ دیجئے_ بسکٹ یا تازہ بریڈ دودھ مین بھگو کر کھلایئے تازہ پنیر اور میٹھادہی بھی بچے کے لئے مفید ہے_ نو مہینے کی عمر سے اپنے کھانے میں سے تھوڑا تھوڑا کر کے کھلایئے آپ کی طرح بچے کو بھی پانی کی ضرورت ہوتی ہے_ بچے کو پانی برابر پلاتی رہئے_ اکثر بچے پیاس کے سبب روتے ہیں_ بچے کو رقیق غذائیں دیجئے_ خاص طور پر پھلوں کا رس، اور سبزیوں اور ہڈیوں کا سوپ بچے کے لئے بیحد مفید ہے_ البتہ جہاں تک ہوسکے اس کے معدے کی نئی اور سالم مشینری کی چائے پلاکر مسموم نہ کریں_

بچے کی صفائی اور تندرسی کا بہت خیال رکھئے_ اس کا بستر اور کپڑے ہمیشہ بہت صاف ستھرے ہوں_ اس کو ہر روز نہلائیں_ کیونکہ بچے پر جراثیم جلدی اثرانداز ہوجاتے ہیں_ اگر حفظان صحت کا خیال نہ رکھا تو بچے کے بیمار یا تلف ہوجانے کا خطرہ ہے_

بچے ک بیماریوں کے ٹیکے لگوانا ضروریہے_ مثلاً چیچک، خسرہ، کالی کھانسی، پولیو وغیرہ جیسے امراض کے ٹیکے لگوا کر ان بیماریوں کی روک تھام کیجئے بیماری کے ظہور میں آنے سے پہلے ہی اس کا علاج ہونا چاہئے_

خوش قسمتی اس قسم کی بیماریوں کے ٹیکے اسپتالوں میں مفت لگائے جاتے ہیں اگر آپ نے صحت و تندرستی کے تمام اصولوں کا پوری طرح لحاظ رکھا تو آپ کے بچے صحت مند، اور مسرور و شاداب ہوں گے_

دوسرا حصہ

مردوں کے فرائض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاندان کا سرپرست

میاں بیوي، خاندان کے دوبڑے رکن ہوتے ہیں_ لیکن مرد کو، اس سبب سے کہ اس کو قدرت کی جانب سے کچھ خصوصیات علا کی گئي ہیں اور عقل و سمجھ کے لحاظ سے قوی تر بنا گیا ہے، بڑا اور خاندان کا سرپرست سمجھا جاتا ہے_

خداوند بزرگ و برتر نے بھی اس کو خاندان کا سرپرست اور ذمہ دار ٹھہرایا ہے، قرآن مجید میں فرماتا ہے: مرد عورتوں کے سرپرست ہیں کیونکہ خدا نے بعض لوگوں کو بعض دوسروں پر برتری عطا کی ہے_ (۱۵۹)

چونکہ مرد کا مرتبہ برتر ہے لہذا فطری طور پر اس کے فرائض بھی سنگین تر اور دشوار تر ہوں گے، وہی اپنی عاقلانہ تدبر سے خاندان کا بہترین طریقے سے انتظام چلا سکتا ہے اور ان کی خوش بختی و سعادت کے اسباب مہیا کر سکتا ہے اور گھر کے ماحول کو بہشت بریں کی مانند منظم و مرتب اور خوشگوار بنا سکتا ہے_ اور اپنی بیوی کو ایک فرشتہ کا روپ عطا کر سکتا ہے_

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: مرد خاندان کے سرپرست ہیں اور ہر سرپرست پر اپنے تحت تکفل افراد کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں_ (۱۶۰)

مرد، جو کہ گھر کا منیجر ہے، اس کو اس نکتہ کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ عورت بھي، مرد ہی کی مانند ایک انسان ہوتی ہے_ خواہشات اور آرزوئیں رکھنے اور زندگی و آزادي کا حق رکھتی، انہیں سمجھنا چاہئے کہ شادی کرکے کسی لڑکی کو اپنے گھر لانے کا مطلب لونڈی یا کنیز لانا نہیں ہے_ بلکہ اپنی زندگی کی ساتھی، اور اپنے لئے مونس و غمخوار لانا ہے_ اس کی اندرونی خواہشات اور آرزوؤں

و تمنّاؤں پر بھی توجہ دینا چاہئے _ ایسا نہیں ہے کہ مرد، بیوی کے مالک مطلق ہیں اور ان کی حیثیت ایک مطلق العنان حکمران کی سی ہے _ بیوی کے بھی شوہر پر کچھ حقوق ہوتے ہیں _

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے: جس طرح بیوی پر اپنے شوہروں کی نسبت فرائض ہیں، اسی طرح ان کے کچھ حقوق بھی ہیں _ اور مردوں کو ان پر برتری ہے _ (۱۶۱)

بیوی کی دیکھ بھال

اسلامی شریعت میں ، جس طرح شوہر کی دیکھ بھال کو ، ایک عورت کے لئے جہاد سے تعبیر کیا گیا ہے ، اسی طرح بیوی کی دیکھ بھال کو بھی ایک شادی شدہ مرد کا سب سے اہم اور گرانقدر عمل سمجھا گیا ہے اور اس میں خاندان کی سعادتمندی مضمر ہے _ لکن "زن داري" یا بیوی کی دیکھ بھال کوئي آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا راز ہے جس سے ہر شخص کو پوری طرح آگاہ و با خبر ہونا چاہئے تا کہ اپنی بیوی کو اپنی مرضی کے مطابق ایک آئیڈیل خاتون ، بلکہ فرشتہ رحمت کی صورت دے سکے _

جو مرد واقعی ایک شوہر کے فرائض بنھانا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ اپنی بیوی کے دل کو موہ لیں _ اس کی دلی خواہشات و رجحانات و میلانات سے آگاہی حاصل کریں اور اس کے مطابق زندگی کا پروگرام مرتب کریں _ اپنے اچھے اخلاق و کردار و گفتار اور حسن سلوک کے ذریعہ اس پر ایسا اچھا اثر ڈالیں کہ خود بخود اس کا دل ان کے بس میں آجائے _ اس کے دل میں زندگی اور گھر سے رغبت و انسیت پیدا ہو اور دل و جان سے امور خانہ داری کو انجام دے _

"زن داري" یا بیوی کی دیکھ بھال کے الفاظ ، جامع اور مکمل مفہوم کے حامل ہیں کہ جس کی وضاحت کی ضرورت ہے اور آئندہ ابواب میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی جائے گی _

اپنی محبت نچھاور کیجئے

عورت محبت کا مرکز اور شفقت و مہربانی سے بھرپور ایک مخلوق ہے اس کے وجود سے مہر و محبت کی بارش ہوتی ہے _

اس کی زندگی عشق و محبت سے عبادت ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے دوسروں کی محبوب ہوا اور جو عورت جتنی زیادہ محبوب ہوتی ہے اتنی ہی تر و تازہ اور شاداب رہتی ہے۔ محبوبیت حاصل کرنے کیلئے وہ فداکاری کی حد تک کوشش کرتی ہے۔ اس نکتہ کو جان لیجئے کہ اگر عورت کسی کی محبوب نہ ہو تو خود کو شکست خوردہ اور بے اثر سمجھ کر ہمیشہ پمردہ اور افسردہ رہتی ہے۔ اس سبب سے قطعی طور پر اس بات کا دعوی کیا جا سکتا ہے کہ بیوی کی دیکھ بھال یا "زن داري" کا سب سے بڑا راز اس سے اپنی محبت اور پسندیدگی کا اظہار کرنا ہے۔

برادر محترم آپ کی بیوی پہلے اپنے ماں باپ کی بیکراں محبت سے پوری طرح بہرہ ور تھی لیکن آپ سے رشتہ ازدواج قائم کرنے کے بعد اس نے سب سے ناطہ توڑ کر آپ سے پیمان وفا باندھا ہے اور اس امید کے ساتھ آپ کے گھر میں قدم رکھا ہے کہ تنہا آپ ان سب کی محبتوں کے برابر، بلکہ ان سے سب زیادہ اس کو محبت وچاہت دیں گے۔ وہ اس بات کی توقع رکھتی ہے کہ آپ کا عشق و محبت اس کے ماں باپ سے زیادہ گہرا اور پائیدار ہوگا چونکہ آپ کے عشق و محبت پر اعتماد کرکے اس نے اپنی تمام ہستی اور وجود کو آپ کے حوالے کردیا ہے۔ "زن داري" کا سب سے بڑا رمز اور شادی شدہ زندگی کی مشکلات کو حل کرنے کی بہترین کنجی بیوی سے اپنی محبت اور پسندیدگی کا اظہار کرنا ہے اگر آپ چاہتی ہیں کہ اپنی بیوی کے دل کو اس طرح سے مسخّر کرلیں کہ وہ آپ کی مطیع رہے، اگر آپ چاہتے ہیں آپ کی ازدواجی زندگی قائم و دائم رہے، اگر آپ چاہتے ہیں آپ کی بیوی زندہ دل، خوش و خرم اور شاداب رہے گھر اور زندگی میں پوری دل جمعی کے ساتھ دلچسپی لے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ وہ آپ سے سچے دل سے محبت کرے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آخر عمر تک آپ کی وفادار رہے، تو اس کا بہترین طریقہ یہ ہے ک جس قدر ممکن ہو سکے اپنی بیوی سے محبت وچاہت کا اظہار کیجئے۔ اگر اسے معلوم ہو کہ آپ کو اس محبت نہیں ہے تو گھر اور زندگی سے

بیزار ہوجائے گی ہمیشہ پمردہ اور اداس رہے گی_ خانہ داری اور بچوں کے کاموں میں اس کا دل نہیں لگے گا_ آپ کے گھر کی حالت ہمیشہ ابتر رہے گی_ اپنے دل میں سوچے گی کہ ایسے شوہر کے لئے کیوں جاں کھپاؤں جو مجھے عزیز نہیں رکھتا_

اگر آپ کا گھر محبت و خلوص کی دولت سے خالی ہوگیا تو ایک سلگتے ہوئے جہنم میں تبدیل ہوجائے گا اس صورت میں خواہ آپ کے گھر میں آرام و آسائشے کا کتنا ہی اعلی ساز وسامان موجود ہو ، لیکن چونکہ عشق و محبت کی مہک نہ ہوگی اس لئے بے رونق ہوگا_

ممکن ہے آپ کی بیوی نفسیاتی بیماریوں اور اعصابی کمزوریوں میں بتلا ہوجائے_ ممکن ہے آپ کی جانب سے کمی کی تلافی کرنے کے لئے دوسروں کے دلوں پر نفوذ کرنے کی کوشش کرے_ ممکن ہے شوہر اور گھر سے اس قدر بیزار ہوجائے کہ اس سرد اور بے رونق زندگی پر علیحدگی کو ترجیح دے اور طلاق کا مطالبہ کرے_ ان تمام حادثات کے ذمہ دار مرد ہوتا ہے جو بیوی بچوں کی جانب سے بے اعتنائي برتتا ہے_ یقین جانئے زیادہ تر طلاقیں ، ان ہی سرد مہریوں کی وجہ سے ہوتی ہیں_ ذیل کے اعداد و شمار پر توجہ کیجئے_

شوہر کی بے اعتنائیوں اور بے مہریوں یا زیادہ کاموں میں مشغول رہنے کے نتیجہ میں بیوی اور گھر کی طرف سے غفلت ، زیادہ تر علیحدگی کے اسباب رہے ہیں_ سنہ ۱۹۶۹ ء میں ۴۷ ۱۰۳ میاں بیوی ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے_ جن میں سے ۱۲۰۳ عورتوں نے علیحدگی کا سبب ، شوہر کی بے توجہی اور سرد مہري، احساس حقارت ، اور زندگی سے اکتاہٹ و بیزاری بتایا_ (۱۶۲)

ایک عورت نے عدالت میں کہا کہ وہ اس بات پر تیار ہے کہ اپنا مہر معاف کرنے کے علاوہ مزید دس ہزار تومان اپنے شوہر کو دیدے تاکہ وہ اس کو طلاق دے دے_ ان کی شادی کو

محض چار مہینے ہوئے تھے _ عورت نے کہا چونکہ میرے شوہر کو مجھ سے زیادہ اپنے طوطول سے پیار ہے اس لئے میں اب اس کے ساتھ زندگی گزار سکتی _ (۱۶۳)

خاندان میں مہر و محبت سب سے اہم اور گران قدر چیز ہے اسی سبب سے خداوند عالم نے قرآن مجید میں اس کو قدرت کے آثار اور بڑی نعمتوں میں شمار کیا ہے _ فرماتا ہے: خدا کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے شریک حیات بنائے تا کہ ان کے ساتھ چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت و الفت پیدا کی _ اس میں غور کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں" _ (۱۶۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: عورت مرد کے لئے پیدا کی گئي ہے اور اس کی تمام توجہ مردوں کی طرف مبذول رہتی ہے پس اپنی بیوی کو دوست رکھو _ (۱۶۵)

ایک اور موقعہ پر آپ فرماتے ہیں: جو شخص اپنی بیوی سے محبت کا زیادہ اظہار کرتا ہے وہ ہمارے دوستوں میں ہے _ (۱۶۶)

حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں: انسان کا ایمان جتنا زیادہ کامل ہوتا ہے اتنا ہی وہ اپنی بیوی سے زیادہ محبت کا اظہار کرتا ہے _ (۱۶۷)

امام جعفر صادق (ع) کا قول ہے کہ: پیغمبروں کی ایک سیرت یہ رہی ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے محبت کرتے تھے _ (۱۶۷)

حضرت پیغمبر اسلام (ص) کا ارشاد گرامی ہے کہ: مرد اگر بیوی سے کہتا ہے کہ میں تم سے سچی محبت کرتا ہوں تو اس کی یہ بات اس کے دل کبھی محو نہیں ہوگی _ (۱۶۹)

محبت دل کی گہرائیوں سے ہونی چاہئے تا کہ دل پر اثر کرے کیونکہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے _ لیکن صرف دلی محبت پر ہی اکتفا نہیں کرنا چاہئے _ بلکہ صاف صاف اس کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے _ ایسی صورت میں اس کے نتیجہ کی توقع کی جا سکتی ہے اور جواب میں دوسرے کے افعال و کردار اور زبان سے بھی محبت کے آثار نمایاں ہوں گے _ اپنی بیوی سے کھلے الفاظ میں اپنی محبت و چاہت

کا اظہار کیجئے اس کی موجودگی اور عدم موجودگی میں بھی اس کی تعریف کیجئے _ سفر پر جایئے و اس کو خط لکھئے اور اپنے درد و فراق کا ذکر کیجئے _ کبھی کبھی اس کے لئے تحفہ خرید کرلایئے اگر ٹیلیفون موجود ہو تو آفس سے اس کی خیریت پوچھ لیا کیجئے _ ایک چیز جسے خواتین کبھی فراموش نہیں کر سکتیں وہ یہی حقیقی عشق و محبت ہے _ مثال کے طور پر ذیل کا واقعہ ملاحظہ فرمایئے

ایک خاتون نے وفور جذبات سے روتے ہوئے بتایا کہ میں نے موسم خزاں کی ایک شب ایک نوجوان سے شادی کی تھی _ مدتوں ہماری زندگی بڑے آرام و سکون سے گزری _ میں اپنے آپ کو روئے زمین پر خوش قسمت ترین عورت تصور کرتی تھی _ چھ سال تک ایک چھوٹے سے گھر میں ، جسے اس نے میرے لئے بنوایا تھا ہم نے باہم زندگی گزاری _یہاں تک ایک دن میری خوش نصیبی میں کئي گنا اضافہ ہوگیا _ جس روز مجھے پتہ چلا کہ میں حاملہ ہوگئي ہوں جب میں نے اپنے شوہر کہ یہ خوش خبری سنائي تو اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکا فرط محبت سے مجھے اپنے آغوش میں کھینچ کر بچوں کی طرح رونے لگا _ اس کے بعد بازار گیا اور اس کے پاس جو کچھ جمع پونجی تھی اس سے میرے لئے ہیروں کا ایک نیکلس خرید کرلایا اور یہ کہتے ہوئے مجھے اپنے ہاتھوں سے پہنادیا کہ یہ نیکلس میں دنیا کی بہترین خاتون کی نذر کرتا ہوں ، لیکن افسوس کہ زیادہ مدت نہیں گزری کہ ایک ایکسیڈنٹ میں اس کا انتقال ہوگیا" _ (۱۷۰)

اپنی بیوی کی عزّت اور احترام کیجئے

عورت بھی مرد کی مانند اپنے آپ کو عزیز رکھتی اور اپنی شخصیت کا تحفظ چاہتی ہے _ اس کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی عزت کی جائے _ اپنی تحقیر و توہین سے رنجیدہ ہوجاتی ہے _ اگر اس کا احترام کیا جائے تو اپنی شخصیت کا احساس کرکے زندگی اور کام میں دل جمعی اور گرمجوشی کے ساتھ رہتی ہے _ اپنا احترام اسے عزیز ہے ، اور اپنا احترام کرنے والے کو پسند کرتی ہے _ اپنی توہین اور توہین کرنے والے سے متنفر ہوجاتی ہے _

جناب عالی آپ کی بیوی یقینا آپ سے اس بات کی توقع رکھتی ہے کہ دوسروں سے زیادہ آپ اس کي

عزت کریں گے اور اس کی یہ توقع حق بجانب ہے۔ کیونکہ آپ کو اپنی زندگی کا شریک اور بہترین اور سچا دوست سمجھتی ہے۔

رات دن آپ کے اور آپ کے بچوں کے آرام و راحت کے لئے زحمتیں اٹھاتی ہے کیا اس بات کی امید نہیں کر سکتی کہ آپ اس کے وجود کو غنیمت سمجھ کر اس کا احترام کریں؟

اس کی عزت افزائي کرکے آپ چھوٹے نہیں ہوجائے گے بلکہ اس چیز سے آپ حق شناسي، اور آپ کی مہر و مؤدت ثابت ہوگی ۔ جس طرح آپ دوسروں کا احترام کرتے ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اپنی بیوی کا احترام کیجئے۔ بات چیت کرتے ہیں تہذیب و ادب کا پورا لحاظ رکھئے۔ اس سے تم کرکے بات نہ کیجئے بلکہ ہمیشہ سے مخاطب کیجئے۔ کبھی اس کے کلام کو قطع نہ کیجئے۔ اس کے اوپر چیخئے چلائیےہیں۔ عزت کے ساتھ اور اچھے نام سے اسے پکاریئےیٹھتے وقت اس کے احترام کوملحوظ رکھئے۔ جب گھر میں داخل ہوں اگر اس نے سلام نہیں کیا تو آپ سلام کیجئے۔ جب گھر سے باہر جایئے وا سے خداحافظ کیجئے۔ دوسروں کے سامنے اور محفلوں میں اس کے ساتھ عزت سے پیش آیئے اس کی توہین اور بے عزتی سے قطعی پرہیز کیجئے۔ برا بھلا کہنے اور گالی دینے سے مکمل طور پر اجتناب کیجئے۔ اس کا مذاق نہ اڑایئے واہ تفریح کی خاطر خواہی کیوں نہ ہو۔ یہ نو سوچئے کہ آپ کی تو ایک خاص حیثیت ہے اس لئے آپ کو یہ حق حاصل ہے۔ جی نہیں آپ سے ایسی باتوں کی ہرگز توقع نہیں رکھتی۔ یہ بات اس کے دلی رنج کا باعث ہوگی خواہ منہ سے نہ کہے مثال کے طور پر ذیل کی داستان سنئے:

ایک خاتون جس کی عمر ۳۵۔۳۶ سال ہوگی غم و غصّہ کی حالت میں طلاق کی درخواست کرتی ہے وہ کہتی ہے کہ ہماری شادی کو تقریباً بارہ سال ہوگئے میرا شوہر اچھا آدمی ہے ایک مکمل انسان میں پائي جانے والی بہت سی خصوصیات اس میں موجود ہیں لیکن اس نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ میں اس کی بیوی، اس کی شریک زندگی اوراس کے بچوں کی ماں ہوں۔ اپنے خیال میں بزم آرا اور خوش باش قسم کا آدَمی ہے۔ محفلوں میں مجھ کو تختہ مشق بناتا ہے۔ آپ اندازہ نہیں لگاسکتے کہ مجھ کو کتنی اذیت ہوتی ہے

میرے اعصاب پر اس کا بڑا خراب اثر پڑا ہے اور بیمار رہنے لگی ہوں۔ اپنے شوہر سے میں نے ہزار بار کہا۔ بارہا عاجزی کے ساتھ سمجھایا کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔ کوئی بچہ نہیں ہوں۔ یہ مناسب نہیں کہ تم آشنا و غیر سب کے سامنے مجھ سے مذاق کرنے لگتے ہو۔ طنزیہ اور مزاحیہ جملے بولتے ہو کہ دوسرے ہنسیں اور لطف لیں۔ میں اکثر ان باتوں سے شرمندہ ہوجاتی ہوں چونکہ شروع ہی سے میں شوخ طبع اور بذلہ سنج نہیں ہوں اس لئے کبھی اپنے شوہر کی باتوں کا جواب اس کے انداز میں نہیں دے سکی۔ بارہا میں نے اس کی خوشامد کی التجا کی، مگر سب بے سود۔ اور اپنی ان حرکتوں سے باز نہیں آتا۔ لہذا اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ایسے ناقدرے انسان سے علیحدگی اختیار کرلوں جس نے کبھی میری عزت و احترام کا لحاظ نہیں رکھا۔ (۱۷۱)

مذکورہ خاتون کی طرح سبھی خواتین اپنے شوہر سے اس بات کی توقع رکھتی ہیں کہ وہ ان کی عزت کریں اور اگر ان کی بے عزتی کی جائے تو سخت ناراض ہوجاتی ہیں۔ اگر شوہر کے توہین آمیز رویے کہ مقابلہ میں خاموش رہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ انھیں اس بات کا احساس نہیں اور وہ راضی ہیں۔ بلکہ یقین جانئے دل میں بیحد رنجیدہ ہوتی ہیں خواہ مصلحتاً زبان سے کچھ نہ کہیں۔ اگر آپ اپنی بیوی کی عزت کریں گے تو وہ بھی آپ کا دل سے احترام کرے گی۔ اور آپ کے باہمی تعلقات روزبروز مضبوط اور خوشگوار ہوتے جائیں گے۔ دوسروں کی نظر میں بھی آپ قابل احترام رہیں گے۔ اگر آپ نے اس کی بے عزتی کی اور اس نے اس کا بدلہ لیا تو قصوروار آپ خودہی ہیں۔

برادر عزیز بیوی لانے اور لونڈی لانے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ بیوی آپ کے گھر لونڈی یا قیدی کی حیثیت سے نہیں آئی ہے بلکہ وہ ایک آزاد انسان ہے اور سعادتمندانہ طور پر ایک مشترکہ زندگی کی بنیاد ڈالنے کی غرض سے آپ کے گھر آئی ہے۔ جو توقعات آپ اس سے رکھتے ہیں بالکل وہی توقعات وہ آپ سے بھی رکھتی ہے لہذا ویسا ہی سلوک اس کے ساتھ کیجئے، جیسا سلوک آپ چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ کرے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی عزت

کرے گا خدا بھی اس کی عزت کرے گا_ (۱۷۲)

پیغمبر اسلام (ص) کا یہ بھی قول ہے کہ: نیک اور بلند مرتبہ لوگ اپنی بیویوں کی عزت کرتے ہیں اور پست ذہنیت اور نیچ لوگ ان کی توہین کرتے ہیں_

ایک اور موقع پر آپ فرماتے ہیں: جو شخص اپنے گھر والوں کی بے عزتی کرتا ہے زندگی کی مسرتوں کو ہاتھ سے کھودیتا ہے_ (۱۷۳)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے پدر گرامی حضرت امام محمد باقر (ع) سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: جو شخص شادی کرے اسے چاہئے بیوی کی عزت اور اس کا احترام کرے_ (۱۷۴)

خوش اخلاق بنیئے

دنیا اپنے معینہ راستے پر ایک منظم نظام کے تحت گردش کرتی ہے اور اسی نظم و ترتیب کے تحت، دنیا میں ایک کے بعد ایک حوادث رونما ہوتے رہتے ہیں_ اس وسیع و عریض کائنات میں ہمارا ناچیز وجود بمنزلہ ایک چھوٹے سے ذرے کے ہے جو ہر لحمہ دوسرے ذروں کے ساتھ حرکت میں ہے_ کائنات کا نظام ہمارے ہاتھ میں نہیں اور دنیا کے حادثات ہماری مرضی و منشاء کے مطابق رونما نہیں ہوتے_ صبح جب ہم گھر سے نکلتے ہیں اس وقت سے لیکر واپس لوٹتے ہیں طرح طرح کے چھوٹے بڑے مشکل حالات سے گزرنا پڑتا ہے زندگی کے امیدان میں اور کسب و معاش کے سلسلے جسے ایک طرح سے میدان جنگ سے تشبیہ دی جا سکتی ہے بیشمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے_ مثلاً ٹیکسی کے انتظار میں کھڑے میں، فلان شخص نے توہین کردی_ کسی کی عیب جوئي اور سرزنش کا شکار ہونا پڑا_ کوئی شخص آپ سے حسد و رقابت کرتا ہے_ باس یا ما تحتوں کے اعتراضات اور سخت کلامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے_ کسی بدنت دیا کا دیا ہوا چکر واپس لوٹ آیا مطالبات کی وصولی مشکل ہورہی ہے، غرضکہ اس قسم کے سینکڑوں چھوٹے بڑے حادثات ہر شخص کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں_ ممکن ہے ان ناسازگار_ حالات سے آپ قدر غضبناک ہوجائیں کہ ایک آتش فشان کی مانند پھٹ پڑیں چرخ گردوں اور ستمگروں پر تو آپ کا زور چلتا نہیں لیکن جس وقت گھر میں داخل ہوتے ہیں تو چاہتے ہیں اپنی طاقت و قدرت کا مظاہرہ کریں اور چرخ فلک اور کج رفتار افراد کا انتقام اپنے بے گناہ بیوی بچوں سے

لے کر اپنے دل کی بھڑاس نکالیں ۔

آپ گھر میں کیا تشریف لاتے ہیں معلوم ہوتا ہے حضرت عزرائیل گھر میں داخل ہوتے ہیں ۔ سب کی روح فنا ہوجاتی ہے ۔ بچے چوہوں کی طرح دمم دبا کر ادھر اودھر ہوجاتے ہیں ۔ خدا نہ کرے کہ کوئي معمولی سا بہانہ آپ کے ہاتھ لگ جائے ۔ کھانے میں نمک تیز ہوگیا یا کم ہے ، چائے فوراً پیش نہ کی گئي ، یا معصوم بچے نے شور مچا دیا ، گھر میں کوئي چیز غلط جگہ پر رکھی ہوئي ہے ، یا بیوی کے منھ سے کوئي نامناسب لفظ نکل گیا وا مصیبتا قیامت آگئي ہے ، اور صاحب بہادر بم کی طرح پھٹ پڑے ۔ اس کو ڈانٹا ، اس کو پھٹکارا کسی کو گالیوں سے نوازا ، کسی کو تھپڑمارا ، ایک اودہم مچ گئي ، اور اس طرح گھر کے خوشگوار اور پر سکون ماحول کو ، کہ جس میں آپ آرام کرنے کی غرض سے پناہ لینے آئے تھے ، جہنّم بنادیا ۔ اور خود اپنے ہاتھوں تیار کئے ہوئے اس جہنم میں خود بھی جلے اور بے گناہ بیوی بچوں کو بھی جلادیا ۔ اس رعب و وحشت کے ماحول میں اگر بچوں کو فرار کرنے کی مہلت مل گئي تو گلی کوچوں میں مارے مارے پھریں گے اور خدا سے چاہیں گے کہ دوزخ کا مالک کسی طرح جلدی گھر سے باہر جائے تا کہ اس کے شر سے نجات ملے ۔

ایسے ماحول میں جہاں ہمیشہ لڑائي جھگڑے اور جو تم پیزار رہے کسی کو بھی سکون وچین نصیب نہ ہوگا ایسے خاندان کی افسوسناک حالت اور خراب انجام ظاہر ہے ۔ گھر کی حالت ابتر رہے گی ۔ بیوی گھر کے ماحول اورشوہر کی تیوریاں چڑھی صورت سے بیزار ہوجائے گی ۔ وہ عورت جو ہمیشہ اپنے شوہر کی بد سلوکیوں کا شکار بنتی رہے کس طرح خوش رہ سکتی ہے ۔ اور اس سے گھر داری اور شوہر داری دلجمعی کے ساتھ دلچسپی لینے کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے ؟

اور سب سے بد تر حالت اور خطرناک سرنوشت تو ان معصوم بچوں کی ہوتی ہے جو ایسے بد نصیب ماحول میں پرورش پاتے ہیں ۔ ماں باپ کے آئے دن کے لڑائي جھگڑوں سے بلا شبہ ان کے معصوم دل و دماغ اور حساس روح پر بہت خراب اثر پڑتا ہے ۔ وہ بھی بڑے ہو کر بدمزاج ، غصہ ور ، بدتمیز اور کینہ ور نکلتے ہیں ۔ ان کے چہروں پر پژمردگی چھائي رہتی ہے ۔ چونکہ انھیں گھر کے ماحول اور زندگی میں کوئي مسرت

حاصل نہیں ہوتی ، آوارہ گردی کرتے ہیں ۔ بعض بچے اور نوجواں سماج کے حیلہ باز عناصر کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں جو اسی قسم کے بچوں اور نوجوانوں کو گمراہ کرنے کی تاک میں رہتے ہیں اور ان کے جال میں پھنس کر ہمیشہ کے لئے اپنی عاقبت خراب کرلیتے ہیں ۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ دماغی پریشانیوں میں مبتلا ہوجائیں اور بیحد خطرناک کام مثلاً قتل و غارتگری ، چوری ، یا خودکشی کا ارتکاب کرڈالیں ۔ اس بات کی تصدیق جرائم پیشہ افراد خصوصاً مجرم بچوں کی فائلوں پر نظر ڈالنے سے ہوسکتی ہے ۔ اس قسم کے بچوں کے متعلق خبریں اور اعداد شمار جو ہر روز اخبار ورسائل کے صفحات میں نظر آتی ہیں اس بات کی بہترین گواہ ہیں ان تمام ناگوار حادثات کے ذمہ دار خاندان کے سرپرست ہوتے ہیں جو اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کرپاتے اور گھر میں بداخلاقی اور بدمزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں ۔ ایسے لوگ اس دنیا میں بھی کوئی سکون و آرام حاصل نہیں کرپاتے اوریقینا اس دنیا میں بھی اپنے ان اعمال کی سزا بھگتیں گے ۔

برادر عزیز دنیا کا نظام ہمارے اختیار میں نہیں ہے ۔ رکاوٹیں ، مصائب ، پریشانیاں اس دنیا کے لاینفک جزو ہیں ۔ ہر انسان کو زندگی میں ان سب چیزوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہئے ۔ انسان کے کردار کی پرکھ ایسے ہی موقعوں پر ہوتی ہے ۔ نالہ و فریاد کئے بغیر ، مردانہ وار ان کا مقابلہ کرنا چاہئے ۔ اور ان کو حل کرنے کی فکر کرنی چاہئے ۔ انسان اس بات کی توانائی رکھتا ہے کہ سینکڑوں چھوٹی بڑی مشکلات کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرے اور اس کی ابرو پر بل نہ آئے ۔

پریشانیوں کی اصل وجہ زمانے کے ناخوشگوار حادث نہیں ہوتے بلکہ یہ خود ہمارے اعصاب کی کمزوری ہے جو ہر چھوٹی بڑی بات سے جلد متاثر ہوکر پریشانیوں اور گھبراہٹ میںمبتلا ہوجاتے ہیں اگر درپیش حالات کے مقابلے میں ہم اپنے نفس کو قابو میں رکھیں اور اپنے اعصاب پر کنٹرول کریں تو غم و غصہ کوئی معنے ہی نہیں رکھتا ۔

ہماری زندگی میں جو ناگوار حالات وواقعات پیش آتے ہیں وہ دو قسم کے ہوتے ہیں

ایک تو وہ جو اس جہاں مادی کا جزو لاینفک ہیں اور جن سے بچنے کے لئے ہماری کوئي بھی سعی و تدبیر کام نہیں آتی _ دوسرے وہ حادثات ہیں جنھیں ہم اپنی سعی و تدبیر سے ٹال سکتی ہیں _

اگر حادثات کا تعلق پہلی قسم سے ہو تو نالہ و فریاد ، غم و غصہ اور بدمزاجی کرنا بلا شک و شبہ بے سود ہوگا _ بلکہ یہ امر سو فیصدی غیر عاقلانہ ہوگا _ کیونکہ اس سلسلے میں کوئي چیز ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے ہم چاہیں یا نہ چاہیں اس جہان مادّی میںّان چیزوں کا وجود میں آنا لازمی امر ہے _ بلکہ ہمیں ان کے لئے تیار رہنا چاہئے _ البتہ اگر ان کا تعلق دوسری قسم سے ہے تو سعی و تدبیر او ربردباری سے ان کو حل کرنے کی فکر کرنی چاہئے _ اگر ہم اپنی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ رکھیں اور اپنے اعصاب کو کنٹرول میں رکھیں اور دانشمندی اور سوجھ بوجھ سے کام لیں تو اکثر مشکلات بڑی آسانی سے حل ہو سکتی ہیں _ ایسی صورت میں غصّہ اوربداخلاقی سے نہ صرف یہ کہ مشکلات حل نہیں ہو سکیں گی بلکہ ممکن ہے مزید اضافہ ہوجائے _ لہذا ایک عاقل اور باوقار انسان کو چاہئے کہ اپنے ہوش و حواس اور اعصاب کو ہمیشہ قابو میں رکھے اور زمانے کے حادثات اور زندگی کی اونچ نیچ سے متاثر ہو کر آپے سے باہر نہ ہوجائے _

انسان ایک طاقتور اور با اختیار مخلوق ہے جو اپنی سعی و کوشش اور بردباری سے بڑی سے بڑی مشکل پر فتح حاصل کرسکتا ہے _ کیا یہ چیز قابل تاسف نہیں کہ چھوٹی باتوں اور زمانے کے سرد و گرم کے مقابلے میں انسان ہمت چھوڑ بیٹھے اور نالہ و فریاد شروع کردے اور اپنے سے کمزوروں پر اپنا غصہ اتارے ان پر چیخ چلائے ؟

سب سے بڑھ کر یہ کہ زمانے کی گردش اور ناپسندیدہ عناصر کے سلوک نے آپ کی پریشانی کے حالات فراہم کئے ہیں اس سلسلے میں آپ کی بیوی بچوں کا کیا قصور ہے؟ آپ کی بیوی صبح سے اب تک گھر کے کاموں میں مشغول رہی ہے _ کھانا پکانے ، کپڑے دھونے ، گھر کی صفائي اور بچوں سے نپٹنے جیسے صبر آزما مراحل سے گزری ہے اور تھکی ہاری آپ کے انتظار میں ہے کہ آپ گھر آئیں اور اپنی خوش اخلاقی اور مہربانی سے اس کے دل کو شاد کرکے اس کی ساری تھکاوٹ دور کریں گے _

آپ کے بچے بھی صبح سے اب تک اسکول میں پڑھائی میں مشغول رہے ہیں ان کا دل و دماغ بھی تھکا ہوا ہے یا دوکان یا کارخانے میں کام میں مشغول رہے ہیں اور اب تھکے ہارے گھر لوٹے ہیں اور اپنے باپ سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ اپنی میٹھی میٹھی محبت و شفقت بھری باتوں کے ذریعہ ان کی تھکن دور کردیں گے _ اور باپ کا شفیق رویہ اور اظہار محبت ان میں ایک نئی روح پھونک دے گا اور انھیں مزید سعی و عمل کے لئے حوصلہ عطا کرے گا _

جی ہاں آپ کے بیوی بچے دل میں سینکڑوں امیدیں اور آرزوئیں لئے آپ کے منتظر ہیں _ آپ خود غور کریں کیا یہ مناسب ہے کہ وہ بیچارے آپ کی تیوریاں چڑھی ہوئی ، غصے سے لال پیلی صورت سے روبرو ہوں ؟ یہ سب آپ سے توقع رکھتے ہیں کہ آپ ان کے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوں گے _ اپنی خوش اخلاقی اور شگفتہ چہرے کے ساتھ گھر کے ماحول کو رونق بخشیں گے اور اپنی دلکش اور شفیق باتوں سے ان کے تھکے ماندے اعصاب کو سکون پہونچائیں گے نہ یہ کہ اپنی بدمزاجی اور ناروا سلوک سے گھر کے ماحول کو تیرہ و تاریک بنادیں گے اور غصہ و ناراضگی کا اظہار کرکے اور ڈانٹ ڈپٹ کرکے ان کے تھکے اعصاب کو مزید خستہ کردیں گے _

کیا آپ جانتے ہیں کہ نامناسب جملوں اور جھڑکیوں سے ان کی معصوم روح و جسم پر کتنے خراب اثرات مرتب ہوتے ہیں ؟ کہ جن کے نتائج کا خمیازہ آپ کو بعد میں بھگتنا پڑے گا _ اگر آپ کو ان پر رحم نہیں آتا تو کم سے کم خود اپنے آپ پر رحم کھایئے یہ جو آپ خود پر کنٹرول نہیں کریں گے اور معمولی معمولی باتوں پر چراخ پا ہوجایا کریں گے تو کیا آپ کا جسم اور اعصاب صحیح و سالم رہ سکیں گے ؟

ایسی صورت میں آپ کس طرح اپنے روزمرہ کے فرائض کو لجن و خوبی انجام دے سکتے ہیں اور زندگی کی مشکلات اور زمانے کے مصائب پر قابو پا سکتے ہیں ؟ کیوں اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے سکون و آرام کی جگہ کو ایک خوفناک قید خانے میں تبدیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں _ یاد رہے اس ماحول سے حاصلہ خراب نتائج کے ذمہ دار آپ خود ہوں گے _

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہمیشہ خوش و خرم اور مسکراتے رہیئے _ اور اگر کوئی مشکل آپڑے تو

غصہ اور چیخ چلاّئے بغیر اپنی عقل و تدبر سے کام لے کر سکون کے ساتھ اس کو حل کرنے کی فکر کریں؟

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جب آپ اپنی توانائیوں کو پھر سے بروئے کارلانے کی غرض سے اپنے گھر کی آسائشے گاہ میں قدم رکھیں تو اپنے دل میں خود اس بات کا تجزیہ کریں کہ غصہ اور بدمزاجی سے کوئي مشکل حل نہ ہوگی_ بلکہ اعصاب اور زیادہ خستہ ہوجائیں گے بلکہ ممکن ہے اور کئي نئي نئي مشکلات پیدا ہوجائیں لہذا بہتر ہے کہ تجدید توانائي کے لئے فی الحال آرام کروں تا کہ میرے جسم کو آرام ملے اس کے بعد تروتازہ ہوکر اطمینان کے ساتھ اس مشکل سے نپٹنے کی فکر کروں_

تھوڑی دیر کے لئے زندگی کی پریشانیوں اور تلخ حادثات کو بھول جائیے اور کشادہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے گھر میں داخل ہوئے_ خوشگوار اور محبت بھی باتوں سے اہل خانہ کے دلوں کو شاد کیجئے_ اطمینان کے ساتھ پر لطف باتیں کیجئے ہنسئے ہنسایئے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایئےور آسودہ اعصاب کے ساتھ سوجایئے آرام کیجئے، اس طریقہ کار سے آپ اپنے بیوی بچوں کے دلوں کو اور گھر کے ماحول کو خوش اور پر سکون بنا سکتے ہیں اور انھیں اپنے اپنے کاموں میں سرگرم رہنے کے لئے آمادہ کرسکتے ہیں اور خود بھی صحیح و سالم اعصاب کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکتے ہیں_

یہی وجہ ہے کہ دین مقدس اسلام میں اچھے اخلاق کو ، دیانت کا جزو اور کمال ایمان کی علامت کہا گیا ہے_

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: ایمان کے اعتبار سے کامل ترین انسان وہ لوگ ہیں جو بیحد خوش اخلاق ہوں_ تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنے خاندان کی نسبت نیکی کرے_ (۱۷۵)

پیغمبر اسلام(ص) کا ارشاد گرامی ہے کہ اچھے اخلاق سے بہتر کوئي عمل نہیں ہے_ (۱۷۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: نیکوکاری اور خوش مزاجی گھروں کو آباد اور عمر کو طویل کرتی ہے_ (۱۷۷)

امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ بھی قول ہے کہ "بداخلاق انسان خود کو عذاب میں بتلا کرلیتا ہے _[178] حکیم لقمان کا کہنا ہے : عقل مند آدمی کو چاہئے کہ اپنے گھر والوں کے درمیان ایک بچے کی مانند رہے اور اپنی مردانگی کا مظاہرہ گھر کے باہر کرے _[179]

حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں خوش اخلاقی سے بڑہ کر کوئی عیش نہیں _[180]

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا یہ بھی قول ہے کہ : اچھا اخلاق ، نصف دین ہے _[181]

حضرت رسول خدا (ص) کے ایک بڑے صحابی سعد بن معاذ، جن کا آپ بہت احترام کرتے تھے ، کا جب انتقال ہوا تو رسول اکرم نے صاحبان عزا کی طرح پا برہنہ ہو کر ان کے جلوس جنازہ میں شرکت کی _ اپنے دست مبارک سے ان کے جنازہ کو قبر میں اتارا اور قبر کی مٹی برابر کی _ سعد کی والدہ نے ، جو رسول خدا (ص) کے ان تمام احترامانہ اعمال کو دیکھ رہی تھیں اپنے بیٹے سعد کو مخاطب کرکے کہا : اے سعد بہشت مبارک ہو _

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اے مادر سعد ایسا نہ کہئے کیونکہ سعد کو قبر میں سخت فشار کا سامنا کرنا پڑا ہے _ لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتے تھے _[182]

بے فائدہ شکوے شکایات

زندگی میں مشکلات اور دشواریاں پیش آتی رہتی ہیں _ دنیا میں کوئی ایسا نہیں جسے کبھی نہ کبھی گردش ایام کا سامنا نہ کرنا پڑا ہو اور وہ سو فیصد راضی و خوش ہو اور اسے کوئی غم نہ ہو _ البتہ بعض لوگ اس قدر وسیع القلب ، صابر اور باحوصلہ ہوتے ہیں کہ مشکلات کو نہایت سکون کے ساتھ برداشت کرلیتے ہیں _ زمانے کا رونا نہیں روتے صرف ضروری مواقع پر ہی ان کا ذکر کرتے ہیں اور سنجیدگی کے ساتھ مشکلات کو رفع کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں _

باوقار انسان نالہ و فریاد ، ہر ایک پر نکتہ چینی کرنے اور ہر ایک سے اپنا دکھڑا بیان کرنے

سے گریز کرتے ہیں کیونکہاس کا کوئی فادہ بھی نہیں اور یہ چیز نفس کی کمزوری کی علامت سمجھی جاتی ہے بلکہ وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اپنی پریشانیوں کو بیان کرنے سے ان کے درد کی دوا نہیں ہوجائے گی پس اپنا درد و غم سنا کر دوستوں کی پر لطف محفل کو کیوں درہم برہم کریں اور ان کا وقت برباد کریں لیکن بعض لوگوں میں اتنا ظرف نہیں ہوتا اور انھیں اپنے نفس پر قابو نہیں رہتا کہ کوئی بات اپنے دل میں رکھ سکیں انھیں شکوہ شکایات اور نالہ و فغان کرنے کی عادت پڑجاتی ہے۔ ہر کسی کے سامنے خواہ موقع محل ہو یا نہ ہو شکایتوں کے دفتر کھول کے بیٹھ جاتے ہیں۔ دوستوں کی محفل میں، جو کہ تفریح اور پر لطف وقت گزارنے کی خاطر سجائی جاتی ہے، عنان سخن کو اپنے ہاتھ میں لے لیتے ہیںاور پریشانیوں، زمانے کے کج رفتاری، اور چرخ فلک کی شکایتیں کرنے میں مشغول ہوجاتے ہیں، گویا شیطان کی طرف سے انھیں یہ کام سونپا گیا ہے کہ انس و خوشی کی محفل کو درہم برہم کردیں اور محفل میں موجود لوگوں کو بھی ان کی پریشانیاں یادلادیں۔یہی وجہ ہے کہ اکثر دوست اس قسم کے شیطان صفت لوگوں کی صحبت سے گریز کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہے ان سے اپنا دامن بچاتے ہیں۔

چونکہ دوسرے لوگ ان کی شکایتیں سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تو اس کی تلافی اپنے گھر والوں سے کرتے ہیں اور اس سلسلے میںمعمولی باتوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ کبھی چیزوں کی مہنگائی کا گلہ کرتے ہیں کبھی ٹیکسیوں کے خراب سسٹم کی اور بسوں میں زیادہ مسافروں کو سوار کرلینے کی شکایت کرتے ہیں تو کبھی دوستوں کی بد سلوکیوں یا ساتھیوں کی رقابتوں اور رکاوٹوں یا باس کی سخت گیری اور بے انصافیوں کا رونا روتے ہیں۔ کبھی بازار کے ماندہ پڑنے یا خراب گاہکوں کا، کبھی بیماریوں اورڈاکٹروں کی اونچی فیسوں کا یا اچھے ڈاکٹروں کی کمی کا ماتم کرتے ہیں۔ اس قسم کے افراد چونکہ قنوطی ہوتے ہیں اوردنیا میں انھیں صرف برائیاں ہی نظر آتی ہیں۔ معمولی معمولی ناگوار باتوں سے متاثر ہوکر شکوہ کیا کرتے ہیں اور گھر والوں کا بھی سکون و چین غارت کردیتے ہیں۔ ان بیچاروں کے لئے توکوئی راہ فرار بھی نہیں ہے بس جلے جائیں اور حئے جائیں۔

برادر محترم اس قسم کی باتوں اور نالہ و زاریوں سے سوائے پریشانی کے کیا حاصل ؟ یہ کس درد کی دوا کرتی ہیں ؟ کیوں ایک بری اور بے سود عادت کے سبب اپنے خاندان والوں کی پریشانی میں اضافہ کرتے ہیں ؟ آپ کی بیوی صبح سے رات تک گھر میں کتنی زحمتیں اٹھاتی ہے اسے بھی گوناگوں مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے ۔ گھر کے کاموں کی کثرت اور بچوں کے ہنگاموں نے اس کے اعصاب کو تھکادیا ہے ۔

آپ کے بچے بھی اسکول سے یا اپنے کام پر سے تھکے ہارے گھر آئے ہیں سبھی آپ سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ آپ گھر آئیں گے تو اپنی خلوص گفتگو سے سب کے دلوں کو خوش کردیں گے ۔ سچ کہئے گا کیا یہی انصاف ہے کہ ان کی دلجوئی کرنے کے بجائے آپ ان کے لئے شکوہ و شکایات کا تحفہ لے کر آئیں ؟

کیوں انس و محبت کے مرکز اوراپنی آرام و آسائشے کو ایسے سلگتے ہوئے جہنّم میں تبدیل کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ جس کے ہر گوشے سے نالہ و فریاد اور آہ و زاری کی صدائیں بلند ہوتی ہیں ؟ اگر زندگی کے مخارج زیادہ ہیں یا دوسرے لوگ ناروا سلوک کرتے ہیں یا کچھ اور مشکلات درپیش ہیں تو اس میں آپ کے بیوی بچوں کا کیا قصور ہے ؟ اگر آپ کا کاروبار ماندہ چل رہا ہے ، یا ٹھپ ہوگیا ہے وہ لوگ کیا کریں؟

آپ کی یہ ضرر سال عادت جو کسی مشکل کو حل کرنے میں معاون ثابت نہیں ہو سکتی ، آپ کے گھر والوں کو ، گھر زندگی اور آپ کی صورت سے بیزار بنادے گی ، بدمزگی اور رنجیدہ دلی کے ساتھ جو کھانا کھایا جائے گا اس کا بھلا کیا اثر ہوگا ؟ بس سب زہر مار کرلیں گے ۔

آپ کے بیوی بچے آپ کے دائمی شر سے بچنے کی خاطر ، گھر سے فرار اختیار کرنے کی کوشش کریں گے بہت ممکن ہے فتنہ و فساد اور بدعنوانیوں کے رنگین جالوں میں پھنس جائیں ۔ اس کے علاوہ مختلف بیماریوں خصوصاً اعصابی امراض میں ہمیشہ گرفتار رہیں ۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ بردباری ، متانت و سنجیدگی ، اعلی ظرفی اور عقلمندی سے کام لیں؟ جب آپ گھر کے لئے روانہ ہوں تو آلام و مصائب اور تلخیوں کی وقتی طور پر فراموش کردیجئے اور ہنستے مسکراتے خوش و خرم گھر آیئے جب تک گھر میں رہئے اچھے اور خوشگورا موڈمیں رہئے ـ گھر کے ماحول کو ٹھیک رکھئے زمانے کی شکایتں اور دردل بیان کرے نہ بیٹھ جایئےور اپنے گھر والوں کو رنجیدہ و افسردہ نہ کرویجئے اچھی اچھی باتیں کیجئے خود بھی ہنسئے اور دوسروں کو بھی ہنسایئے خوشگوار ماحول میں سب مل کر کھانا کھایئےور محبت بھرے پر سکون ماحول سے فرحت حاصل کیجئے اور زندگی کی جد و جہد میں سرگرم عمل رہنے کے لئے اپنے دل و دماغ کو تروتازہ کیجئے ـ

اسلام میں بھی بردباری سے کام لینے اور آہ و زاری اور شکوہ شکایات سے اجتناب کو ایک اچھی عادت ماناگیا ہے اور اس کے لئے جزا معین کی گئی ہے ـ

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں : جب کسی مسلمان پر کوئی مصیت پڑ جائے تو لوگوں سے خدا کی شکایت نہ کرے بلکہ خدا سے ، کہ جس کے ہاتھ میں تمام مشکلات کو حل کرنے کی کنجی ہے ، شکایت کرے ـ [۱۸۳]

حضرت علی (ع) کا یہ بھی ارشاد ہے کہ : توریت میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی مصیبتوں کی شکایت کرتا ہے وہ در اصل خدا کی شکایت کرتا ہے ـ [۱۸۴]

پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: کسی شخص پر جسمانی یا مالی اعتبار سے کوئی مصیبت آپڑے اور وہ لوگوں سے اس کی شکایت نہ کرے تو خدا پر لازم ہے کہ اس کے گناہوں کو معاف کردے ـ [۱۸۵]

اعتراض اوربہانہ جوئی

بعض مردوں کو اعتراض کرنے اور عیب نکالنے کی عادت ہوتی ہے ـ گھر میں داخل ہوتے ہی اعتراضات کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے ـ چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے بھی مسلسل بولتے رہتے ہیں مثلا فلاں چیزوہاں کیوں رکھی ہے ؟ فلاں چیز اپنی جگہ پر کیوں نہیں ہے ؟یہاں پا جامہ کیوں پڑا ہے ؟یہاں گندگی کیوں ہے؟ کھانا تیار ہونے میں دیر کیوں ہوئی؟ کھانے میں نمک

کم ہے کتنی بار کہا ہے چکھ کے دیکھ لیا کرو۔ فلاں چیز کیوں نہیں پکائی؟ آج سلاد کیوں نہیں بنایا و سالن میں ہرا دھنیا کیوں نہیں ڈالا۔ ہری مرچیں دستر خوان پر کیوں نہیں آئیں چٹنی کیوں نہیں بنائی، حوض کا پانی کیوں گندہ ہے۔ گلدان کو یہاں سے ہٹاؤ۔ ہزار وقعہ کہا ایش ٹرے کو میز پر رکھا کرو۔ آخر کتنی بار کہا جائے کیسے کہا جائے وغیرہ وغیرہ اور اس قسم کے سینکڑوں چھوٹے بڑے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔

حتی کہ بعض مرد اس سلسلے میں اس قدر سختی سے کام لیتے ہیں کہ خود اپنا اور اپنے گھر والوں کا سکول و چین حرام کردیتے ہیں۔ بلکہ بعض تو اس کی خاطر شادی شدہ زندگی کے مقدس پیمان کو بھی متزلزل کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مرد کو گھر امور میں دخل دینے کا اور اچھا برا بتانے کا حق ہے اور اس کتاب کے پہلے حصہ میں خواتین کو نصیحت کی جا چکی ہے کہ مرد کے اس حق کو مانیں اور اس کی دخل اندازیوں کے مقابلے میں کسی رد عمل کا اظہار نہ کریں لیکن مرد کو جو ک خاندان کا سرپرست اور منیجر ہے احتیاط سے کام لینا چاہئے سوجھ بوجھ اور تدبر کو ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اگر گھر کے امور میں دخل اندازی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ عاقلانہ اور صحیح طریقہ اختیار کرے تاکہ اس کی بات مؤثر ثابت ہو۔

چونکہ مرد کو اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ گھر کے تمام امور میں دخل دے اور اصولی طور پر اسے اس سلسلے میں کوئی مہارت بھی نہیں ہوتی اس لئے صلاح اسی میں ہے کہ امور خانہ داری کا کل اختیار اپنی بیوی کے سپرد کردے اور اس سلسلے میں اسے پوری آزادی دے کہ اپنے سلیقے اور ذوق کے مطابق گھر کا انتظام چلائے۔ اگر اس سلسلے میں اس کے کچھ خاص نظریات ہوں تو صلاح و مشورہ کے طور پر، نہ کہ زور زبردستی اور حکم کے طور پر، اپنی بیوی کو بتادے اور اس سے کہے کہ اس کے سلیقے اور نظریے کہ بھی لحاظ رکھے۔ بیوی کو جب اپنے شوہر کے ذوق کا علم ہوجائے تو اگر وہ عقلمند اور مدبر ہے اور گھر اور زندگی سے دلچسپی رکھتی ہے تو اسے چاہئے کہ کوشش کرے کہ

اپنے شوہر کی مرضی و خوشی کا خیال رکھے _ اوراگر گھر کے بعض امور میں شوہر کی رائے کو مناسب نہ سمجھے تو نہایت نرمی و ملائمت سے اور مناسب الفاظ میں اپنے شوہر سے اس کا ذکر کردے _ ایسی صورت میں مرد کا احترام باقی رہے گا اور اس کی شخصیت مجروح نہیں ہوگی اور ایک حدتک اس کی رائے مان لی جائے گی _ کیونکہ اکثر خواتین اس صورت میں مرد کی دخل اندازیوں کو تو قبول کرلیتی ہیں لیکن اگراعتراضات کی شکل میں اور دائمی طور پر ہو تو نہ صرف یہ کہ اس کا کوئي اثر نہیں ہوتا بلکہ اس کا نتیجہ برعکس نکلنے کا بھی امکان ہے _ کیونکہ بیوی آہستہ آہستہ شوہر کے مسلسل اعتراضات کی عادی ہوجاتی ہے اور اس کو اہمیت نہیں دیتی _ ایسی صورت میں شوہر کی شخصیت اس کی نظر میں بے وقعت ہوجاتی ہے اور اس کی باتوں پر توجہ نہیں دیتی _ حتی کہ بجا اور بہت اہم اعتراضات کو بھی درخور اعتنا نہیں سمجھتی _ اپنے دل میں سوچتی ہے کہ جو بھی کام کروں گی آخر اس پر اعتراضات اور جھڑپ تو ہونی ہی ہے ، لہذا کیا ضرورت ہے کہ اس کی رضامندی حاصل کرنے کیلئے زحمت اٹھاؤں _ اس کی تو عادت ہی اعتراضات کرنے اور عیبب نکالنے کی ہے ، جتنا کرے کرنے دو _ رفتہ رفتہ گھرداری اور شوہر کے کاموں کی طرف سے سرد مہری برتنے لگتی ہے ، بعض اوقات انتقام کی غرض سے اسی کی طرح وہ بھی اعتراض اور عیب جوئي کرنے لگتی ہے _

ایسی صورت میں گھر کا ماحول، جسے سکون و آرام کا مرکز ہونا چاہیئے دائمی کشمکش کا شکار ہوکر میدان جنگ میں تبدیل ہوجاتا ہے _ ممکن ہے مسلسل اعتراضات اور جھگڑوں سے اتنا تنگ آجائے کہ ایسی زندگی پر علیحدگی کو ترجیح دے اور شادی شدہ زندگی کے تانے بانے بکھر جائیں _

بیوی خواہ کتنی ہی عاقل اور بردبار ہو بالآخر مسلسل اعتراضات اور تحقیر سے تھک جاتی ہے

مثال کے طور پر ذیل کے واقعہ پر توجہ کیجئے :

ایک شخص نے پولی چوکی میں رپورٹ درج کرائي کہ اس کی بیوی دو مہینے ہوئے لڑکر اپنے باپ کے گھر چلی گئي ہے _ اس شخص کی بیوی نے بتایا کہ میرے شوہر کو گھر کے کاموں میں میرا طریقہ کار پسند نہیں ہے _ کھانا پکانے اور گھر کے انتظامات کے سلسلے میں ہمیشہ میری تحقیر کیا کرتا ہے اس لئے میں اس کے گھر سے آگئي ہوں _ اس کی باتیں سنتے سنتے میرے کان پک گئے _ (۱۸۶)

مرد کو یہ نکتہ دھیان میں رکھنا چاہیئے کہ گھر کے امور کی تنظیم اور گھر کا انتظام عورت سے مخصوص ہے اور یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ اس کے اس حق کو سلب نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ ایک بے ارادہ مشین بن کررہ جائے۔ بلکہ اس کو مکمل آزادی و اختیار دینا چاہیئے تا کہ اپنے ذوق و سلیقے کو بروئے کارلائے اور شوق و دلچسپی کے ساتھ امور خانہ داری کو انجام دے۔ یہ بات مصلحت سے بعید ہے کہ مرد اس سلسلے میں سختی اور ہٹ دھرمی سے کام لیں اور بہانہ تراشیاں کریں۔ کیونکہ گھر کا سکون و چین اور باہمی میل محبت تمام چیزوں پر مقدم ہے۔

تسلی اور دلجوئی

جس طرح سے مرد ہمیشہ ایک حال میں نہیں رہتے اسی طرح عورتیں بھی مختلف حالات سے گزرتی ہیں کبھی خوش و مسرور اور مسکراتی ہوئي اور کبھی غمگین و افسردہ اور کبھی بدمزاج اور غصہ کی حالت میں اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً گھر کے دشوار کاموں کے سبب بہت تھک گئي ہوں۔ بچوں کے شور و ہنگاموں نے پریشان کردیا ہو۔ کسی جان پہچان والے یا ہمسایہ کے طعنہ اور تیر ونشتہ نے رنجیدہ کردیا ہو۔ ساتھیوں کی غلط شان وشوکت اور چمک دمک سے متاثر ہوگئي ہوں۔ جی ہاں اس قسم کے گوناگوں حالات پیش آسکتے ہیں جنھوں نے ان کی روح پر ایسا ڈالا ہو کہ پریشانی کی شدّت نے انھیں بے حال کردیا ہو اور اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے کسی بہانے کی تلاش میں ہوں۔

خواتین چونکہ لطیف و نازک احساسات و جذبات کی مالک ہوتی ہیں اس لئے مردوں کے مقابلے میں ناگوار حادثات سے جلدی متاثر ہوجاتی ہیں اور اپنے رد عمل کا اظہار کردیتی ہیں۔ معمولی بات سے رنجیدہ اور غصہ ہوجاتی ہیں چونکہ جذباتی ہوتی ہیں اس لئے دشواریوں کو برداشت کرنے کی ان میں تاب نہیں ہوتی اور فوراً چیخنا چلّانا شروع کردتی ہیں۔

ایسے موقعوں پر انھیں کسی کی تسلی اور ہمدردی کی ضرورت ہوتی ہے نرمی اور ملائمت سے ان کے اعصاب کو سکون پہونچانا چاہئے۔ اور اس کام کے لئے شوہر سے بہتر اور کوئی

نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ ان کا شریک زندگی ، غمخوار اور محرم ترین انسان ہے ۔ ایسے موقع پر شوہر کو چاہئے اپنی بیوی کی مدد کریں اور اس کی پمردہ اعصاب کو سکون پہونچائیں ۔

برادر عزیز جب آپ گھر میں داخل ہوں اور اگر دیکھیں کہ آپ کی بیوی غصہ میں ہے یا پریشان ہے ۔ اس کی صورت بگڑی ہوئي ہے یا چہرہ اترہوا ہے تو اس کی خلاف توقع حالت کو دیکھ کر اسکے حال زار پر رحم کھائیے اگر ناراضگی یا پریشانی کے سبب اس نے آپ کو سلام نہیں کیا تو آپ سلام کر لیجئے سلام کر لینے سے آپ کی عزت نہیں گھٹ جائے گی ۔

نرمی و محبت سے اس سے بات کیجئے ۔ ہرروز سے زیادہ گرمجوشي اور محبت و مہربانی کا مظاہرہ کیجئے ۔ ترشروئي اور غصہ سے پرہیز کیجئے ۔ گھر کے کاموں میں اس کی مدد کیجئے دھیان رکھئے کہ آپ کے منھ سے کوئي نامناسب یا سخت لفظ نہ نکل جائے ۔ مسخرہ پن کرنے سے اجتناب کیجئے ۔ اگر بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہے تو اس کے پیچھے نہ پڑجائیے لکہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیجئے ۔ یہ نہ کہئے کہ کیا ہوگیا کیوں منھ پھلائے بیٹھی ہو؟ اگر آپ سے اپنا درد دل کہنا چاہے تو اس کی باتیں خوب توجہ سے سنئے اور اظہار افسوس کیجئے ۔ اور ایسا اظہار کیجئے گویا جو ناگوار واقعات پیش آئے ہیں ان سے آپ اس سے بھی زیادہ متاثر ہوئے ہیں اس کو دل بھر کے اپنی باتیں کہہ لینے دیجئے تاکہ اس کا دل ہلکا ہوجائے ۔

جب وہ پر سکون حالت میں آجائے تو ایک مہربان سرپرست بلکہ ہمدرد شوہر کی مانند ، اس کی پریشانیوں کو رفع کرنے کے لئے عقل وتدبر سے کوشش کیجئے ۔ اس کو تسلی و تشفی دیجئے اور صبر و بردباری سے کام لینے کے لئے ہمت دلائیے خوش گفتاری کے ساتھ نرم لہجے میں دلیل و ثبوت کے ذریعہ زندگی کے ناگوار حادثات کو ناقابل اعتنا اور معمولی بتائیے حوادث زمانہ کو برداشت کرنے کے لئے اس کی حوصلہ افزائي کیجئے ۔ اور قابل علاج مسائل میں اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیجئے ۔ اگر آپ نے ذرا صبرو تحمل اور دانشمندی سے کام لیا تو بہت جلد پریشانی اور تشویش سے نجات مل جائے گی اور آپ کی زندگی پہلے کی مانند بلکہ اور بہتر طریقے سے معمول پر آجائے گی لیکن اگر آپ نے اس کی وقتي

غصہ اور تند مزاجی کے مقابلے میں بد اخلاقی اور بدمزاجی کا مظاہرہ کیا تو ممکن ہے لڑائی جھگڑے اور مارپیٹ کی نوبت آجائے بلکہ اس کا بھی امکان ہے کہ آپ میں سے کسی ایک یا دونوں کی ضد کے سبب طلاق وجدائی کی نوبت آجائے _

عیب تلاش نہ کیجئے

اس دنیا میں کوئي انسان ایسا نہیں جس میں ساری خوبیاں جمع ہوگئي ہوں اور تمام برائیوں اور نقائص سے مکمل طورپر پاک و منزہ ہو_ عموماً ہر انسان میں طرح طرح کی خامیاں اور خوبیاں پائي جاتی ہیں مثلا کوئي دبلا ہے تو کوئی بہت موٹا ، کسی کی ناک بہت لمبی ہے تو کسی کا دہانہ بڑا ہے ، کسی کے دانت بڑے بڑے ہیں تو کسی کا رنگ کالا ہے ، کسی کا قد چھوٹا ہے تو کسی کا غیر معمولی طورپر لمبا، کسی کے منہ سے بو آتی ہے تو کسی کے پیروں سے _ کوئی شرمیلا اور کم گو ہے اور کوئی بہت تیز طرار اور باتونی ، کوئی گندہ رہتا ہے، کوئي بدتمیز و بے ادب ہے ، کوئی مہمانداری کے آداب سے ناآشنا ہے ، کوئي جاہل ہے، کوئی غصہ ور، کوئي افسردہ وپمردہ رہتا ہے ، کسی کو کھانا پکانے کا سلیقہ نہیں ، کوئي فضول خرچ ہے ، کوئي بہت زیادہ کھاتا ہے اور کوئي کم خوراک ہے _ کوئي بد اخلاق ہے اور کوئی حاسد کوئي کاہل ہے اور کوئي بدزبان ، کوئي خود غرض ہے اور کوئي کینہ پرور_ غرضکہ اس قسم کے سینکڑوں چھوٹے بڑے عیوب انسانوں میں پائے جاتے ہیں کوئي بھی مرد یا عورت ایسی نہیں ملے گی جس میں ان میں سے کوئی ایک یا چند عیب موجود نہ ہوں _

مرد عام طورپر شادی سے پہلے اپنے ذہن میں ایک ایسے خیالی پیکر کو مجسم کرلیتے ہیں جو ہر عیب سے پاک اور ہر لحاظ سے مکمل ہوتا ہے اور اسے اپنے آئیڈیل کانام دیتے ہیں_ اورسوچتے ہیں کامل ترین صفات کی مالک ایک فرشتہ صفت لڑکی ان کی شریک حیات بنے گی وہ اس حقیقت سے غافل ہوتے ہیں کہ ایسی ہستی کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہے_ جب شادی کرتے ہیں اور بیوی انکے خیال خاکہ پرپورنہیں اترتی تو اعتراض کرنا اور عیب نکالنا شروع کردیتے ہیں_ شادی شدہ

زندگی کو ناکام اور اپنے آپ کو بد نصیب تصور کرنے لگتے ہیں ہمیشہ اپنی بد قسمتی اور ناکامی کا رونا روتے رہتے ہیں۔ عیب نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ حتی کہ بہت معمولی اور ناقابل اعتنا خامیوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے اور ایک بہت چھوٹی سی خامی کو اپنے ذہن میں بہت بڑا تصور کرلیتے ہیں۔ بیوی کی تحقیر کرتے رہتے ہیں یا دوسروں کے سامنے اس پر تنقید کرتے ہیں اور اس طرح اپنی شادی شادہ زندگی کے سکون و ثبات کو متزلزل کرکے خود اپنی اور اپنی بیوی کی رنجیدگی و پریشانی کے اسباب فراہم کرتے ہیں۔

ان عیب جوئیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوی دلی طور پر مکدر ہوجاتی ہے اور رفتہ رفتہ اس کی محبت اور دلچسپی میں کمی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ زندگی، خانہ داری اور شوہر کی طرف سے اس کی توجہ کم ہوتی جاتی ہے۔ اپنے دل میں سوچتی ہے کہ ایسے مرد کے گھر میں کیوں اس قدر زحمتیں اٹھاؤں، یا کبھی وہ بھی انتقام کے طور پر بدلہ لینے پر اتر آتی ہے اور شوہر کی عیب جوئی شروع کردتی ہے۔

مثلاً شوہر، بیوی کی شکل و صورت کی برائی کرتا ہے وہ اجو اب میں اس کی شکل و صورت یا قدو قامت کی برائی کرتی ہے اوراس طرح ایک دوسرے کی مذمت اور عیب جوئی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کسی کو کسی میں کوئی بھی خوبی نظر نہیں آتی۔ اور اس طرح زندگی جسے مسرت و لطافت و پاکیزگی سے مملو ہونا چاہئے باہمی کشمکس اور ایک دوسرے کی عیب جوئی اور تحقیر و بے عزتی کرنے میں گزرجاتی ہے۔

اگر اسی صورت سے زندگی کی گاڑی چلتی رہے تو آخر عمر تک اچھے دن دیکھنا نصیب نہیں ہوتے۔ کیونکہ ایسا گھر جس میں خلوص و صفائی اور مہرو محبت نہ ہو خوشی او راطمینان و سکون کی نعمت سے محروم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو مرد اپنی شادی شدہ زندگی کو ناکام اور اپنے آپ کو بدنصیب سمجھتے ہیں اور ناخوش رہتے ہیں اور وہ عورت جو مسلسل تحقیر و عیب جوئی کا نشانہ بنتی رہتی ہے، دونوں ہی ہمیشہ خطرناک امراض خصوصاً نفسیاتی اور روحانی بیماریوں میں بتلا رہتے ہیں اگر لڑائی جھگڑے بڑھتے گئے اور طلاق و جدائی تک بات پہونچ گئی تو عموماً میاں بیوی دونوں ہی کی زندگیاں تباہ ہوجاتی ہیں خاص طور پر اگر بچہ بھی ہوگیا ہو۔ کیونکہ اول تو ایسا مرد سماج میں اپنی حیثیت و آبرو کھو بیٹھتا ہے اور

لوگوں میں ایک ہوس پرست اور بیوقوف انسان مشہور ہوجاتا ہے_

دوسرے یہ کہ پہلی شادی اور طلاق کے نتیجہ میں اپنے مالی اعتبار سے بھی بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے کہ جس کی تلافی مشکل ہے اور دوسری شادی کے لئے بھی بہت خرچ کی ضرورت ہے کہ جسکی فراہمی آسان کام نہیں_ ان نقصانات کو برداشت کرکے بعید نظر آتا ہے کہ اپنی اقتصادی حالت کو آسانی کے ساتھ بہتر بنا سکے گا_

تیسرے یہ کہ معلوم نہیں آسانی کے ساتھ مناسب اور بے عیب بیوی مل سکے گی اول تو یہ کہ پہلی بیوی کو طلاق دینے سے جو بدنامی ہوجاتی ہے اس کے سبب بہت کم لڑکیاں اس سے شادی کرنے کیلئے تیار ہوتی ہیں_ فرض کیجئے لڑکی مل بھی گئی تو معلوم نہیں پہلی بیوی سے بہتر ہوگی یا نہیں_ البتہ اس بات کا امکان ہے کہ وہ مخصوص عیب اس میں نہ ہو جو پہلی بیوی میں نظر آتا تھا_ لیکن ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے بلکہ ممکن ہی نہیں ہے کہ مکمل طور پر بے عیب اور ہر نقص سے مبرا ہو_ دوسری بیوی میں متعدد و عیوب موجود ہوں گے_ خدا نہ کرے پہلی بیوی سے بھی بدتر ہو_ ایسی صورت میں چاروناچار جیسے بھی ہو اس سے نبھانا پڑے گا_ ایسے بہت کم مرد ملیں گے جو اپنی دوسری شادی سے خوش و مطمئن ہوں لیکن اپنی عزت و آبرو برقرار رکھنے کے لئے مجبور ہیں کہ نبھائے جائیں_ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے ردوں نے دوسری بیوی کو چھوڑ کر پھر پہلی بیوی سے تعلقات بحال کرلئے_

برادر عزیز اپنی بیوی کو بدبینی اور عیب جوئی کی نظر سے کیوں دیکھتے ہیں؟ اور بعض چھوٹے چھوٹے اور ناقابل اعتنا عیوب کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ رفتہ رفتہ وہ عیب بہت بڑے اور ناقابل معافی عیب بن کر آپ کی نظروں میں سما جائیں اور آپ کی اور آپ کے خاندان کی زندگیوں کو تباہ کرڈالیں_ کیا آپ کی نظر میں کوئی ایسی عورت ہے جس میں کوئی عیب نہ ہو، کیا آپ خود تمام عیوب سے پاک و مبرا ہیں کہ اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ بیوی مکمل طور پر بے عیب ہو_

اصولی طور پر ان چھوٹے چھوٹے خامیوں کی کوئی اہمیت اور وقعت ہی نہیں ہے کہ اس کی خاطر

زندگیوں کو تباہ کرڈالا جائے

آپ اپنی بیوی کے صرف عیوب اور خامیوں کو ہی دیکھتے ہیں اور اس کی خوبیوں کو نظر انداز کردیتے ہیں اگر آپ انصاف کی نظر سے دیکھیں اور حقیقت کا مقابلہ کرسکیں تو دیکھئے کہ اس میں بہت سی ایسی خوبیاں بھی موجودہیں جن کے سامنے اس کی خامیاں ماندپڑگئی ہیں_ اور ان خوبیوں پر اگر توجہ کریں تو وہ معمولی سا عیب در اصل عیب شمار کرنے کے قابل ہی نہیں ہوگا_ اسلام میں عیب جوئی کو ایک بہت بڑی اور ضرر رساں صفت کہا گیا ہے اور سختی سے اس کی ممانعت کی گئی ہے_

حضرت رسول خدا (ص) فرماتے ہیں: اے وہ لوگو جو زبان سے تو اسلام کے مدعی ہو ، لیکن ایمان نے تمہارے قلوب پر اثر نہیں کیا ہے ، مسلمانوں کی بدگوئی نہ کرواور عیب جوئی کی فکر میں نہ رہا کرو ، جو شخص دوسروں کی عیب جوئی کرتا ہے وہ خدا کی عیب جوئی کا نشانہ بنے گا اور ایسا شخص خواہ اپنے گھر میں ہو ، رسوا ہوگا_ (۱۸۷)

بدگوئی کرنے والوں کی باتوں پر دھیاں نہ دیجئے

ایک بہت بری عادت جو عام طورپر لوگوں میں پائی جاتی ہے وہ ہے دوسروں کی مذمت اور بدگوئی کرنا_ یہ گندی عادت دوستوں اور خاندانوں میں دشمنی اور کدورت پیدا کردیتی ہے ، خاندانوں کو تباہ کردیتی ہے_ گھر کے پر خلوص ماحول کی رونق ختم کردیتی ہے اور اکثر اوقات و قتل و غارت گری کے اسباب فراہم کردتی ہے_ عیب جوئی اور بدگوئی کے مختلف اسباب و عوامل ہوتے ہیں_ کبھی حس کے سبب کسی کی بدگوئی کی جاتی ہے_ کبھی دشمنی اور کینہ کے سبب اور کبھی انتقام لینے کی خاطر کبھی دوسرں کی برائی کرنے کا مقصد اپنی خود ستائی کرنا ہوتا ہے_ کبھی مذمت کسی کو کسی دوسرے کی طرف سے بدظن کرنے اور اپنی محبت جتانے کے لئے کی جاتی ہے تا کہ اس کی محبت و توجہ کو اپنی طرف مبذول کرسکے_

کبھی اس کے ذریعہ خیرخواہی اور دوستی ظاہر کرنا ہوتا ہے لیکن ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے کہ واقعی ہمدردی اور خیرخواہی کرنے کا ارادہ ہو_ ایسے ہی مواقع پر ایک ہوشیار اور عاقل انسان کا فرض ہے کہ

وہ ان بدگوئیوں کا اثر قبول نہ کرے بلکہ نہایت احتیاط اور توجہ سے کہنے والے کے مقصد کو سمجھے او ردھیان رکھے کہ اس کی ظاہر داری سے دھوکا نہ کھائے اور اس کے شیطان ہتھکنڈوں کے زیر اثر نہ آجائے۔

مرد کو ایک اہم نکتہ مد نظر رکھنا چاہیئے کہ عموماً اس کی ماں، بہن ، بھائی اور بھائی کی بیوی ، اس کی بیوی کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتیں خواہ بظاہر ان کے آپسی تعلقات اچھے ہوں۔

اس قضیہ کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ شادی سے پہلے لڑکا اپنے ماں باپ کے خاندان کا ایک فرد شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس کی اپنی الگ سے کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ماں باپ سالہا سال تک اپنے لڑکے کی تعلیم و تربیت اور پرورش کے سلسلے میں زحمتیں اٹھاتے ہیں امید کرتے ہیں کہ بڑھاپے میں ان کا سہارا بنے گا۔ اگرچہ والدین خود اپنے بیٹے کی شادی کرتے ہیں اور بظاہر وہ ایک آزاد شخصیت کا مالک بن جاتا ہے لیکن اس سے توقع رکھتے ہیں کہ اپنے ماں باپ سے قطع تعلق نہ کرلے اور خود مختار ہونے کے باوجود ان کا مطیع و فرمانبردار رہے۔ اور پہلے سے زیادہ ان سے محبت کا اظہار کرے اور تمام امور میں ، حتی کہ بیوی کو بھی ان پر ترجیح نہ دے ۔ اور پہلے کی مانند اس کی تمام تر توجہ ان پر مرکوز رہے۔

لیکن جب لڑکا شادی کرتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ایک خوش و مسرور ، آبرومند اور آزادانہ زندگی کا آغاز کرے۔ چونکہ اپنی نئی نویلی بیوی کو اپنی نئی زندگی کا شریک اور ایک اہم رکن سمجھتا ہے اس لئے اس سے عشق ودلچسپی کا اظہار کرتا ہے شب و روز محنت و مشقت کرتا ہے تاکہ زندگی کی ضروریات فراہم کرکے اپنی اور اپنی بیوی کی زندگی کے لئے آرام و آسائشے کے اسباب مہیا کرے۔ چونکہ اس سلسلے میں اس کی مشغولیات بڑھ جاتی ہیں اس لئے اپنی سابقہ زندگی سے جدا ہوجاتا ہے اور اپنے گھر والوں سے اظہار محبت کرنے کا موقع کم ملتا ہے۔

ایسے موقعہ پر اس کی ماں نہیں خطرہ کا احساس کرتی ہیں اور انھیں خدشہ پیدا ہوتاہے کہ ان کے خاندان میں ایک غیر لڑکی کے آجانے سے ان کا بیٹا ہاتھ نکل جائے گا۔ اور لڑکا اپنی بیوی سے جتنا زیادہ محبت کرتا ہے انھیں زیادہ خطرہ لاحق ہوجاتاہے۔ انھیں ڈرہوتاہے کہ کہیں ان کا بیٹا انھیں ، بالکل نظر انداز

نہ کردے اور اس سلسلے میں سارا الزام بہو کے سر تھوپتی ہیں اور اس خطرہ کوٹالنے کے لئے کوشش نہ کرتی ہیں کہ بیوی کی محبت اس کے دل سے کم کردیں اور اس مقصد کے تحت نئي نویلی بہو میں عیب نکالنا شروع کردتی ہیں۔ معمولی خامیوں کو بڑھا چڑھا کربیان کرتی ہیں۔ اس کے شوہر سے اس کی برائیاں کرتی ہیں بلکہ بعض عورتیں تو دروغ گوئي سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ بہو کونیچا دکھانے کے لئے طرح طرح کے منصوبے بناتی ہیں اور اس کو شوہر کی نظروں سے گرانے کی کوشش کرتی ہیں۔

اگر مرد سادہ لوح اور کانوں کا کچاہے تو ان کی ظاہری ہمدردیوں سے متاثرہوکر ان کی باتوں میں آجاتا ہے اور بیوی کی برائیاں اور خامیاں سن سن کر بیوی سے بیزار ہوجاتا ہے۔ بہانے تلاش کرتا ہے اوربات بے بات جھگڑا کرتا ہے۔ بہت معمولی معمولی باتوں کو نظر انداز کرنے کے بجائے بہت اہمیت دیتا ہے اور بیوی کو تنقید و اعتراض کا نشانہ بناتا رہتا ہے اور اس طرح گھر کا ماحول اعتراضات و عیب جوئي کا میدان بن جاتا ہے اور آپس میں میل محبت اور صلح و صفائي کے بجائے ، ہر وقت باہمی چپلقش ، نزاع و بیزاری کا بازارگرم رہتا ہے۔ شوہر جتنا زیادہ ماں بہنوں کی باتوں پر توجہ دیتا ہے اتنی ہی زیادہ ان کی ہمت بندھتی ہے اور زیادہ سے زیادہ بہوکی عیب جوئي اور برائياں کرتی ہیں اور ان کی فتنہ انگیزیاں میاں بیوی کے درمیان نفرت ، مارپیٹ حتی کہ علیحدگی کا باعث بن سکتی ہیں۔ بعض ساس نندیں بیچاری بہوکو اس قدر اذیتیں پہونچاتی ہیں کہ بعض اوقات بہویں پریشان ہوکر خودکشی کا اقدام کرڈالتی ہیں۔ ایسی عورتوں کی کافی تعدا د موجود ہے جو اپنی ساس نندوں یادیور جیٹھوں کے ہاتھوں تنگ ہوکر اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھوبیٹھیں۔ ہم اخباروں اور رسالوں میں ان کی داستانیں پڑھتے رہتے ہیں مثال کے طورپر ذیل کے سچے واقعات پیش خدمت ہیں :۔

ایک نئي نویلی دلہن نے اپنی شادی کے چند روز بعد ہی سوئي نگل لی۔ آپریشن کے بعد اس نے اخبار اطلاعات کے نامہ نگار کو بتایا کہ ایک ہفتہ میری فلاں شخص سے شادی ہوئي ہے جب میں بیاہ کر اپنے شوہر کے گھر آئي تو میں بھی اپنے آپ کو دوسری عورتوں کی مانند خوش نصیب تصورکرتي

تھی لیکن ابھی چند دن بھی نہیں گزرے تھے کہ نند اور شوہر کی جانب سے اذیتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس زندگی کو میں سمجھتی تھی کہ میرے لئۓ بہشت ہوگی وہ جہنم ثابت ہوئي۔ اتنی کم مدت میں ہی شوہر کے رشتہ داروں نے مجھ کو اس قدر اذیتیں اور تکلیفیں پہونچائیں کہ زندگی سے دل بھر گیا۔ سوئي نکل کر میں اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتی تھی۔ (۱۸۸)

ایک عورت نے اپنے کپڑوں میںؔآگ لگالی اور زندگی کے آخری لمحات میں پولیس کو بیان دیا کہ : میرے شوہر کے بھائیوں نے میری زندگی تلخ کردی۔ ان کی اذیتوں اور آزار سے تنگ آکر میں نے اپنے کپڑوں میں آگ لگالی۔ (۱۸۹)

ایک نئي شادی شدہ دلہن نے ساس کی بدسلوکیوں سے تنگ آکر اپنے کپڑوں میں آگ لگالی۔ (۱۹۰)

ایک عورت نے ساس کی بدسلوکیوں اور بہانہ بازیوں کے سبب آگ لگاکر اپنا خاتمہ کرلیا۔ (۱۹۱)

بعض اوقات ساس نندوں کی فتنہ انگزیاں اور جھگڑے بہت خطرناک ثابت ہوتے ہیں اور شادی شدہ جوڑے کی زندگی کی بنیادوں کو متزلزل کردیتے ہیں۔ خاندانوں کی خوشی و آسائشے کو سلب کردیتے ہیں لہذا ان باتوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئۓ بلکہ عقل و تدبر سے کام لے کر ان کو حل کرنے کی فکر کرنی چاہئۓ۔ انکے منہ تو بند نہیں کئۓ جا سکتے لیکن اس کا حل یہی ہے کہ ان کی باتوں میں نہ آجائۓ۔

مرد کو یہ بات اپنی ذہن نشین کرلینی چاہئۓ کہ مذمت ، عیب جوئي اور برائیاں، خواہ ماں کے یا نہیں یا ان کے علاوہ اور کوئي رشتہ دار، وہ ہمدردی اور خیر خواہی کی غرض سے نہیں کی جاتیں بلکہ ان کا سبب سد ، کینہ انتقام ، خود نمائي ، او رناجائز فائدہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔ چونکہ نئي دلہن کی خوشی و آسائشے ان کے لئۓ رشک و حسد کا باعث بنتی ہے اور سمجھتی ہیں کہ بہونے آکر ان کے بیٹے پر قبضہ جمالیا ہے اس لئۓ اسے اپنا رقیب سمجھنے لگتی ہیں۔ یا بعض مائیں لڑکی کی آمدنی س خودپورا پورا استفادہ کرنا چاہتی ہیں اس لئۓ بہو کا وجود ان کی نظروں میں کھٹکنے لگتا ہے یا بعض اپنے آپ کو خیر خواہ ثابت کرنے کے لئۓ بہو کی برائیاں کرتی ......بیٹے کے دل پر بہو قبضہ نہ کرلے۔

ایسی عورتوں کو صرف اپنی فکر ہوتی ہے اوراپنے مفادپر اپنے بیٹے بہو کی زندگیوں کو قربان کردتی ہیں کیونکہ اگر خیر خواہ ہوتیں تو بہو کی برائیاں او رعیب جوئي کرکے ان کی زندگیوں میں تلخیاں نہ بھر دیتیں بلکہ انکے درمیان باہمی محبت اور تعلقات کو مستحکم و پائیدار بنانے کی کوشش کرتیں ۔

تعجب تو اس بات پر ہوتا ہے کہ جب کسی لڑکی کو اپنی بیٹے کے لئۓ پسند کرتی ہیں تو اس کی تعریف میں آسمان زمین کے قلابے ملا دیتی ہیں لیکن جب وہی لڑکی بہوبن کر ان کے گھر آجاتی ہے تو صورت حال بدل جاتی ہے اور اسی لڑکی میں سینکڑوں عیب اور نقص پیدا ہوجاتے ہیں ۔

برادر عزیز ظاہری ہمدردیوں اورچرب زبانیوں سے دھوکانہ کھاجائیۓ اکثر وہ عیوب جو آپ کی بیوی میںنّکالے جاتے ہیں یا تودر اصل عیب ہی نہیں ہوتے یا اتنے معمولی ہوتے ہیں کہ عقلمند انسان ان پر توجہ نہیں دیتا ہے ۔ فرض کیجئۓ کوئي خامی ہے بھی تو کیا دنیا میں کوئي انسان بے عیب ہے ؟ جو آپ اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ آپ کی بیوی ہر عیب سے پاک ہوگي

کیا آپ کی ماں بہنیں جو آپ کی بیوی کی عیب جوئي کیا کرتی ہیں خودہر عیب سے مبرا ہیں ؟ اگر آپ کی بیوی میں کوئي کمی ہے تو کیا ہوا ، سینکڑوں دوسری خوبیاں بھی تو موجودہیں اس کی خوبیوں کو کیوں نہیں دیکھتے ؟ اگر آپ ان کی باتوں پر توجہ دیں گے تو گھر ہرروز حشر کا میدان بنا رہے گا ۔ آپ کی زندگی اجیرن ہوجائے گی اور زندگی اور بیوی سے بیزار ہوجائیں گے آپ کی بیوی بھی آپ سے اور اپنی زندگی سے بیزار ہوجائۓ گی ۔ اور اسی طرح زندگی کی گاڑی چلتی رہی تو زندگی میں کبھی سکون و چین نصیب نہ ہوگا اگر تنگ آکر علیحدگی اختیار کرلی یا طلاق دیدی تو بھی عموماً حالات میں بہتری پیدا نہیں ہوتی ، مالی نقصانات اورذہنی پریشانیوں کے علاوہ بدنامی الگ ہوتی ہے ۔ ہر ایک ایسے آدمی کو اپنی بیٹی دینے کو تیار نہیں ہوتا یادوسری شادی ہو بھی گئي تو ماں بہنیں اپنے فرائض سے سبکدوش نہیں ہوجائیں گی بلکہ اگر ان کی مرضی کے مطابق نہ ہوئي تو پھر عیب جوئي اور تنقید شروع کردیں گي ۔ پس بہتری اسی میں ہے کہ شروع میں ہی ان سے صاف صاف کہدیجئۓ کہ اگر آپ چاہتی ہیں کہ ہمارے تعلقات اور آمد و رفت

برقرار رہے تو میری بیوی کی برائیاں نہ کیا کیجئے _ اور ہمارے باہمی تعلقات میں مداخلت نہ کیجئے _ میری بیوی میں کوئی برائی نہیں ہے وہ مجھے پسند ہے اور مجھے اس سے محبت ہے _ جب وہ لوگ دیکھیں گی کہ ان کی باتوں کا آپ پر کوئی اثر نہیں ہوتا تو خود ہی خاموش ہوجائیں گی اور آپ بھی اس روز روز کی مصیبت سے نجات پاجائیں گے _

البتہ اس نکتہ کو بھی مد نظر رکھنا چاہیئے کہ بعض ماں بہنیں اتنی آسانی سے دستبردار نہیں ہوجاتیں بلکہ اپنے مقصد کی تکمیل اور بہو سے انتقام لینے کے لئے جھوٹ بولنے اور تہمت لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتیں _ اور ان کا یہ حربہ بعض وقت اتنا کارگر ثابت ہوتا ہے کہ شوہر اپنے ہوش و حواس کھوبیٹھتا ہے اور تحقیق کئے بغیر بے گناہ بیوی کو طلاق دے دیتا ہے یا بعض اوقات قتل تک کردیتا ہے _

اکثر ظلم وقتل اور طلاقیں ان ہی بدگوئیوں اور ناروا تہمتوں کے سبب وقوع میں آتی ہیں _

مثال کے طور پر ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے

ایک نوجوان جوڑا جن کے نام ... اور ... تھے تبریز میں خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت میں طلاق حاصلہ کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے _ شوہرنے عدالت میں کہا کہ میری بیوی میرے بھائی کو جو کہ اصفہان میں رہتا ہے عاشقانہ خطوط لکھتی ہے _ کل رات مجھے اس کے کپڑوں کی الماری میں کچھ خطوط ملے ہیں _ بیوی نے جو کہ زار و قطار رورہی تھی وضاحت کی اور کہا کہ میری ساس اورنند کو ..... ہر بات پر مجھ سے اختلاف ہے اور وہ مجھے ہمیشہ اذیتیں پہونچاتی ہیں اب جبکہ انھوں نے دیکھا کہ ان کے اعتراضات کا کوئی اثر نہیں ہوتا تو انھوں نے یہ خط لکھ کر میرے کپڑوں کی الماری میں رکھ دیئے اکہ میرے شوہر کو بھڑکا کر مجھے طلاق دلوادیں _ عدالت نے میاں بیوی کے درمیان صلح کرادی فقط آخر میں شوہر سے کہا کہ اپنی ماں بہن سے کہدو کہ جواں بہو کے اس قدر پیچھے نہ پڑی رہا کریں _ (۱۹۲)

ایک ۲۴ سالہ عورت نے ساس کے مظالم سے تنگ آکر اپنے اوپر تیل چھڑک کر آگ لگالی _ کچھ لمحوں کے بعد اس کی چیخیں سن کر پڑوسی مدد کو دوڑے او اسے تہران کے ایک اسپتال میں لئے گئے

اسپتال میں اس عورت نے اپنے بیان میں کہا: میری ساس میرے ساتھ رہتی ہے بہت غصہ وار اور بہانہ باز ہے ہمیشہ مجھ پر اعتراضات کرتی رہتی ہے۔ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جھگڑا کرتی ہے۔ کل جب میں سودا خریدنے کے لئے بازار گئی تو راستے میں میری ایک پرانی دوست مل گئی۔ چند لمحے ہم دونوں آپس میں باتیں کرتے رہے۔ جب میں گھر پہونچی تو میری ساس نے پوچھا: اتنی دیر کہاں رہیں؟ میں نے اپنی زمانہ طالب علمی کی ساتھی سے ملاقات کا حال بیان کیا۔ لیکن وہ سرہلا کر بولی: "جھوٹ بولتی ہے۔ تیری یہ ہمت ہوگئی ہے، میں نے سنا ہے تو محلے کے قصاب سے عشق لڑاتی ہے"۔ اس بات نہ مجھے بیحد غضبناک کردیا اور میں نے اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے خودکشی کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ (۱۹۰)

ایسے موقعوں پر مرد کو چاہئے کہ نہایت صبر و تحمل، احتیاط او ربردباری سے کام لے اور اس بات کی خوب اچھی طرح چھان بین کرے اور جب تک کوئی بات پوری طرح ثابت نہ ہوجائے ہر قسم کے اقدام سے سختی سے پرہیز کرے۔

یہاں پر ایک بات اور یاد دلادیں کہ ماں باپ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور پرورش میں بیحد زحمتیں اٹھاتے ہیں اور اولاد سے بھی بہت سی امیدیں رکھتے ہیں اور اپنے بڑھاپے کا سہارا سمجھتے ہیں اور وہ حق بجانب بھی ہیں۔ شرعی اعتبار سے بھی ضروری ہے او رانسانیت کا بھی یہ تقاضا ہے کہ جب اولاد بڑی ہوجائے اور اسے طاقت و توانائی حاصل ہوجائے تو والدین کے حقوق کو یکسر فراموش نہ کردے اور اپنے بیوی بچوں میں محو نہ ہوجائے۔ والدین کی سپاس گزاری ہر حال میں واجب ہے شادی کے بعد بھی ان کی خدمت و احترام کرنا چاہئے اگر وہ محتاج اور ضرورت مند ہیں تو ان کی مدد کرنی چاہئے۔ ان کے مقابلے میں ہمیشہ عجز و انکساری کرنا چاہئے اور ان سے ہمیشہ محبت و خلوص کا اظہار کرنا چاہئے۔ ان سے رابطہ منقطع نہیں کرلینا چاہئے۔ ان کی احوال پرسی کرنے کے لئے ان کے پاس جاتے رہنا چاہئے ان کو اپنے پاس بلاتے رہنا چاہئے۔ کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ اپنی بیوی بچوں کو بھی بتانا چاہئے کہ ان کا احترام کریں ان کی خاطر تواضع کریں۔ انھیں سمجھانا چاہئے

کہ ہماری بہتری اسی میں ہے کہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں سے محبت کریں۔ اس طرح ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا کئے جا سکتے ہیں اور انھیں خوش بھی رکھا جا سکتا ہے اگر انھیں بہو سے یہ خطرہ نہ ہو کہ وہ انھیں ان کے بیٹے سے چھڑادے گی تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ بہو کی مخالفت کریں بلکہ اس کی حمایت اور طرفداری کریں گی۔ آخر میں اس بات کی بھی یاددہانی کرادیں کہ بیوی کو اپنے شوہر سے یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ اور عزیزوں کو یکسر فراموش کردے اور ان کی زحمتوں اور محبت کو مکمل طور پر نظر انداز کردے اور ان سے رابطہ منقطع کرلے۔ یہ بات بالکل غیر فطری ہے۔

بہو اگر عقلمندی اور تدبر سے کام لے کر اپنی ساس نندوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو وہ اس کی اپنی ماں بہنوں سے بڑھ کر مہربان و ہمدرد بن سکتی ہیں۔ اگر ان کا احترام کرے ان سے محبت کا اظہار کرے اور ان کے ساتھ نیکی کرے۔ کاموں میں ان سے صلاح و مشورہ لے ان کے یہاں سے برابر آمد و رفت رکھے تو نہ صرف یہ کہ وہ اس کی مخالفت نہیں کریں گی بلکہ ہمیشہ اس کی حامی و مددگار بنیں گی اس موضوع کے متعلق کتاب کے پہلے حصہ میں مفصل بحث کی جا چکی ہے۔

اس کی لغزشوں کو نظر انداز کیجئے

ہر انسان سے خطا سرزد ہوتی ہے سوائے معصوم کے دنیا میں کوئی نہیں جس سے زندگی میں کبھی کوئی لغزش یا غلطی نہ ہوئی ہو۔ کبھی کبھی انسان سے جہالت اورنادانی کے سبب ناماسب کام انجام پا جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں عورت مرد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ شادی شادہ زندگی میں بیوی سے بھی یقینا غلطیان اور کوتاہیاں ہوتی ہیں۔ نادانی، عدم توجہ یا غصہ کی شدت، کوئی بھی وجہ ہوسکتی ہے کہ اپنے شوہر کی نسبت بے ادبی کردے یا اس کے منھ سے نامناسب الفاظ نکل جائیں یا طنز آمیز جملے بول دے یا غصہ سے بے قابو ہوکر چیخنے چلّانے لگے۔ یا شوہر کی اجازت کے بغیر یا اس کے منع کرنے کے باوجود کوئی کام کرے۔ یا بے احتیاطی یا نادانی یا بے توجہی کے سبب کوئی مالی نقصان کردے۔ غرضکہ اس قسم کی سینکڑوں دوسروں باتیں ہوسکتی ہیں جن سے کم و بیش ہر خاندان کو

سابقہ پڑتا ہے۔

البتہ اس بات کی یاددہانی ضروری ہے کہ میاں بیوی دونوں کو چاہیئے کہ ایک دوسرے کو خوش رکھنے کی کوشش کریں اور ان کاموں سے سختی سے اجتناب کریں جو ایک دوسرے کی ناراضگی و رنجیدگی کا باعث ہوں۔ لیکن ایسا اتفاق کم ہی ہوتا ہے کہ میاں بیوی کبھی کوئی غلطی ہی نہ کریں۔

بعض مرد یہ سوچتے ہیں کہ بیوی کی لغزشوں اور غلطیوں پر، خواہ وہ چھوٹی اور معمولی ہی کیوں نہ ہوں، سختی سے بازپرس کرنی چاہیئے تاکہ اس کی تکرار نہ ہو۔ اور شادی ہوتے ہی اسے آنکھیں دکھانی چاہیئے اور اپنے رعب میں لے لینا چاہیئے تاکہ اس کے ہوش حواس درست رہیں اور کوئي غلطی نہ کرے۔

لیکن تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ اس قسم کی باتوں سے نہ صرف یہ کہ حسب دلخواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا بلکہ اکثر اس کا انجام برعکس ہوتا ہے کیونکہ جو عورتیں شوہر کی زیادہ سختیوں اور دباؤ کا شکار رہتی ہیں وہ کچھ دن تو صبر و برداشت سے کام لے سکتی ہیں لیکن آخر کار ان حالات سے تنگ آجاتی ہیں اور اس وقت ممکن ہے عاجز آکر اس قید و بند سے آزداد ہونے کا فیصلہ کرلیں یا شوہر کی سختیوں، اعتراضات عتاب آور ناروا سلوک کی عادی ہوکر اس کی طرف سے بے پروا ہوجائیں۔ اپنے دل میں سوچتی ہیں کہ میرا شوہر تو معمولی معمولی باتوں پر غصہ ہوجاتا ہے غیر ارادی طور پر مجھ سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہوجاتی ہے تو مجھ نہیں چھوڑتا اور مجھ پر سختی کرتا ہے پس بہتر ہے کہ اس کی باتوں پر توجہ نہ دوں تاکہ ٹھیک ہوجائے اور ظلم و ستم سے بازآئے۔ اور اس طرح شوہر سے گستاخی کرتی ہیں۔ برابر سے جواب دیتی ہیں اور اس کی مخالفت و نافرمانی کرنے کی عادت پڑجاتی ہے۔

ایسی صورت میں مختلف نتائج سامنے آتے ہیں:

مثلاً مرد بیوی پر سختی و ظلم کرنے سے دستبردار نہیں ہوتا اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہٹ دھرمی کشمکش لڑائي جھگڑے کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اگر اسی طرح زندگی گزرتی رہے تو ساری زندگی میں کبھی خوشی و سکون میسر نہیں ہوتا۔ یا یہ ہوتا ہے کہ مرد اس کشمکش سے تنگ آکر بیوي

کے سامنے جھک جاتا ہے اور اسے مکمل آزادی دے دیتا ہے۔ ایسی صورت میں کہ جو عورت زور آزمائی اور مخالفت کے ذریعہ قید و بند سے رہائی حاصل کرے گی وہ کامیابی اور آزادی کا احساس کرے گی نتیجہ اپنے شوہر اور اس کی باتوں کی طرف سے بے اعتنائی برتے گی۔ نادان شوہر بھی جو کہ شادی شدہ زندگی اور زن داری کے اصول و رائض سے ناواقف سے ناچار ہوجائے گا کہ بیوی خواہ بڑی غلطیاں ہی کیوں نہ کرے خاموش رہے۔ یا تیسری صورت یہ ہوتی ہے کہ ضد اوررسہ کشی کے نتیجہ میں ان میں سے کسی ایک کی جان پر بن جاتی ہے اور ایسی صورت میں علیحدگی کو ترجیح دیتے ہیں۔

ایسی صورت میں مرد عورت دونوں کو ہی نقصان پہونچتا ہے یوں آسانی کے ساتھ اطمینان نصیب ہونا مشکل ہی معلوم ہوتا ہے لہذا بیوی کے عیوب کی اصلاح کرنے کے لئے سختی اور شدت عمل سے کام لینا کوئی دانشمندانہ فعل نہیں ہے بلکہ سختی سے اکثر خراب نتائج بر آمد ہوتے ہیں۔ دوستوں، واقف کاروں کی زندگی اور اخبار ورسائل میں شائع ہونے والے واقعات سے ان باتوں کی تصدیق ہوسکتی ہے۔ پس زن داری، کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ شوہر میانہ روی سے کام لے۔ عقل وتدبر کا راستہ اختیار کرے۔ بیوی کی معمولی معمولی غلطیوں اور کوتاہیوں کو، جو غلطي، غفلت یا بھول کے سبب ہوئی ہوں یکسر نظر انداز کرے۔ اور ران پڑلڑے جھگڑے نہیں بلکہ بہتر ہے کے ذرا بھی پیشانی پر شکن نہ آنے دے کیونکہ بیوی نے قصداً ایسا نہیں کیا ہے اس لئے شوہر کو غصہ اور بازپرس کرنے کا حق نہیں ہے۔ البتہ مناسب موقعہ پر نہایت اچھے اور خوبصورت الفاظ میں اس کو یادآوری کرادے کہ اس کی بات کا دھیان رکھے تاکہ آئندہ اس قسم کی غلطی عمل میں نہ آئے۔

اگر نادانی کے سبب کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے تب بھی مناسب نہیں کہ مرد غصہ اور سختی کرے اور اس کی تنبیہ و بازپرس کرنے کی سوچے۔ کیونکہ بیوی نے مخالفت اورنافرمانی کے خیال سے نہیں بلکہ اپنی جہالت اور نادانی کے سبب اسے اچھا سمجھ کر انجام دیا تھا۔ ڈانٹنے پھٹکارنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کو نظر انداز کردینا چاہئے اور مناسب موقعہ پر اچھے الفاظ میں اس عمل کی خرابي

اور اس سے پیدا ہونے والے نقصانات کو دلیل و ثبوت کے ذریعہ واضح کرنا چاہئے تا کہ بغیر کسی زور زبردستی کے اپنی مرضی و خوشی سے اس فعل سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کرلے اور بعد میں اس کی خلاف ورزی نہ کرے_ ایسی صورت میں مرد کا احترام ووقار باقی رہ سکتا ہے اور اپنے اس عمل کے ذریعہ وہ بڑی بڑی غلطیوں اور خطاؤں کے وقوع میں آنے کی ورک تھام کرسکتا ہے_

اگر نرم وملائم لہجے اورباہمی تفاہم کے ذریعہ اپنی بیوی کو اپنا ہم خیال بنا سکے اور بیوی اس کی باتوں پر عمل کرے تو چاہئے کہ بیوی کی قدردانی کرے اور اس کا شکریہ ادا کرے_ لیکن اگر دیکھے کہ اس کی باتوں پرپور توجہ نہیں دیتی اور کبھی کبھی غلطی کرجاتی ہے تو بھی بہتر ہے کہ مرد بیوی کی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کردے او راس سے سختی سے پیش نہ آئے اور انتقام لینے اور تنبیہ کرنے کی فکر میں نہ رہے حتی کہ اس کو قصور وثابت کرکے اس بات پر مصر نہ ہو کہ بیوی اس سے معافی مانگے کیونکہ عورتوں میں عموماً ایک قسم کی ضد اور خودسری پائي جاتی ہے اگر مرد ان کی اس حالت سے سمجھوتہ کرلے تو ان کے وجود سے فائدہ اٹھاسکتا ہے لیکن اگر ان کے مقابلے میں سختی اور شدت اختیار کی تو ضد اور کشمکش کے نتیجہ میں بڑے خراب نتائج برآمد ہوسکتے ہیں_ طلاق حتی قتل تک کی نوبت آسکتی ہے_

عقلمند اور ہوشیار مرد کو چاہئے کہ ہربات کے نتائج کو خوب اچھی طرح پرکھ لے اور سختی و ظلم کے نتائج کا، عفو و درگزر کے نتائج سے مقابلہ کرے تو یقینا عفو و درگزر کو ترجیح دے گا_ البتہ ناقابل معافی خطاؤں اور غلطیوں کے سلسلے میں مرد دوسرے طریقوں پر عمل کرسکتا ہے_

یہ موضوع اس قدر حساس ہے کہ دین مبین اسلام میں اس کو عورت کے ایک حق کے عنوان سے مرد پرواجب قراردیا گیا ہے_

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں، ہر حال میں عورتوں سے نباہ کرو_ ان سے خوش بیانی کے ساتھ بات کرو_ شاید اس طریقہ کارسے ان کے اعمال نیک ہوجائیں_ [۱۹۴]

حضرت امام زین العابدین (ع) فرماتے ہیں: تم پر عورت کا یہ حق ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی سے

پیش آؤ_ کیونکہ وہ تمہاری دست نگر ہے_ اس کے کھانے کپڑے کا انتظام کرو_ اس کی نادانیوں کو معاف کردو_ (۱۹۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوگوں نے سوال کیا کہ بیوی کا اپنے شوہر پر کیا حق ہے کہ اگر اسے انجام دے تو اس کا شمار نیک بندوں میں ہوگا؟

فرمایا: اس کے لباس و غذا کا انتظام کرے اور جن کاموں کو اپنی نادانی کے سبب انجام دیتی ہے انھیں معاف کرے_ (۱۹۶)

امام جعفر صادق (ع) یہ بھی فرماتے ہیں کو جو شخص اپنے زیردستوں کو معمولی خطاؤں پر تنبیہ کرے اسے اپنی بزرگی اور عزت قائم رہنے کی توقع نہیں کرنی چاہیئے_ (۱۹۷)

بیوی کی ماں

ایک اور چیز جو میاں بیوی کے درمیان ناچاقی پیدا کرتی ہے اور خاندانوں کے سکون و چین کو سلب کرنے کا سبب بنتی ہے بلکہ اس کے باعث بعض اوقات طلاق اور قتل تک کی نوبت آجاتی ہے وہ ہے بیوی کی ماں کی بیجا مداخلت اور روک ٹوک_

بعض مائیں اپنی بیٹی کی شادی سے پہلے اپنے ذہن میں ایک ایسے داماد کا تصور قائم کرلیتی ہیں جو تمام نقائص اور خامیوں سے پاک اور کامل صفات اور خوبیوں کا مالک ہوگا اور اس بات کی متوقع رہتی ہیں کہ ایک ایسے آئڈیل نوجوان سے ، کہ جو ان کے نصیب میں نہ تھا ، اپنی بیٹی کی شادی کریں_ اسی امید پر کسی نوجوان کو اپنی دامادی کے لئے منتخب کرتی ہیں_ شروع میں اس کو ایک آئیڈیل انسان مان کر اس سے اپنی محبت و شفقت کا اظہار کرتی ہیں_ شروع میں اس کو ایک آئیڈیل انسان مان کر اس سے اپنی محبت و شفقت کا اظہار کرتی ہیں_ اس کی خاطر مدارات اور عزت افزائي کرتی ہیں اپنے دل میں سوچتی ہیں کہ اگر اس میں کوئی معمولی سی خامی ہوگی تو میری ہدایات اور نصیحتوں سے اس کی اصلاح ہوجائے گی_

اگر نیا داماد ان کی مرضی کے مطابق ہوا تو خوش و خرم رہتی ہیں لیکن اگر ان کی مرضی کے مطابق نہ ہوا تو فوراً اس کے علاج کی فکر میں لگ جاتی ہیں اور شروع میں ہی فیصلہ کرلیتی ہیں کہ

اپنی یا دوسروں کی شادی شدہ زندگی کے دوران جو تجربے حاصل کئے ہیں ان سے استفادہ کرتے ہوئے داماد کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیں اس مقصد کے حصول کے لئے پلان بناتی ہیں اور اپنے تمام امکانات سے استفادہ کرتی ہیں۔ کبھی ہمدردی اور خیر خواہی کے طور پر اس کو پند و نصیحت کرتی ہیں کبھی لڑجھگڑ کے اپنا کام نکالنا چاہتی ہیں۔

اپنے مقصد کے حصول کے لئے اپنی بیٹی کو وسیلہ قرار دیتی ہیں اور اس کو تلقین کرکے اعتراضات کرنے بہانے بنانے، اور حالات کو ناسازگار بنانے پر مجبور کرتی ہیں۔

کبھی اس کو لڑنے جھگڑنے کا حکم دیتی ہیں۔ کبھی التماس و گریہ کرنے کا حکم دیتی ہیں۔ اس کے شوہر کی بدگوئی اور عیب جوئی کرتی ہیں بے چاری لڑکی جو کہ ابھی زمانے کے سرد و گرم سے نا آشنا ہوتی ہے اور اپنا بہترین حامی و خیر خواہ سمجھتی ہے اس کی تلقین و نصیحتوں کا اثر قبول کرکے اس کے احکام کے مطابق کام کرتی ہے اگر اس وسیلے سے داماد قابو میں آگیا تو کیا کہنے۔ لیکن اگر داماد نے ان کی خواہشات کے آگے سر نہ جھکایا تو ضد اور کشمکش کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ حتی کہ اس ضد کا انجام طلاق مارپیٹ اور قتل کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر داماد اپنی بیوی کی ماؤوں سے ناخوش رہتے ہیں اور انکی بیجا مداخلتوں سے پریشان رہتے ہیں۔ اپنی بیوی کی بہانہ بازیوں اور عدم موافقت کا باعث سال کو سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہی اپنی بیٹی کو سکھاتی ہے اور زندگی چین سے گزارنے نہیں دیتی۔

نمونے کے طور پر چند دامادوں کے درددل سنتے چلیں۔

(جوادرم) لکھتاہے: میری ساس ایک دیونی ہے ایک ادھا ہے۔ ایک دوسروالی ناگن ہے۔ خدا جنگل کے بھیڑیئے و بھی ایسی ساس نصیب نہ کرے۔ مجھ سے نہ جانے کہاں کا بدلہ لے رہی ہے۔ میری زندگی تباہ کردی ہے کہ قریب ہے اس کے ہاتھوں دیوانہ ہوکر کوہ و بیابان کی طرف بھاگ جاؤں صرف میں ہی واحد شخص نہیں ہوں جو اپنی ساس کے ہاتھوں خون کے آنسو رو رہاہوں بلکہ اس درد میں

بہت سے لوگ بتلا ہیں میرا خیال ہے ہر سو شادی شدہ مردوں میں سے ۹۵ افراد اس پریشانی میں بتلا ہوں گے ۔ اور شاید باقی لوگوں کی ساسیں ہی نہ ہوں گی ۔ محمد ف رقمطراز ہے : میری ساس میری او رمیری بیوی کی زندگی میں بہت دخل دیتی ہے بلا وجہ ہماری پریشانی کا باعث بنی ہوئي ہے ۔ میری خاندان کی غیبت کرتی ہے ۔ جب میں اپنی بیوی کے لئے کوئي چیز خرید کرلاتا ہوں فوراً اعتراض کردیتی ہے کبھی اس کے رنگ پر تنقید کرتی ہے کبھی اس کے ڈیزائن کی برائي کرتی ہے ۔ ہزار طرح سے کوشش کرتی ہے کہ جو چیزیں خرید کرلایا ہوں اس کو معمولی اور حقیر ظاہر کرے ۔

پرویز ۔ ک لکھتا ہے : اس کی وجہ سے ہم میں اب تک تین بار طلاق کی نوبت آچکی ہے ۔ بچھو کی طرح ڈنک مارتی ہے ۔ اپنی بیٹی کو سکھاتی ہے میری توہین کرے اور گھر کے کام نہ کرے اور بیجا توقعات کرتی رہے ۔ جب ہمارے گھر آتی ہے ایک ہفتہ تک ہمارا گھر جہنم بنا رہتا ہے ۔ اسی لئے مجھے اس کو دیکھنے کی تاب نہیں ۔ (۱۹۸)

بعض داماد ساسوں کے اثر و نفوذ کو کم کرنے اور ان کی دخل اندازیوں کی روک تھام کرنے کے لئے اس مشکل کا حل یوں تلاش کرتے ہیں کہ ان سے قطع تعلق کرلیتے ہیں ۔ ملاقاتوں اور آمد و رفت کا سلسلہ محدود کردیتے ہیں ۔ اجازت نہیں دیتے کہ ان کی بیوی اپنے ماں باپ کے گھر جائے یا وہ ان کے گھر آئیں ۔ ان کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے بے اعتنائي برتتے ہیں ۔ ان دخل اندازیوں پر اعتراض کرتے ہیں ۔ مختصر یہ کہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں ۔

لیکن مذکورہ روش کوئي عاقلانہ روش نہیں ہے بلکہ اس کا نتیجہ برعکس نکلتا ہے کیونکہ ماں بیٹی کی محبت ایک فطری تعلق ہے جسے منقطع کردینا ایسی آسانی سے ممکن نہیں ہے ۔ مرد یہ توقع کیسے کرسکتا ہے کہ وہ لڑکی جس نے سالہا سال اپنی ماں کی آغوش میں پرورش پائي ہے اور اس کی شفقت سے بہرہ مند رہی ہے اور اب بھی اس کو اپنا بہترین حامی و خیر خواہ

سمجھتی ہے ایک اجنبی مرد سے شادی کے رشتہ میں بندھ کر بغیر چون و چرا اس کی بات مان لے گی اور اپنے ماں باپ کی زحمتوں اور محبتوں کو یکسر فراموش کر کے ان سے مکمل قطع رابطہ کرنے پر راضی ہوجائے گی۔ یہ چیز ہرگز امکان پذیر نہیں ہے اور اگر چند روز کے لئے تعلقات منقطع بھی کر لئے تو یہ حالات ہمیشہ باقی نہیں رہ سکتے کیونکہ زور زبردستی اور جبر، ہمیشہ قائم نہیں رہ سکتا۔ ایک مدت ممکن ہے صبر و ضبط سے کام لے لیکن آخر کار ایک دن اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوجائے گا اور اپنے شدید رد عمل کا اظہار کر ڈالے گی۔ ممکن ہے زیادہ سختیوں سے تنگ آکر گستاخ ہوجائے اور نافرمانی کرنے لگے ممکن ہے شوہر کے رشتہ داروں سے اس کا بدلہ لے اور لڑائی جھگڑا کرے۔ اس کے علاوہ ساس سے مکمل قطع رابطہ کرلینا ناممکن سی بات ہے۔ ماں بھی تو اپنی بیٹی سے دستبردار نہیں ہوجائیگی بلکہ یہ امر باعث بنتا ہے کہ دلوں میں کدورت اور تنفر مزید بڑھے اور براہ راست یا بالواسطہ طور پر آزار واذیت پہونچانے اور عدم تعاون کرنے کے لئے اپنی بیٹی کی ہمت افزائی کرے۔

ایسی صورت میں طلاق تک کی نوبت آسکتی ہے۔بہت سی طلاقیں انھیں غیر عاقلانہ ضدوں اور رسہ کشی کے نتیجہ میں انجام پاتی ہیں ۔

ان سب باتوں کے علاوہ، اصول طور پر یہ بات انسان کے مفاد میں نہیں ہے کہ اپنی بیوی کے رشتہ داروں سے بجائے اس کے کہ ان کی محبت و حمایت حاصل کی جائے۔ ان کے وجود سے استفادہ کیا جائے ان سے رابطہ منقطع کرلیں۔

بہر حال یہ غیر عاقلانہ روش نہ صرف یہ کہ کچھ سودمند ثابت نہیں ہوسکتی بلکہ مشکلات میں مزید اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ صورت حال اور زیادہ نازک ہوجاتی ہے اور اکثر اس کا انجام قتل یا خودکشی ہوتا ہے۔

ہندوستان کی پولیس نے رپورٹ دی کہ سنہ ۱۹۶۷ میں نئی دہلی میں ۱۳۶ خودکشی کی وارداتیں ہوئی ہیں جن میں سب کا اصلی سبب داماد اور ساس کے درمیان اچھے تعلقات استوار

نہ ہوتا تھے ۔[199]

ایک شخص نے اپنی ساس کی دخل اندازیوں سے پریشان ہوکر خودکشی کرلی ۔[200]

ایک شخص جو اپنی ساس کی بیجا مداخلتوں سے سخت تنگ آچکا تھا ، اس کو ٹیکسی سے باہر پھینک دیا ،[201] ایک شخص نے گھونسہ مارکر اپنی ساس کا سرتوڑدیا ۔ اس بات پر غضبناک ہوکر اس کے سالے نے اس کو چاقو سے زخمی کردیا اور بھاگ گیا ۔[202]

ایک شخص ... اپنی ساس سے اس قدر تنگ آگیا تھا کہ گرم گرم کلے پائے کا پیالہ اس کے سرپر الٹ دیا ۔ ساس چیخ مارکر زمین پر گرگئي ۔ اس کو اسپتال لے جایا گیا ۔ ڈاکٹروں نے معائنہ کرنے کے بعد کہا کہ چونکہ وہ بہت بری طرح جل گئي ہے اور اس کی حالت خطرہ میں ہے اس لئے اس کو تہران لے جانا چاہئے ۔بیوی اپنی ماں کو تہارن لے کر گئي اور اپنے شوہر کہا ہم شوشتر میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے تھے اور جلدی ہی تہران جاکر طلاق حاصل کرلیں گے کیونکہ مجھے تمہارا جیسا شوہر نہیں چاہئے ۔[203]

مذکورہ روش مناسب نہیں اور جہاں تک ممکن ہو اس سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ یہ روش اس مشکل کا حل نہیں بن سکتی بلکہ دوسرا راستہ بھی موجود ہے جو زیادہ معقول اور زیادہ قابل اطمینان ہے اول تو یہ کہ اس میں کسی ضرر کا خدشہ نہیں ہے دوسرے اس میں کامیابی کا امکان زیادہ ہے ۔ یہ دونکتے ذہن نشین کرلینے چاہئیں ۔

۱ ۔ یہ بات مسلم ہے کہ ساس اپنے داماد کی دشمن اور بدخواہ نہیں ہوسکتي ۔ بلکہ فطری بات ہے کہ اس کو بہت عزیز رکھتی ہے اور اپنی بیٹی سے محبت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اپنے داماد سے بھی محبت کرے کیونکہ وہ سمجھتی ہے کہ اس کی بیٹی کی خوشبختی اس کے ہاتھ میں ہے ۔ پس اگر ان کی داخلی زندگی میں مداخلت کرتی ہے تو یقینا اس کی نیت بری نہیں ہوتی بلکہ جو کچھ بھی کرتی ہے ہمدردی اور خیرخواہی کی غرض سے کرتی ہے ۔

البتہ اس بات کا امکان ہے کہ بیجا مداخلتیں کرے اور اس کی تجاویز غلط یا ضرر بخش ہوں

لیکن وہ محض اس کا نادانی اور جہالت کے سبب ہو سکتی ہیں_ اس کو بد بختی پر محمول نہیں کرنا چاہیئے_

۲_ ماں اور اولاد کا تعلق ایک فطری چیز ہے کہ جس کو آسانی سے منقطع نہیں کیا جا سکتا_ اور اگر کوئي اس تعلق کو منقطع کرنے کے درپے ہوجائے تو یہ ایک غیر فطری عمل ہوگا اور اس کے نتائج بیحد خراب ہوں گے اصولی طور پر یہ چیز انصاف سے کوسوں دور ہے کہ انسان ماں بیٹی کے رابطہ کو منقطع کرنا چاہے اور ان کے درمیان جدائي ڈال دے_ جس طرح مرد چاہتا ہے کہ آزادی کے ساتھ اپنے ماں باپ سے تعلقات قائم رکھے او رآزادانہ طور پر ان کے پاس جائے اور وہ اس کے پاس آئیں_ اسے خود سوچنا چاہیئے کہ اس کی بیوی بھی جذبات و احساسات رکھتی ہے اور اس کا بھی دل چاہتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے میل جول رکھے_ مذکورہ باتوں کو مد نظر رکھ کر کہا جاتاہے کہ اس مشکل کا بہترین حل یہ ہے کہ ساس سے بلکہ بیوی کے تمام دوسرے رشتہ داروں سے اچھے تعلقات رکھنا چاہیئے اور ان احترام کرنا چاہیئے_ مہربانی اور اچھے اخلاق کے ذریعہ ان کی محبت و توجہ حاصل کرنی چاہیئے_ نیکی اور محبت کا اظہار کرکے انھیں اپنا بنا لینا چاہیئے_ کاموں میں ان سے صلاح و مشورہ لینا چاہیئے_ اپنی مشکلات کو ان سے بیان کرکے ان کی رائے لینی چاہیئے_ ان کی مفید تجاویز اورہدایات پر توجہ دینی چاہیئے_ ان سے اپنی بیوی کی برائي نہیں کرنی چاہیئے_ ایسا کام کرنا چاہیئے کہ انھیں یقین ہوجائے کہ وہ ان کی بیٹی کا وفادار ہے_ اور واقعی اس کو چاہتا ہے_ اگر رائے نامناسب ہو تو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس مین ان کی بدبینی کو دخل ہے بلکہ ایسی صورت میں کوشش کرنی چاہیئے کہ اچھے الفاظ میں ثبوت و دلائل کے ذریعہ اس چیز کے مضر نتائج بیان کردے_ ان کی تجاویز کو غصہ یا بے اعتنائي کے ساتھ رد نہیں کردینا چاہیئے حتی کہ اگر بیوی سے بھی کھٹ پٹ ہوگئي ہو تو اس کو شکایت کے طور پر نہیں بلکہ دوستانہ طریقے سے اور مدد طلب کرنے کی غرض سے ان سے بیان کرے اور ان کے خیالات سے استفادہ کرے_ مرد کو چاہیئے کہ ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھے کہ بیوی کے ماں باپ اور بھائي بہنوں سے محبت کرنا اور ان کا خیال رکھنا ، ازدواجی زندگی کا ایک بہت بڑا راز اور"زن داري" کے لوازمات میں شمار ہوتا ہے_ اس طرح سے وہ داماد پر مکمل اعتماد کرتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں اور شادی شادہ زندگی کی بہت سی مشکلات خود بخود حل ہوجاتی ہیں_ بنابراین جہاں

یہ دیکھنے آتا ہے کہ اکثر داماد حو اپنی ساسوں سے پریشان ہیں تو ایسا نہیں ہے کہ ساری غلطی ساسوں کی ہی ہوتی ہے بلکہ وہ خود بھی بے قصور نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ وہ خود ہوتے ہیں جو اپنے غیر خرومندانہ طرز عمل سے ایک حقیقی خیر خواہ کو مزاحمت کرنے والا سمجھ لیتنے ہیں۔

ایسے بہت سے داماد ہیں جو اپنی بیوی کے ماں باپ اور بہن بھائیوں سے اچھے تعلقات رکھتے ہیں اور ان کی محبت و حمایت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔

ذیل کے نمونوں پر غور فرمایئے

منوچہر... لکھتا ہے: میری ساس ایک فرشتہ ہے بلکہ فرشتہ سے بھی بہتر ہے میں اپنی ماں سے زیادہ ان سے محبت کرتا ہوں بےحد مہربان، نیک اور سمجھدار خاتون ہیں، میری داخلی زندگی کی مشکلات کو میری ساس حل کرتی ہیں۔ ان کا وجود ہمارے خاندان کی خوشبختی اور سعادت کا ضامن ہے، البتہ ممکن ہے بعض ساسیں ضدی اور خود خواہ جن میں سوجھ بوجھ اور لیاقت نہ ہو اور ان کی بیجا مداخلتوں اور غیر علاقلانہ تجاویز سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو۔ لیکن ایسی صورت میں بھی طلاح نہیں کہ ان سے لڑائي جھگڑا کیا جائے اور سخت و خشونت آمیز رویہ اختیار کیا جائے۔ بلکہ بہتر یہ ہے حتی الامکان نرمی و محبت اور خوش اخلاقی کے ساتھ ان سے برتاؤ کیا جائے۔ اگرچہان کہ اصلاح نہیں کی جاسکتی لیکن اس طرح ان کی ضد اور اعتراضات کو کسی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور اس بڑے خطرے کوٹا لا جا سکتا ہے جو ممکن ہے ازدواجی زندگی کے محل کو چکنا چور کردے اس سلسلے میں شوہر کے لئے لازم ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ مکمل مفاہمت پیدار کرنے کی کوشش کرے اور اظہار محبت کے ذریعہ اس کے قلب کو مسخر کر کے اس کا اعتماد حاصل کرے۔ اس کے بعد ساس کی بیجا مداخلتوں اور غلط تجاویز کے سلسلے میں اپنی بیوی سے مناسب الفاظ میں بات کرے اور اس کے خراب نتائج کو بیان کرے اور دلیل و ثبوت کے ذریعہ اسے سمجھائے کہ اس کی ماں کی تجاویز درست نہیں ہیں

۔

اگر شوہر اپنی بیوی سے پوری طرح مفاہمت پیدا کرلے اور اسے اپنا ہم خیال بنا لے تو ساری مشکلات منجملہ ساس کی مشکل بھی خود بخود حل ہو جائے گی_ بہر حال اس بات کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ نرمی اور خوش اخلاقی اور خردمندانہ تدبر کے ذریعہ تمام مشکلات آسانی کے ساتھ حل کی جا سکتی ہیں اور شادی کے مقدس بندھن کو مستحکم کیا جا سکتا ہے_

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: دوستی بڑھانا، نصف عقل ہے_ (۲۰۵)

حضرت علی کا یہ بھی ارشاد ہے کہ: لوگوں سے نزدیکی اور ران سے خوش اخلاقی سے پیش آنے سے شر اور برائیئں کی روک تھام ہوتی ہے_ (۲۰۶)

حضرت علی یہ بھی فرماتے ہیں کہ: جو شخص تم سے سختی سے پیش آور شاید اسی وسیلے سے وہ رام ہو جائے_ (۲۰۸)

حضرت علی ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں: ایک دوسرے سے نزدیکی اختیار کرو_ اور احسان کرو_ لڑائی جھگڑے اور دوری سے پرہیز کرو_ (۲۰۸)

دھیان رکھئے

عورت جذباتی ہوتی ہے اور اکثر اس کی عقل پر اس کے احساسات و جذبات غالب آجاتے ہیں کمرد کے مقابلے میں عورت جلدی یقین کرلیتی ہے اور جلدی فریب کھا لیتی ہے چونکہ حساس اور لطیف روح کی مالک ہوتی ہے اس لئے جلدی متاثر ہو جاتی ہے ـ جلد کسی چیز کی شیفتہ ہو جاتی ہے جلدی آزردہ خاطر ہو جاتی ہے ـ ظاہری ہے ـ ظاہری چیزوں سے فریب کھا جاتی ہے ـ اپنے احساسات پر کنٹرول پانا اس کے لئے دشوار ہے جب اس کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں تو انجام کار سوچے بغیر فیصلہ کرلیتی ہے لہذااگر مرد اپنی بیوی کے اعمال و کردار پر نظر رکھے تو یہ چیزخاندان کے مفاد میں ہوگی اور اس کے ذریعہ بہت سے احتمالی خطرات کی روک تھام کی جاسکتی ہے ـ اسی لئے اسلام کے مقدس آئین میں کرد کو خاندان کا سرپرست مقرر کیا گیا ہے اور اس کو

ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔ خداوند حکیم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

مرد عورتوں کے سرپرست ہیں کیونکہ خدا نے بعض لوگوں کو بعض دوسروں پر برتی عطا کی ہے چونکہ مردوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا ہے۔ پس نیک بخت بیبیاں تو شوہروں کی تابعداری کرتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے جس طرح خدا نے حفاظت کی ہے وہ بھی ہر چیز کی حفاظت کرتی ہیں [۲۰۹]

مرد کو چونکہ خاندان کا سرپرست مقرر کیا گیا ہے اس لئے وہ ایسا نہیں کرسکتے کہ اپنی بیوی کو بالکل آزاد چھوڑ دیں بلکہ ان کی مخصوص ذمہ داری کا یہ تقاضہ ہے کہ ہمیشہ ان کی نگہبانی کریں اور اس کے اعمال و حرکات پر نظر رکھیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی سادہ لوحی کے سبب منحرف نہ ہو جائے۔ اگر دیکھے کہ فاسد اور نا مناسب لوگوں کے ساتھ میل جول رکھتی ہے تو اچھے الفاظ میں اس کو متنبہ کردیں۔ اور اس کے نقصان و ضرر سے آگاہ کردیں اور ان لوگوں سے اس کی دوستی و آمد و رفت کو جبس طرح بھی ہو منقطع کردیں۔ اجازت نہ دیں کہ جسم کے خطوط کو واضح کرنے والے لباس اور سبج دھج کر بالکل آزادانہ طور پر گھر سے باہر نکلے اور غیروں کی پر ہوس نگاہوں کا نشانہ نبے۔ اجازت نہ دے کہ عیش و عشرت کی محفلوں میں شرکت کرے۔ عورت کو اگر مطلق العنان اور بالکل آزاد چھوڑ دیا جائے اور لوگوں سے اس کے میل جول اور آمد و رفت پر کوئی پابندی نہ ہو تو ممکن ہے شیطان صفت اور بد کار لوگوں کے دام میں گرفتار ہو جائے اور اخلاقی بے راہروی کے دلدل میں پھنس جائے۔

شوہر کو چاہیئے کہ ان بے گناہ خواتین کے اعداد و شمار پر نظر ڈالے جو اپنے شوہروں کی عدم توجہ کا شکار ہو کر دھوکہ بازوں اور مکار لوگوں کے جال میں گرفتار ہو کر بدکاری اور گمراہی کے گڑھے میں گرپڑیں۔ اور قبل اس کے کہ ان کی معصوم بیوی بھی اس میں پھنس جائے اس کی روک تھام کریں۔

ایسی بہت سی پاک دامن اور گھر یلو خواتیں ہیَ جو محض ایک نامناسب شنبہ پارٹی یا ایک

فاسد محفل مین فریب کھا کر شوہر کی عزت وآبرو اور اپنے گھر بار کو گنوا بیٹھیں۔ جو شخص اپنی بیوی کو اجازت دیتا ہے کہ بغیر کسی روک تھام کے جہاں چاہے جائے ہر قسم کی محفل میں شرکت کرے جس سے چاہے، دوستی کرے وہ خود اپنے آپ سے اور بیوی سے بہت بڑی خیانت کرتا ہے۔ کیونکہ اسی کی غفلت کے سبب ایک بے گناہ خاتوں سینکڑوں خطرات مین گھر جاتی ہے جن سے پیچھا چھڑانا آسان کام نیہں ہے۔ یہ چیز جلتی ہوئي آگ پر تیل چھڑکنے کے مترادف ہے اور اس کے شعلوں سے محفوظ رہنے کی توقع کرنا نہیت احمقانہ بات ہوگی۔

کس قدر نادان ہیں وہ مرد جو اپنی بیوی بٹیوں کو نامناسب وضع قطع میں گھر سے باہر سڑکوں پر پھراتے ہیں اورنوجواں کی پر شوق نگاہوں کے لئے سامان بہم پہونچاتے ہیں اور پھر توقع رکھتے ہیں کہ ان پر کوئي ذرا سی بھی غلط نظر نہیں ڈالے گا اور وہ بڑی شرافت کے ساتھ گھر واپس آجائیں گی۔

غلط اور جھوٹی آزادی سے بیحد خراب نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ بیوی اگر اپنے ناجائز مطالبات منوانے میں کامیاب ہوگئي اور اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اور شوہر کو اپنا مطیع بنا سکی تو اس کی خواہشات اور مطالبات کا دائرہ روزبروز وسیع ہوتا جائے گا۔ ایسی صورت میں نہ صرف خود کہ بلکہ اپنے شوہر اور بچوں کو بھی بدبختی اور تاریک کے کنویں میں ڈھکیل دے گی۔

اسی وجہ سے پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں کہ مرد اپنے خاندان کا سرپرست ہوتا ہے اور ہر سرپرست پر اپنے ماتحتوں کی نسبت ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ [۲۱۰]

پیغمبر اکرم (ص) یہ بھی فرماتے ہیں کہ عورتوں کو اچھے کام کرنے پر آمادہ کرو قبل اس کے کہ وہ تم کو برے کام کرنے پر مجبور کریں۔ [۲۱۱]

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں مرد کی سعادت مندی اسی میں ہے کہ وہ اپنے خاندان کا سرپرست اورولی ہو۔ [۲۱۲]

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جو شخص اپنی بیوی کی اطاعت کرے خدا اس کو آگ میں ڈال دے گا۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کس قسم کی اطاعت کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے؟ فرمایا: بیوی اگر چاہے کہ عوامی حماموں، شادی بیاہ کی محفلوں، عید اور سوگواری کی مجلسوں میں باریک اورزرق برق لباس پہن کر جائے اور شوہر اس کو اجازت دیدے۔ [۲۱۳]

پیغمبر اکرم فرماتے ہیں کہ ہر وہ مرد کہ جس کی بیوی آرائشے کرکے گھر سے باہر جائے بے غیرت ہے اور جو اسے بے غیرت کہے وہ گناہکار نہیں ہے اور جو عورت سج دھج کر اور خوشبو لگا کر گھر سے باہر جائے اوراس کا شوہر اس بات پرراضی ہو ، خدا اس کے ہر قدم پر اس کے شوہر کے لئے دوزخ میں ایک گھر تعمیر کرے گا_ (۲۱۴)

آخر میں دو باتوں کی یاددہانی کرانا ضروری معلوم ہوتا ہے :_

۱_ یہ صحیح ہے کہ مرد کو اپنی بیوی کی نگہبانی کرنی چاہئے لیکن یہ چیز نہایت عقلمند اور سمجھداری سے کام لے کر نہایت متانت و احتیاط کے ساتھ انجام دینا چاہئے_ حتی المقدور غصہ اور سختی سے اجتناب کرنا چاہئے_ حتی المقدور غصہ اور سختی سے اجتناب کرنا چاہئے_ جہاں تک ممکن ہو امر و نہی "حکم"کی صورت میں نہ ہو کہ مبادای بیوی کو اپنی آزادی سلب ہوجائے اور قید و بند کا احساس ہونے لگی اور اس کے نتیجہ میں وہ اپنے رد عمل کا اظہار کرے اور بسا اوقات اس کا انجام ضد اور کشمکش ہو بہترین طریقہ یہ ہے کہ اظہار محبت اور خوش اخلاقی کے ذریعہ اس کا اعتماد حاصل کرے اور باہمی مفاہمت پیدا کرے_ ایک ہمدرد اور مہربان سرپرست کی مانند اچھے الفاظ میں نرم و ملائم لہجے کے ساتھ ، خیر خواہی کے انداز میں امور کی اچھائي اور برائي کو اس پر واضح کرے تا کہ وہ خود ہی خوشی خوشی دل سے اچھے کاموں کی طرف راغب رہے اور نامناسب کاموں سے پرہیز کرے_

۲_ مرد کو اعتدال اور میانہ روی سے کام لینا چاہئے جس طرح کہ لاابالی پن او ربالکل آزاد چھوڑدینا مناسب نہیں ہے اسی طرح سختی اور شک و شبہ کرنا درست نہیں عورت بھی مرد کی طرح آزاد پیدا کی گئي ہے اور اسے بھی آزادی کی ضرورت ہے_ بے خطر آمد و رفت او رلوگوں سے

ملنے ملانے میں اسے آزادی ہونی چاہیئے۔ اسے آزادی حاصل ہونی چاہیئے کہ اپنے ماں باپ بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کے یہاں آئے جائے۔ قابل اعتماد اور اچھے دوستوں سے تعلقات قائم رکھے سوائے ان موقعوں کے جس سے کسی نقصان کا خدشہ ہو، اسے پوری آزادی ہونی چاہیئے۔ ہر حال میں ممانعت اور پابندیاں ایک حد تک ہونی چاہئیں۔ اگر حد سے تجاوز کر گئیں اور سختی اور آزادی سلب کر لینے کی حد تک بڑھ گئیں تو اس کے نتائج اکثر بیحد خراب ہوتے ہیں۔ دل میں کدورت و تنفر پیدا ہوجاتا ہے۔ خاندان کا باہمی خلوص اور صمیمیت ختم ہوجاتی ہے۔ بیوی زیادہ دباؤ اور سختی ہونے کی صورت میں ممکن ہے اس قدر عاجز آجائے کہ ان قید و بند کو توڑ کر ہر قیمت پر آزادی حاصل کرنے کا فیصلہ کرلے۔ بلکہ طلاق یا علیحدگی اختیار کرنے پر بھی راضی ہوجائے۔

ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے

... نام کی ایک نوجوان خاتون نے خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت میں اخبار" اطلاعات" کے نامہ نگار سے کہا: پانچ سال قبل ... نام کے شخص سے میری شادی ہوئی تھی۔ اس وقت میں بیحد خوش تھی لیکن افسوس یہ خوش دائمی نہ تھی۔ میرا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے کچھ دنوں سے میرا شوہر شکی ہوگیا ہے اور ہر ایک کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھنے لگا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری زندگی تلخ ہوگئی ہے۔ مجھے کسی سے ملنے جلنے نہیں دیتا۔ حد تو یہ ہے کہ جب گھر سے باہر جاتا ہے تو باہر سے دروازے میں تالا لگا کر جاتا ہے تا کہ جب تک وہ لوٹ نہ آئے میں اور بچے گھر کے قفس میں قید رہیں حتی کہ مجھے اتنی بھی آزادی حاصل نہیں کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ سے ملنے چلی جایا کروں۔ میرے خاندان والے بھی میرے شوہر کی ان عادتوں کے سبب مجھ سے ملنے نہیں آتے۔ اب میرا دل غم سے پھٹا جاتا ہے۔ ایک طرف اپنے بچوں کے مستقبل کا خیال آتا ہے دوسری طرف اب اس صورت سے جینا دو بھر ہوگیا ہے۔ میں عدالت سے طلاق حاصل کرنے آئی ہوں۔ (۲۱۵)

افسوس ہے کہ اس قسم کے مردوں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے جو بیجا شک و شبہ یا غلط عادتوں

کے سبب اپنے بیویوں پر اس قدر سختی کرتے ہیں کہ ان بیچاریوں کی جان پر بن جاتی ہے اور باوجود اس کے اپنے شوہر اور بچوں سے محبت کرتی ہیں ناچار علیحدہ ہوجانے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔

آخریہ کون سی مردانگی ہے کہ مرد اپنی طاقت و قدرت اور مردانگی کا مظاہرہ کرنے کے لئے بے گناہ بیوی پر اتنا ظلم و ستم ڈھائے۔ حتی کہ اس کو اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں سے ملنے جلنے کا حق بھی حاصل نہ رہے؟

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ یہی سختیاں بعض اوقات پاکدامن عورتوں کے گمراہ ہوجانے کا سبب بن جاتی ہیں؟

کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ اس قسم کی غلط سختیوں اور پابندیوں کے نتیجہ میں بعض خاندان کیسے تباہ و برباد ہوجاتے ہیں۔

فرض کیجئے کوئي عاقل اور جانثار قسم کی خاتون کسی طرح ایسے حالات سے سمجھوتہ کرلے لیکن بلاشک ایسے خاندان سے محبت و خلوص اور سکون ناپید ہوجائے گا۔ بھلا یہ کس طرح امید کی جا سکتی ہے کہ وہ خاتون جو خود کو بالکل بے اختیار، مجبور اور قیدی سمجھے، شوہر اور بچوں سے اظہار محبت کریگی اور نہایت دلچسپي، توجہ اور دلجمعی کے ساتھ گھر کے کام کاج کو انجام دے گي؟

تنبیہ

میاں بیوی چونکہ ایک مشترکہ خاندانی زندگی کی تشکیل کرتے ہیں لہذا گھر کے امور کی انجام وہی میں دونوں میں ہم آہنگی اور باہمی کوشش و مشارکت ہونی چاہئے۔ لیکن بہرحال بعض امور کے متعلق دونوں کے مختلف نظریات بھی ہوتے ہیں۔ مرد چاہتا ہے کہ خاندان کے تمام امور اس کی مرضی و خواہش کے مطابق انجام پائیں اور بیوی اس کی مطیع ہو۔ اس کے برعکس بیوی کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے۔

ایسے ہی موقعوں پر طرفین کی جانب سے احکام صادر کرنا اور اس کی مخالفت کرنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور مخالفتوں اور کشمکشوں کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ میاں بیوي

ایک دوسرے پر احکام صادر کرنے اور روک ٹوک لگانے سے دستبردار ہوجائیں اورجن امور میں اختلاف نظر پایا جاتا ہو اس میں باہمی صلاح و مشورہ اور تبادلہ خیالات کے ذریعہ مفاہمت پیدا کرلیں اور اگر ہٹ دھرمی اور زور زبردستی سے کام نہ لیں تو زیادہ تر مسائل آسانی سے حل ہوجائیں گے اور دونوں آپس میں مفاہمت پیدا کرلیں گے کیونکہ ان میں سے کسی کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ اپنے عقیدے اورنظریات کودوسرے پر زبردستی مسلط کرے اور اپنے حکم کے مطابق عمل کرنے پر مجبور کرے ۔ اور خلاف ورزی کی صورت میں اسے کوئی حق نہیں پہونچتا کہ اس کی سرزنش و تنبیہ کرے ۔ لیکن بعض مرد یہ بہانہ کرکے کہ وہ خاندان کے ولی و سرپرست ہیں اپنے لئے اس حق کو روا سمجھتے ہیں ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو زور زبردستی کے ذریعہ اپنے خیالات منوانے کا پورا اختیار ہے اور انھیں یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق حکم چلائیں اورروک ٹوک لگائیں ۔ اس قسم کے مرد سمجھتے ہیں کہ ان کی بیوی کا فرض ہے کہ ان کے احکام کی پابندی کرے اور کسی صورت میں بھی خلاف ورزی نہ کرے اور خلاف ورزی کی صورت میں وہ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں کہ اس پر عتاب نازل کریں ۔ اسے برا بھلا کہیں ۔ برے لہجے میں خطاب کریں ۔ اسے دھمکی دیں اور اس کی سرزنش کریں اور ایسا غیر اخلاقی رویہ اختیار کرنا وہ اپنا شرعی حق سمجھتے ہیں ۔ حتی کہ بعض اوقات اسے اذیت پہونچاتے ہیں اور مارتے پیٹتے ہیں ۔

حالانکہ مرد کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اذیت و آزارپہونچائے اوراسے مارے پیٹے ۔ زمانہ جاہلیت میں جبکہ مرد مہربانی او رانسانیت سے بہت کم بہرہ مند تھے اپنی بیویوں پر ظلم و ستم کرتے تھے ان کو مارتے پیٹتے تھے اسی لئے رحمت للعالمین پیغمبر اسلام (ص) نے اس غلط اور بیہودہ رسم کو ختم کیا اور فرمایا: جو مرد اپنی بیوی کے منہ پر تھپڑمارے گا خداوند عالم دوزخ کے مالک فرشتہ کو حکم دے گا کہ دوزخ میں اس کے منہ پر ستر تھپڑمارے ۔ جو مرد کسی مسلمان عورت کے بالوں کو ہاتھ لگائے گا (یعنی اذیت پہونچانے کی خاطر بال نوچے گا) دوزخ میں اس کے ہاتھوں میں آتشیں کیلیں ٹھونکی جائیں گی ۔ (۲۱۶)

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے عورتوں کو مارنے کی ممانعت فرمائي ہے سوائے ایسی صورت میں کہ جب تنبیہ واجب ہو_ [۲۱۷]

اسلام کے پیغمبر (ص) عالیقدر فرماتے ہیں: جو مرد اپنی بیوی کو مارتا ہے اور تین سے زیادہ بارضرب لگاتا ہے خدا اس کو قیامت میں مخلوق کے سامنے رسوا کرے گا اور پہلی اور بعد کی تمام مخلوقات ایسے مرد کا تماشہ دیکھیں گی_ [۲۱۸]

پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: میں ایسے مرد پر حیرت کرتا ہوں جو اپنی بیوی کو مارتا ہے حالانکہ اپنی بیوی سے زیادہ وہ خود مار کھانے کے لائق ہے_ اے لوگو اپنی بیویوں کو لکڑی سے نہ مارو_ کیونکہ اس کا قصاص ہے_ [۲۱۹]

جو مرد اپنی بیوی کو مارتا ہے اور اس پر ظلم و ستم کرتا ہے وہ ستم گر اور ظالم ہے اور اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اس کی سزا پائے گا_ وہ بھی ایسی ناتواں اور نازک صنف پر ظلم کرنا جو سینکڑوں امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ شوہر کے گھر آئي ہے_ یہ سوچ کر آئي ہے کہ اس پناہ میں عزت و آبرو کے ساتھ زندگی گزارے گی اور وہ اس کا حامی و مددگار اور غمخوار ہوگا اور مشکلات میں اس کی مدد کرے گا_

عورت خدا کی جانب سے ایک امانت ہے جو مرد کو سونپی گئي ہے_ کیا کوئي امانت الہی کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے؟

امیر المومین حضرت علی (ع) فرماتے ہیں: عورتیں مردوں کو امانت کے طور پر سونپی گئي ہیں_ وہ اپنے نفع و نقصان کی مالک نہیں ہیں_ وہ تمہارے پاس خدا کی امانت کے طور پر، میں ان کو تکلیف نہ پہونچاؤ اور ان پر سختی نہ کرو_ [۲۲۰]

جو مرد اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھاتے ہیں وہ اس کی روح پر کاری ضرب لگاتے ہیں اور اس سے دل میں جو گرہ پڑجاتی ہے اس کو دور کرنا محال ہوتا ہے_

خاندان کا سکون چین ختم ہوجاتا ہے_ میری سمجھ نہیں آتا کہ جو شوہر اپنی بیوی کی تحقیر و توہین کرتے ہیں آور اسے مارتے پیٹتے ہیں کس منہ سے ازدواجی روابط برقرار کرتے ہیں_ واقعاً قابل شرم بات ہے_ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں: اے لوگو تم میں سے جو لوگ اپنی بیوی کو مارتے ہیں پھر کس طرح اس کو اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں؟ (۲۲۱)

لہذا ایسی صورت میں شوہر کا اپنی بیوی پر کوئي حق نہیں رہ جاتا_ اور شرعاً، قانوناًاور اخلاقاً اس کو حق حاصل نہیں کہ بیوی کو کسی کام پر مجبور کرے اور خلاف ورزی کی صورت میں اس کی تنبیہ کرے اور مارے پیٹے_ مثلاً بیوی شرعی طورپر ذمہ دار نہیں ہے کہ گھر کے کام انجام دے_ مثلاً گھر کی صفائي کرنا_ کھانا پکانا_ برتن دھونا_ کپڑے دھونا، بچوں کی دیکھ بھال کرنا، سلائي بنائي کرنا اور اس قسم کے دوسرے گھریلو کام انجام دینا عورت پر شرعی اعتبار سے واجب نہیں ہے_ حالانکہ عورتیں نہایت شوق ودلچسپی سے گھر کے کاموں کو انجام دیتی ہیں اور اس سلسلے میں کوئي حرف شکایت زبان پر نہیں لاتیں_ لیکن یہ سب ان کے اوپر واجب نہیں ہے شوہر کو چاہیئے ان کاموں کی انجام دہی پر اپنی بیوی کا شکریہ ادا کرے اس کی قدردانی کرے اور اظہار تشکر کے ذریعہ اس کی ہمت افزائي کرے_ لیکن اگر وہ بعض کاموں کو انجام نہ دے یا اچھی طرح نہ کرے تو مرد کو یہ حق نہیں پہونچتا کہ بیوی کی تنبیہ و سرزنش کرے اور اس کو مارے پیٹے_

اسلام نے صرف اسی صورت میں تنبیہ کو جائز قرار دیا ہے جہاں پر شوہر کا حق ضائع ہورہا ہو_ او راس کی دو صورتیں ہیں_

۱_ مرد کو شرعی اور قانونی طورپر حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی سے جنسی تعلقات قائم کرے اور اپنی خواہشات کے مطابق اس سے لذت حاصل کرے اور بیوی کی یہ قانونی اور شرعی ذمہ داری ہے کہ شوہر کی جنسی خواہشات کی تکمیل کرے اور اپنے آپ کو اس کے اختیار میں دیدے اگر بیوی جنسی خواہشات کی تکمیل سے دریغ نہیں کرتی تو کوئي مشکل پیدا نہیں ہوگی البتہ اگر مرد کو

جنسی خواہش کی انجام دہی سے روکے تو ایسی صورت میں بہتر ہے کہ مرد پہلے تو بیحد محبت و نرمی سے سمجھائے بلکہ اس کو تحفے تحائف دے کر اس کا دل اپنے ہاتھ میں لے لے لیکن اگر محسوس کرے کہ بیوی کا مقصد اذیت پہونچانا ہے اور محض اپنی ضد کی وجہ سے کسی طرح راضی نہیں ہوتی اور مرد کے لئے صبر و ضبط مشکل ہے تو ایسے موقعہ پر شوہر کو تنبیہ کرنے کا حق حاصل ہے لیکن اس میں بھی احتیاط اور حفظ مراتب کا خیال رکھے ایسے ہی موقعہ کے لئے قرآن مجید میں کہا گیا ہے: تمہاری بیویاں اگر تمہیں تمہاری جنسی خواہشات کی تکمیل سے روکیں تو پہلے انھیں سمجھاؤ اس پر بھی نہ مانیں تو ان کے ساتھ سونا چھوڑدو_ اور اس کے بعد بھی نہ مانیں تو ان کو مارو_ (مگر اس طرح سے کہ خون نہ نکلے اور کوئی عفو نہ ٹوٹے)پس اگر وہ تمہاری بات مان جائیں تب ان پر ظلم کرنا جائز نہیں_ خدا تو سب سے بزرگ و برتر ہے_ (۲۲۲)

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا خداوند تعالی نے اس آیت شریفہ میں شوہر کو اجازت دی ہے کہ اگر تمہاری بیوی، تمہارے جائز مطالبات پورے نہ کرے_ یعنی تمہیں جنسی تسکین بہم پہونچانے سے گریز کرے اور اس سے اس کا مقصد تم کو اذیت پہونچانا ہو تو ایسی حالت میں تم کو تنبیہ کرنے کا حق دیا گیا ہے وہ بھی تین مرحلوں میں پند و نصیحت اور پیار و محبت سے راضی کرنا_

۲_ پند و نصیحت سے کام نہ چلے تو ان سے اپنے بستر جدا کر لو یا بستر میں ان کی طرف پشت کرکے سوؤ اور اس طرح اپنی ناراضگی اور غصے کا اظہار کرو_

۳_ اگر یہ عمل بھی مؤثر ثابت نہ ہو اور بیوی اسی طرح اپنی ضد پر قائم رہے اور مرد کو اجازت نہ دے کہ وہ اپنے جائز اور قانونی حق سے استفادہ کرے تو صرف ایسی صورت میں مار سکتا ہے لیکن اس حالت میں بھی مرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ حد سے تجاوز کر جائے اور ظلم و ستم کرنے لگے_ اس سلسلے میں بھی چند نکات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے_

۱_ ضرب لگانے کا مقصد اصلاح ہو نہ کہ انتقام جوئی_

۲_ یا تو ہاتھ سے یا نازک لکڑی سے یہ کام انجام دے_ جیسا کہ روایات میں آیا ہے مسواک

کی لکڑی ہونی چاہیئے _

۳_ اس طرح مارے کہ اس کا بدن سیاہ یا سرخ نہ ہوجائے ورنہ اس کو جرمانے کے طور پر قصاص دینا پڑے گا _

۴_ ان جگہوں پر ضرب لگانے سے قطعی طور پر اجتناب کرے جو نازک ہیں اور نقصان پہونچنے کا احتمال ہو مثلاً آنکھ ، سر پیٹ _

۵_ ضرب اس طرح نہ لگائي جائے کہ شدید کدورت کا سبب بن جائے اور بیوی کو اور زیادہ ضد او نفرت پیدا ہوجائے _

٦_ ہمیشہ اس بات کو مد نظر رکھنا چاہیئے کہ وہ خاتون اس کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ اسے زندگی بسر کرنا ہے _ سچی محبت اور خلوص کے ساتھ ہی وہ اس کے وجود سے استفادہ کرسکتا ہے _

۷_ ضرب سے کام لینا صرف اسی صورت میں تجویز کیا گیا ہے کہ بیوی اس کے جنسی مطالبات کو پورا کرنے سے معذور نہ ہو_ مثلاً حیض کی حالت میں ، رمضان میں روزہ کی حالت میں ، حالت احرام میں ، یا بیمار ہونے کی صورت میں اس کی خواہش پوری کرنے سے مانع رہے تو ایسی صورت میں مرد کو ہرگز اسے تنبیہ کرنے کا حق نہیں ہے _

بیوی اگر گھر سے باہر جانا چاہتی ہے تو اسے اپنے شوہر سے اجازت حاصل کرنی چاہیئے اگر اجازت نہ دے تو شرعاً اسے گھر باہر جانے کا حق نہیں ہے اور اگر اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے گی تو گناہ کی مرتکب ہوگی _

حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر اکرم نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنے اور فرمایا ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی ہے تو تمام آسمانی فرشتے اور جن وانس اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ گھر واپس نہیں آجاتی _ (۲۲۳)

لیکن مرد کو اس سلسلے میں سختی سے کام نہیں لینا چاہئے اور اپنے اس حق کے ذریعہ اسے اذیت نہیں پہونچانی چاہئے _بہتر ہے جہاں جانے میں کوئي ہرج نہ ہوں وہاں جانے سے نہ روکے اور اسے جانے کی اجازت دیدے اس کو یہ حق اپنی طاقت و قدرت کا مظاہرہ کرنے اور بیوی پر بیجا دباؤ ڈالنے کی غرض سے نہیں دیا گیا ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو نامناسب جگہوں پر جانے سے بازرکھے اور اس کی عصمت و آبرو کی حفاظت کرے _

بیجا سختیاں نہ صرف یہ کہ مفید ثابت نہیں ہوتیں بلکہ خاندان میں ایک دوسرے پر سے اعتماد اٹھ جاتاہے اور باہمی انس و محبت باقی نہیں رہتا _ حتی کہ بعض اوقات سرکشی اور انحراف کا سبب بنتا ہے البتہ اگر دیکھے کہ وہ مناسب جگہ پر جاتی ہے جو اخلاقی پستی اور گناہ کے ارتکاب کا باعث بنتا ہے ایسی حالت میں بیوی کو سختی سے منع کردینا چاہئے اور عورت پر بھی واجب ہے ،کہ اطاعت کرے اور ایسی محفل میں جانے سے پرہیز کرے _

اگر بیوی شوہر کے احکام کی خلاف ورزی کرے اور بغیر اجازت یا شوہر کے منع کرنے کے باوجود گھر سے باہر جائے تو مرد کو حق حاصل ہے کہ اس کو اسی صورت سے جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے تنبیہ کرے _ ان ہی مراحل اور شرائط کا لحاظ رکھے _ البتہ بیوی چند حالتوں میں شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جا سکتی ہے اور شوہر کو حق نہیں کہ اسے روکے _

۱_ دین کے ضروری مسائل سیکھنے کے لئے گھر سے باہر جانا _

۲_ استطاعت کی صورت میں حج کے لئے سفر کرنا _

۳_ قرض ادا کرنے کے لئے گھر سے باہر جانا جبکہ گھر سے باہر جائے بغیر ممکن نہ ہو _

شکّی مرد

یہ صحیح ہے کہ شوہر کو اپنی بیوی کی نگرانی کرنا چاہئے لیکن نہ اس طرح کہ شک و شبہ کی حد تک بڑھ جائے _ بعض مرد بدگمانی اور شک کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور بلا سبب اپنی بیوی پر شک

کرتے رہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی وفادار نہیں ہیں۔

جو مرد اس خانماں سوز مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ خود اپنی اور اپنے خاندان کی زندگیاں تلخ کردیتے ہیں۔ بہانے تلاش کرتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں۔ اپنی بیوی کی حرکات و سکنات کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں اور سایہ کی طرح اس کا پیچھا کرتے ہیں چونکہ دل میں شک ہوتا ہے اس لئے انھیں درودیوار پر شک ہوتا ہے۔ جو چیزیں خیانت اور بے وفائی کی دلیل نہیں ہوتیں، اپنے وہم کے سبب ان باتوں کو بھی بیوی کی بے وفائی کی قطعی دلیل تصور کرلیتے ہیں۔ مثلاً فلاں مرد نے چونکہ اس کو خط لکھا ہے یقینا دونوں میں تعلقات رہے ہوں گے فلاں جوان کی فوٹو اس کے پاس تھی ضرور اس کو چاہتی ہوگی۔ فلاں مرد نے سلام اور احوال پرسی کی تھی اس سے پتہ چلتا ہے کہ بیوی وفادار نہیں جوان ہمسائے نے کوٹھے کی چھت سے اس پر نظر ڈالی تھی یقیناً دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ یا بیوی نے فلاں مرد کی تعریف کی تھی اس کا مطلب ہے وہ اس پر فریفتہ ہے۔ یا بیوی نے خط مجھ سے چھپایا تھا یقینا وہ اس کے معشوق کا خط ہوگا۔ یا پہلے کے مقابلے میں اب مجھ سے کم اظاہر کرتی ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کسی اور کو چاہنے لگی ہے۔ یا میری بیٹی کی شکل مجھ سے نہیں ملتی اس سے بیوی کی خیانت ظاہر ہوتی ہے۔

غرضکہ شکی مرد اس طرح کی بلکہ اس بھی معمولی باتوں کو خیانت کی قطعی دلیل مان کر بیوی پر شک کیا کرتے ہیں۔ اس سے بھی بدتر تو اس وقت ہوتا ہے جب اس کی ماں، بہن یا کوئی ہمسایہ دشمنی یا جلن کے سبب اس کے خیال کی تائید کردے۔ اس صورت میں بیوی کا جرم و خیانت ان کی نظر میں یقینی ہوجاتا ہے۔

جو بد نصیب خاندان شک کے مرض کا شکار ہوجاتے ہیں انھیں کبھی سکون و چین نصیب نہیں ہوتا مرد ایک خفیہ پولیس کی مانند ہمیشہ اپنی بیوی کے ہر ہر فعل کی نگرانی کرتا ہے اور معمولی معمولی باتوں پر اسے شک ہوتا ہے اور دائمی طور پر پریشانی میں مبتلا رہتا ہے۔ بیچاری بیوی بھی ہمیشہ ایک بے گناہ

مجرم کی مانند ذہنی اذیت و پریشانی میں بتلا رہتی ہے _ اور سخت پابندیوں اور کڑی نگرانی کی حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوتی ہے _

ایسے خاندان کی بنیادیں ہمیشہ متزلزل رہتی ہیں اور ہر وقت طلاق کا خطرہ لاحق رہتا ہے شک و شبہ کے نتیجے میں قتل و غارت گری تک کی نوبت آجاتی ہے _

ایسے مردوں کی کافی تعداد پائي جاتی ہے جنھوں نے اپنی بے گناہ بیویوں کو اپنی بیجا بدگمانی کے سبب قتل کردیا اور خود بھی خودکشی کرلی _

شادی شدہ زندگی کے لئے یہ چیز نہایت خطرناک ہے ، ایسے موقعہ پر میاں بیوی کو ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑدینا چاہئے اور ناگوار حادثات کے وقوع میں آنے سے قبل ہی عقل و تدبر سے کام لے کر اس کا حل تلاش کرلینا چاہئے _ میاں بیوی اگر ذرا بھی سمجھداری سے کام لے کر اس عظیم خطرہ کو ، جوکہ ان کی تاک میں ہے ، محسوس کرلیں اور احتیاط و عاقبت اندیشی کے ساتھ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرلیں تو یہ کوئي ایسا دشوار اور ناقابل حل مسئلہ نہیں ہے _ مرد کو چاہئے بیجا وہم اور شک و شبہ سے پرہیز کرے اور سمجھداری سے کام لے _ کسی پزشک کرنا بہت اہم اور بڑی ذمہ داری کی بات ہے _ جب تک ٹھوس ثبوت و دلائل کے ذریعہ خیانت ثابت نہ ہوجائے کسی پر تہمت نہیں لگائي جا سکتی _

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے : اے لوگو جو ایمان لائے ہو ، بہت سی بدگمانیوں سے اجتناب کرو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں _ (۲۲۴)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم فرماتے ہیں : جو شخص اپنی بیوی کو بلا سبب زنا کی تہمت لگائے ، اس کی ساری نیکیوں کا ثواب اس سے اس طرح الگ ہوجاتا ہے جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے باہر نکل آتا ہے اور اس کے بدن کے ہر بال کے برابر ہزار گناہ اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں _ (۲۲۵)

پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: جو شخص کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان باندھے گا _ خداوند عالم قیامت میں اس کو آگ کی بھٹی پر رکھے گا تا کہ اپنے جرم کی سزا پائے _ (۲۲۶)

جب تک بیوی کی خیانت شرعی طور سے دلیل و ثبوت کے ذریعہ ثابت نہ ہوجائے مرد کو حق نہیں کہ اس کو ملزم ٹھہرائے۔ بیوی پر جھوٹی تہمت لگانا اتنا عظیم گناہ ہے کہ اسلام میں اس کی سزا ۸۰ کوڑے مقرر کی گئی ہے۔

صرف احتمال کی صورت میں یا خیالی علائم و شواہد کے سبب ایک ایسے اہم موضوع کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً جوانی میں کسی کو خط بھیجا یا کسی نے اس کو خط یا فوٹو ابھیج دیا تو یہ اس کی خیانت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

یہ صحیح ہے کہ اس قسم کے کام ہرگز نہیں کرنا چاہئیں۔ البتہ ہوسکتا ہے سادگی یا نادانی کے سبب اس غلطی کی مرتکب ہوگئی ہو لیکن حقیقتاً پاکدامن اور عفیفہ ہو جوانی میں اس قسم کی غلطیاں سرزد ہوجاتی ہیں۔ اگر کوئی مرد خط بھیجتا ہے تو اس کا خط قبول نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر نادانی کے سبب خط قبول کرلیا یا بدنامی کے خوف سے چھپادیا تو صرف اس خط کو خیانت کی دلیل نہیں ٹھہارایا جا سکتا اگر کسی غیرمرد کو سلام کرلیا اور احوال پرسی کرلی، اگرچہ کسی غیر مرد سے گرمجوشی کا اظہار کرنا اچھی بات نہیں لیکن صرف یہ بات خیانت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے اپنے خیال میں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا چاہتی ہو یا کوئی دوسری وجہ ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے اس کے باپ یا بھائی کے دوستوں میں سے ہو، یا کسی رشتے سے اس سے پہلے سے واقفیت رہی ہو۔ اگر کسی مرد کی تعریف کردی تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس پر فریفتہ ہے اگرچہ بیوی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی دوسرے مرد کی تعریف کرے لیکن شاید سادگی یا عدم توجہ کے سبب ایسا کیا ہو۔ لیکن محض اس بات کو خیانت کی علامت نہیں سمجھنا چاہئے۔

اگر اپنے خط کو پوشیدہ رکھتی ہے یا کسی بات میں جھوٹ بولا یا غلط بیانی کردی تو یہ چیز بھی خیانت کی دلیل نہیں۔ ممکن ہے بدنامی کے خوف سے خط چھپا دیا ہو یا خط میں جو بات لکھی ہوا سے اپنے شوہر سے مخفی رکھنا چاہتی ہو۔ یا غلط بیانی کی کوئی اور وجہ بھی ہوسکتی ہے۔ اگر پہلے کی بہ نسبت

کم اظہار محبت کرتی ہے تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ اس نے کسی دوسرے سے دل لگا لیا ہے اس کی دوسری وجوہات ہوسکتی ہیں _ کسی بات پر ناراض یا غصہ ہو ، بیمار ہو ، شوہر کی بے توجہی اورعدم اظہار محبت کے سبب دل برداشتہ ہوگئي ہو _ بہر حال اس قسم کی باتوں کو خیانت کی علامت ہرگز نہیں کہا جا سکتا _ مختصراً یہ کہ جو باتیں شک کا باعث بنتی ہیں اگر نیک نیتی سے ان پر غور کیا جائے تو وہ اصل میں نہایت معمولی معلوم ہوں گی _

برادر عزیز خدا کے لئۓ بد ظنی اور شک ووسواس چھوڑدیجئۓ _ ایک عادل قاضی کی مانند اپنی بیوی کی خیانت کے شواہد و دلائل کا نہایت توجہ اور انصاف کے ساتھ جائزہ لیجئۓ اور خوب سوچ سمجھ کر ان دلائل کو پرکھئۓ اور دیکھئۓ کہ کیا آپ کا شک واقعی درست ہے یا صرف بدگمانی ہے ؟

ہم یہ نہیں کہتے کہ لا ابالی اور بے غیرت بن جایئے لکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جو چیزپوری طرح ثابت ہوجائے صرف اسی پر یقین کیجئۓ اس سے زیادہ نہیں _

بیجا توہمات اور مہمل شواہد پریقین کرکے کیوں اپنی اور اپنے خاندان کی زندگی عذاب میں بتلا کرنے کے درپے ہیں _ اگر اسی قسم کے خیالی شواہد کی بناء پر کوئي آپ پر الزام لگائے تو آپ پر کیا گزرے گي؟ انصاف اور ضمیر کا تقاضہ کیا ہے ؟ کیوں اپنی اور اپنی بیوی کی عزت و آبرو خاک میں ملانے پر تلے ہوئے ہیں ؟ اس کے حال زار پر آپ کو رحم نہیں آتا؟ کیا آپ نہیں سوچتے کہ ممکن ہے آپ کی بددلی اور بیجا تہمتوں کا نتیجہ یہ ہو کہ آپ کی پاکدامن بیوی عفت و عصفمت کی وادی سے نکل کرتباہی و گمراہی کے گڑھے میں جاگرے؟

حضرت علی (ع) نے اپنے بیٹے سے فرمایا: دھیاں رکھو جہاں ضرورت نہ ہو وہاں غیرت مندی نہ دکھاؤ_ کیونکہ یہ عمل صحیح افراد کو گمراہی کی طرف اور پاکدامن افراد کو گناہ کی جانب مائل کردینے کا سبب بنتا ہے _ [۲۲۷]

اگر آپ کو اپنی بیوی پر سک ہے تو یہ بات ہر ایک سے بیان نہ کیجئے کیونکہ ممکن ہے کچھ لوگ دشمنی یا نادانی کے سبب یا ہمدردی جتانے کے لئے بغیر تحقیق کئے آپ کے خیال کی تائید کردیں بلکہ کچے اور بے بنیاد باتوں کا بھی اضافہ کردیں جو آپ کے شک کو یقین میں بدل دے اور آپ کی دنیا و آخرت تباہ ہوجائے۔ خاص طور پر اس سلسلے میں اپنی ماں بہنوں سے ہرگز بات نہ کریں کیونکہ عام طور پر ساس نندیں بہو سے رقابت رکھتی ہیں ایسے مواقع پر تو ان کے حسد و کینہ میں تحریک پیدا ہوگی اور وہ انجام سوچے سمجھے بغیر آپ کے شک کو مزید تقویت پہونچانے کے اسباب فراہم کردیں گی۔ اگر آپ دوسروں کی رہنمائی حاصل کرنا چاہئے ہیں تو اپنے عاقل ، تجربہ کار، خیر خواہ اور عاقبت اندیش قسم کے دوستوں سے مشورہ لیجئے۔ سب سے بہتر طریقہ تو یہ ہے کہ اپنی بیوی کے جن اعمال و حرکات پر آپ کو شک ہے ان کے متعلق نہایت صبر وسکون اور صراحت کے ساتھ اپنی بیوی سے بات کیجئے اور وضاحت طلب کیجئے۔ لیکن اس سے آپ کا مقصد، ہر حال میں اپنے شک کو ثابت کرنا نہ ہو۔ بلکہ وقتی طور پر شک کو اپنے ذہن سے نکال دیجئے اور ایک عادل قاضی کی مانند اپنی بیوی کی وضاحتوں کو غور سے سنئے اور اس کی توضیحات کو یکسر غلط نہ سمجھئے تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیجئے کہ آپ کا بہنوئی آپ کے پاس فیصلہ کرانے آیا ہے اور اپنی بیوی کی اس قسم کی شکایت کرتا ہے۔ دیکھئے آپ اس کا فیصلہ کس طرح کریں گے؟

اپنی بیوی کے سلسے میں بھی اسی طرز فکر سے کام لیجئے۔ اس کا گریہ زاری اور دلیل و ثبوت آپ کے پتھر دل پر اثر کیوں نہیں کرتا ؟ آپ کو اس کی باتوں پر یقین کیوں نہیں آتا ؟ بردبار اور عاقل بنئے۔ مبادا فقط ان بے بنیاد شک و شبہات کی بناء پر آپ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں اور اپنی اور اس کی زندگی تباہ کرلیں۔ فرض کیا اس بیوی کو طلاق دیدی اور بہت زیادہ اخراجات برداشت کرنے کے بعد ایک دوسری بیوی کا انتخاب کرلیا تو کیا گارنٹی ہے کہ دوسری اس سے بہتر ہوگی۔ آپ کی شکی طبیعت پھر آپ کو شک میں بتلا کرسکتی ہے آپ کو اپنے بے گناہ بچوں کا خیال نہیں آتا ؟ آخر ان معصوموں کا کیا قصور ہے کہ وہ بیمارے آپ کے شک کے

مرض کی بھینٹ چڑھ جائیں۔ ان کی پمردہ صورت اور حسرت بھری نگاہوں پر نظر ڈالئے اور بددلی چھوڑدیجئے کہیں ایسا نہ ہو کو بیجا شک و شبہ میں مبتلا ہوکر آپ خودکشی کا ارتکاب کرڈالیں یا اپنی بے گناہ بیوی کو قتل کرڈالیں۔ ایک طرف قتل جیسے عظیم گناہ کے مرتکب ہوں کہ جس کی سزا خدانے دوزخ رکھی ہے اور دوسری طرف اپنی نزدگی تباہ کرڈالیں یہ بات ذہن نشین رہے کہ خون زیادہ دن چھپا نہیں رہتا ایک نہ ایک دن جرم ظاہر ہوجاتا ہے اور مجرم کیفر کردار کوپہونچتا ہے پھانسی کے تختہ پر لٹکایا جاتا ہے، یا ساری عمر قید میں بسر کرنی پڑتی ہے۔

مجرمین کے اعداد و شمار پر نظر ڈالئے جن میں کچھ کی خبریں تو اخبار ورسائل میں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں تاکہ اس قسم کے جرم کے نتائج آپ پرروشن ہوں۔

اس قسم کے شکی مردوں کی بیویوں پر بھی بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے ان کو چاہئے کہ خود اپنی اور اپنے شوہر اور بچوں کی بھلائی کی خاطر ایثار و قربانی سے کام لیں اور اچھی طرح سے شوہر داری کریں۔ ایسے ہی دشوار اور مشکل موقعوں پر خواتین کی لیاقت، سمجھداري، دانشمندی اورتدبر کا امتحان ہوتا ہے۔

خواہر عزیز سب سے پہلے تو اس بات کو سمجھ لیجئے کہ آپ کا شوہر ایک خطرناک نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہے۔ بلا سبب تو اپنی آپ کی زندگی تلخ نہیں کرے گا اور اصل وہ بیمار ہے۔ جی ہاں شک کا مرض بھی خطرناک بیماریوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ لہذا بیمار کا علاج ہونا چاہئے تاکہ اس کا مرض دور ہوجائے۔ حتی الامکان اس سے والہانہ نجبت کا اظہار کیجئے۔ اس قدر اپنی محبت و لگاؤ کا اظہار کیجئے کہ اس کو یقین جائے کہ آپ کے دل میں اس کے علاوہ اور کسی کی جگہ نہیں ہوسکتی۔ اگر اعتراضات کرے بہانہ بازیاں کرے تو صبر کیجئے۔ اس کے غصہ اور بدمزاجی کے مقابلے میں بردباری سے کام لیجئے۔ اس کی سختیاں کو برداشت کرلیجئے۔ آہ و فریاد نہ کیجئے۔ لڑائي جھگڑانہ کیجئے۔ اس کی باتوں کے مقابلے میں ہٹ دھری محسوس کرتی ہیں کہ آپ کے خطوں اورآپ کی حرکات و سکنات پر کنٹرول

تو ابرو پربل نہ آنے دیجئے_ روزمرہ کے تمام واقعات اور ساری باتیں اس سے باتیں اس سے بیان کردیا کیجئے_
کوئی بات اس سے پوشیدہ نہ رکھئے_ جس بات کی توضیح طلب کرے بے کم و کاست حقیقت اسے بتادیا کیجئے_ جھوٹ بولنے اور کوئی بات چھپانے سے پوری طرح اجتناب کیجئے_ کیونکہ اگر ایک مرتبہ آپ کا جھوٹ اس پر کھل گیا تو وہ آپ کے جرم کی سند اور قطعی ثبوت مان لیا جائے گا_ اور پھر اس کے شک کو دورنا بیحد مشکل ہوجائے گا_
اگر کہے کہ فلاں شخص سے نہ ملو_ فلاں کام انجام نہ دو تو بغیر چون و چرا مان لیجئے اور ضدیا بحث نہ کیجئے ورنہ اس کی بدگمانی بڑھ جائے گی_
اگر کہے کہ فلاں شخص سے نہ ملو_ فلاں کام انجام نہ دو تو بغیر چون و چرا مان لیجئے اور ضدیا بحث نہ کیجئے ورنہ اس کی بدگمانی بڑھ جائے گی_
غرضکہ ان تمام کاموں سے پرہیز کیجئے جن سے شک و بدگمانی پیدا ہونے کا امکن ہو_
حضرت علی (ع) فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مشکوک حالت سے دوچار کرلے تو اس پر شک و شبہ کرنے والوں کو ملامت نہین کرنا چاہیئے_ [۲۲۸]
اگرکسی خاص شخص کی جانب سے مشکوک ہے یا اسے ناپسند کرتا ہے تو آپ اس سے مکمل طورپر قطع تعلق کرلیں_
کچھ خاص افراد سے دوستی قائم رکھنے کے مقابلہ میں کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ان سے کنارہ کشی اختیار کرکے اپنی اور اپنے شوہر کی زندگی تلخ ہونے سے بچالیں_ اپنے دل میں یہ نہ سوچئے کہ کیا میں اپنے شوہر کی زر خرید لونڈی ہوں یا نوکر ہوں کہ اس قدر سختیاں اور پابندیاں برداشت کروں جی نہیں آپ غلام نہیں ہیں البتہ ایک بیمار مرد کی شریک حیات ہیں_
جس وقت آپ شادی کے مقدس رشتے سے منسلک ہوئی تھی تو گویا آپ نے عہد کیا تھا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں ایک دوسرے کے شریک و غمخوار رہیں گے_ کیا رسم و فاداری یہی ہے کہ آپ اپنے بیمار شوہر سے کشمکش جاری رکھیں اور ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لیتی رہیں بیکار افکار سے دامن چھڑایئےور عقلمند اور عاقبت اندیش بنیئے_ یقین مانئے اپنے شوہر اور

خاندان کی خاطر آپ کا ضبط و تحمل اور اثار و فداکار بیحد اور لائق ستائشے ہے_ عورت کا ہنر تو اسی میں ہے کہ وہ ایسے دشوار گمزار اور نازک حالات میں ایسے مردوں کا ساتھ نبھائے_ امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں: عورت کا جہاد یہی ہے کہ اپنے شوہر کی اذیتوں کے مقابلے میں بردباری سے کام لے_ (۲۲۹)

ایسا کوئی نہ کیجئے کہ جس سے آپ کے شوہر کو شک پیدا ہوجائے یا اس کے شک میں مزید اضافہ ہوجائے_ غیرمردوں خصوصاً ان لوگوں کی جن کی طرف سے آپ کا شوہر بد ظن ہے، تعریف نہ کیجئے_ نامحرم مردوں پر نگاہ ڈالئے_ پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں: جو شادی شدہ عورت نامحرم مردوں پر شوقیہ نگاہ ڈالے گی خداوند عالم اس پر شدید عذاب نازل کرے گا_ (۲۳۰)

غیرمردوں سے ربط ضبط نہ رکھئے اور ان سے بات چیت نہ کیجئے_ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ان کے گھر نہ جایئے کسی غیر مرد کی کارمیں لفٹ نہ لیجئے آپ کا باعصمت اور پاکدامن ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان تمام امور سے مکمل طور پر دور رہنا بھی ضروری ہے جن سے شک و شبہ پیدا ہونے کا امکان ہو_ ممکن ہے غفلت یا سادگی میں آپ سے کوئی ایسا معمولی سا فعل سرزد ہوجائے جو آپ کے شوہر کو بدگمان کردے_ ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے_

ایک ۲۷ سالہ لڑکی ... نے عدالت میں بتایا: آٹھ سال قبل ۱۹۶۳ سنہ ء کے موسم سرما کا ایک برفیلا دن میری مصیت و پریشانی کا باعث بن گیا جب میں اپنی دوست کے اصرار پر، اپنے گھر واپس آنے کے لئے اس کے ماموں کی کارمیں بیٹھ گئي اس واقعہ سے دوماہ قبل جبکہ میں اسکول میں زیر تعلیم تھی میرا عقد ہوا تھا ہوا تھا، واقعہ یوں ہے، کہ ایک دن اپنے نوٹس تیار کرنے کے لئے اپنی ایک ہم جماعت کے گھر گئي تھي_ واپسی کے وقت برف باری شروع ہوگئي میری دوست نے مجھ سے کہا کہ میرا ماموں تمہیں اپنی کار سے گھر پہونچادے گا_ اتفاق سے جب میں گھر کے نزدیک پہونچی تو گلی سرے پر میرا شوہر کھڑا ہوا تھا_ اسے دیکھ کر مجھ خوف محسوس ہوا اور ریں نے اپنی دوست کے ماموں سے کہا کہ مجھے یہیں اتار کر جلدی سے واپس چلا جائے_ وہ بھی ایک مجرم کی مانند فوراً فرار ہوگیا_ اور یہی امر میرے شوہر کی بدگمانی میں اضافے

کا سبب بنا۔ بعد میں جب اس نے اعتراض کیا تو میں نے ڈرکر سرے سے انکار ہی کردیا اور اس بات نے میرے شوہر کو اس حد تک میری طرف سے بدگمان کردیا کہ بعد میں میری دوست اور اس کے گھر والوں کی گواہی بھی اس کو مطمئن اور آسودہ خاطر نہ کرسکی اوراس کا شک دور نہ ہوا۔

اس کے بعد سے میرا شوہر نہ تومجھے ساتھ رکھنے پر راضی ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق دیتا ہے اس واقعہ کو آٹھ سال ہورہے ہیں اور میں اسی طرح زندگی گزاررہی ہوں۔ (۲۳۱)

قارئین کرام کی نظر میں اس داستان میں اصل قصور وار کون ہے؟

میری نظر میں اصل قصور تو بیوی کا ہے جس نے اپنی ناسمجھی اورنادانی کے سبب خود اپنے اور اپنے شوہر کے لئے مصیبت کھڑی کردي۔

۱۔ پہلا غلط کام تو یہ کیا کہ ایک غیر مرد کی کار میں سوار ہوگئي۔ فرض کیجئے شوہر نے نہ بھی دیکھا ہوتا تب بھی اصولی طور پر ایک غیر مرد کی کار میں عورت کا بیٹھنا ہی ایک بہت غلط اور خطرناک کام ہے۔

۲۔ چلئے مان لیجئے ناسمجھی کے سبب غیر مرد کی کار میں بیٹھ گئي تھی۔ لیکن جب شوہر کو گلی کے سرے پر کھڑے دیکھا تھا تو چاہیئے تھا اسی وقت اس شخص سے کار روکنے کو کہتی اور کار سے اتر کر شوہر کے ساتھ گھر جاتی اور ساری بات اسے بتادیتی۔

۳۔ بہت بری غلطی یہ کی کہ اس شخص کو بھاگ جانے کو کہا۔

۴۔ چوتھی غلطی یہ کی بعد میں تمام واقعہ سے سرے سے انکار ہی کردیا۔ حالانکہ ان سب باتوں کے بعد بھی موقعہ تھا کہ جب شوہر نے پوچھا تھا تو بے کم و کاست ساری بات بیان کردیتی اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتی کہ ناسمجھی یا مروت کے سبب یہ نامناسب کام انجام دیا۔

البتہ اس سلسلے میں مرد بھی بے قصور نہیں ہے۔ محض اس واقعہ کو خیانت کی قطعی دلیل نہیں سمجھ لینا چاہیئے تھا۔ اس کو اس امکانی صورت حال پر توجہ دینی چاہیئے تھی کہ اس کی بیوی غفلت ناتجربہ کاری یا ناسمجھی کے سبب اس غلطی کی مرتکب ہوئي ہے اور بعد میں الزام کے ڈر سے اس نے اس شخص کو بھاگ جانے کی ہدایت کی اور اسی سبب سے اصل واقعہ سے انکار کررہی ہے۔ دانشمندی کا تقاضہ تو یہ تھا کہ نہایت انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ اس واقعہ کی پوری طرح تحقیق اور چھان بین کرتا اور ہر طرف سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس کی غلطی کو معاف کردیتا اور اس پر زیادہ سختی نہ کرتا۔

بدکردار عورت

اگر شواہد و دلائل ذریعہ قطعی طور پر ثابت خو جائے .بیوی کا چال چلنی اچھا نہیں ہے اور اس کے غیر مردوں سے نا جائز تعلقات ہیں تو مرد بیحد مشکل میں پڑ جاتا ہے ایک طرف اس کی عزت و آبر و خطرہ میں پڑ جاتی ہے دوسری طرق ایسی باعث ننگ بات برداشت کرنا دشوار ہوتا ہے _

ایسی حالت میں کرد کے لئے اس صورت حال سے بخات حاصل کرنا بیحد دشوار اور خطرناک ہو جاتا ہے _

ایسے موقعہ پر مرد کے سامنے چند راستے ہوتے ہیں : _

۱_ اپنے خاندان کی عزت و آبرو قائم رکھنے کے لئے دل پر پتھر رکھ کر بیوی کی خیانت کاریوں کو نظر انداز کمردے اور راسی طرح آخر عمر تک نبھاتا رہے _ البتہ یہ راستہ صحیح نہیں ہے کیونکہ کوئي غیرت مند مرد اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ بیوی کی بد کمرداریوں اور نا جائز بچوں کے وجود کو برداشت کرتارہے _ غیرت ، مرد کے لئے ایک پسندیدہ صفت ہے اور بے غیرت مرد خدا و رسول نظر میں ذلیل و خوار ہوتا ہے _

واقعا ایسے نامرد لوگوں کی زندگی باعث ننگ و عار ہوتی ہے جو ایسی بے عزتی کو برداشت کمرتے رہتے ہیں _ نہ صرف یہ کہ وہ مرد ، نہیں بلکہ جالوروں سے بھی بدتر ہیں _

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں : پانچ سو سال میں طے ہونے والے راستے سے بہشت کی خوشبو آتی ہے لیکن دو قسم کے لوگ بہشت کی خوشبو محروم ہیں . والدین کے عاق کئے ہوئے اور بے غیرت مرد_ کسی نہے آپ سے پوچھا _ یارسول اللہ بے غیرت مرد

کون ہیں ؟ فرمایا وہ مرد جو جانتا ہے کہ اس کی بیوی زناکار ہے (اور اس کی بدکرداری پر خاموش رہے)

۲_ اپنی بیوی یا کے عاش کو قتل کردے _ اس طریقے سے انتقام لے کر وقتی طور پر اپنے دل کو تسلی دے سکتا ہے لیکن یہ کام بہت خطرناک ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ قتل کا جرم ہمیشہ چھپا رہے ایک نہ ایک دن قاتل پکڑا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے _ عدالت میں بھی بیوی کی بدکرداری اتنی آسانی سے ثابت نہیں ہو سکتی لہذا بری ہونے کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں یا تو سزائے موت کا حکم سنایا جاتا ہے یا کم سے کم طویل المدت قید کی سزا بھگتنی پڑتی ہے _ زندگی تباہ ہوجاتی ہے _ بچے بیچارے الگ تباہ و برباد اور بے آسرا ہوجاتے ہیں لہذا یہ دانشمندی نہیں کہ انسان جذبات میں آکر اپنے نفس کی تسلی اور کینہ کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ایسے خطرناک کام کا اقدام کرے اور اپنے جان خطرہ میں ڈال لے _

مرد کو چاہئے عاقل ، بردبار اور عاقبت اندیشی ہو _ اسے اپنے نفس پر اتنا کنٹرول ہونا چاہئے کہ ایسے جنون آمیز کام سے پرہیز کرے _ اور اس کا صحیح حل تلاش کرے _

۳_ خودکشی کرلے تا کہ بیوی کی بدکرداریوں کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے اور ایسی ننگین زندگی سے نجات حاصل کرلے البتہ یہ راستہ بھی دانشمندوں کا نہیں ہے _ اول تو اپنی زندگی کو ختم کرلینا شرعی لحاظ سے ایک عظیم گناہ ہے اور اس کی سزا خداوند عالم نے دوزخ مقرر کی ہے _ دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو نابود کردینا کسی طرح درست نہیں _ یہ کون سی دانشمندی ہے کہ انسان دوسروں سے انتقام لینے کی خاطر اپنی دنیا و آخرت خراب کرلے اور بیوی کو اپنی بدچلنی جاری رکھنے کی پوری آزادی مل جائے _ شاید یہ سب سے بدترین راہ ہے _

۴_ جب بیوی کی بدچلنی بطور کامل ثابت ہوجائے اور دیکھے کہ وہ کسی طرح ناجائز کاموں سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہے تو بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس کو طلاق دے کر اس کے شر سے نجات حاصل کرلے _ یہ نہایت دانشمندانہ اقدام ہے اور اس میں کوئی خطرہ بھی نہیں ہے _

یہ صحیح ہے کہ طلاق کے سبب زندگی تباہ ہوجاتی ہے اور بہت نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں جن کا برداشت کرنا دشوار ہوتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اگر بچے بھی ہوگئے ہوں۔ لیکن بہر حال ایسی صورت میں اس کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ بہترین طریقہ یہی ہے کہ بیوی کو طلاق دے کر بچوں کو اپنے پاس رکھے کیونکہ معصوم بچوں کو ایک فاسد اور بدکردار عورت کے سپرد کرنا نامناسب نہیں۔ اگرچہ بچوں کو پالنا دشوار کام ہے لیکن مرد کو اطمینان رکھنا چاہیئے کہ اس نے خدا کی خوشنودی کے لئے یہ راستہ منتخب کیا ہے لہذا خدا بھی اس کی مدد کریگا اور جلد ہی ایک پاکدامن اور باعصمت شریک حیات اس کو مل جائے گی اور اپنی بقیہ زندگی آبرومندانہ طریقے سے گزار سکے گا۔

غیر عورتوں پر نظر ڈالنے سے اجتناب کیجئے

مرد شادی کرتے وقت نہایت تلاش و جستجو سے کام لیتے ہیں تا کہ بیوی نیک اور ان کے پسند کے مطابق ہو۔ اس موقعہ پر جس قدر احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کام لیں اچھی بات ہے۔ کیونکہ شادی سے انسان کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اس کے مستقبل کی سرنوشت یعنی خوش نصیبی یا بدبختی یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ البتہ جب کسی لڑکی کو اپنا شریک زندگی منتخب کرکے اس سے رشتہ ازدواج قائم کرلیں اس کے بعد بیوی کے علاوہ کسی عورت پر نظر ڈالنی چاہیئے اور دوسری تمام عورتوں کو، جو بھی ہوں اور جیسی بھی ہوں ہر حال میں نظر انداز کرنا چاہیئے۔ اور سوائے اپنی بیوی کے کسی دوسری عورت میں دلچسپی نہیں لینی چاہیئے اس کے علاوہ اور کسی کا خیال بھی دل میں نہیں لانا چاہیئے ایک معصوم لڑکی اپنی شوہر کی خاطر اپنے ماں باپ اور خاندان کو چھوڑ کر سینکڑوں امیدوں اور آرزوؤں کے ساتھ اس کی پناہ میں آتی ہے کہ اپنی تمام ترہستی کو اپنے شوہر کے سپرد کردے اور دونوں ایک دوسرے کے شریک زندگی، اور یادو غمخوار بن کر زندگی کی راہوں کو طے

کریں ، عاقل اور سنجیدہ مرد بچگانہ حرکتوں اور ہوس بازی سے دستبردار ہوجاتے ہیں اور اپنی تمام تر توجہ اپنی نئي زندگی اور خاندان کی جانب مرکوز کردیتے ہیں ۔ کسب معاش میں تن دہی سے مشغول رہتے ہیں تا کہ عزت و آبرو کے ساتھ اپنی بیوی بچوں کے ہمراہ خوشی و اطمینان کے ساتھ زندگی گزاریں اور روحانی سکون اور مہر و محبت کی نعمت سے ، جو کہ سب سے بڑی نعمت ہے ، بہرہ مند ہوں ف جولوگ خوش و خرم اور صلح و سلامتی کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے شادی کے بعد اپنی سابق بچگانہ حرکتوں اور ادھر ادھروں لگانے اور نظریں سینکنے جیسی خانماں سوز حرکتوں کو چھوڑدیں اور اپنی زندگی کی روش بدل لیں ۔

ایک شادی شدہ مرد کے لئے یہ بات نہایت باعث ننگ ہے کہ وہ کسی غیر عورت یا عورتوں سے گرمجوشی سے ملے ۔ ان سے ہنسی مذاق کرے یا ان میں دلچسپی لے اگر مرد اپنی بیوی کو کسی غیرمرد سے ہنسی مذاق کرتے دیکھتا ہے تو اسے بہت برا لگتا ہے اور اس کی غیرت جوش میں آجاتی ہے لیکن اس بات سے کیوں غافل رہتا ہے کہ اس کی بیوی بھی اس کی طرح احساسات و جذبات رکھتی ہے اور اسے بھی اپنے شوہر کا غیر عورتوں سے ہنسی مذاق کرنا بیحد برا لگتا ہے اور یہ عمل ایک طرح کی خیانت اور بے وفائي شمار کیا جاتا ہے ۔ بیوی جب دیکھتی ہے کہ اس کا شوہر دوسری عورتوں میں دلچسپی لیتا ہے ان سے ہنسی مذاق اور چھیڑچھاڑ کرتا ہے تو اس کی غیرت اور حسد کے جذبے میں تحرک پیدا ہوتا ہے اور وہ انتقام لینے کے درپے ہوجاتی ہے ۔ شوہر کی نسبت اس کی عزت و محبت میں کم آجاتی ہے ۔ گھر اور زندگی سے اس کی دلچسپی ختم ہوجاتی ہے گھر کے کاموں سے اس کا دل اچاٹ ہوجاتا ہے ۔ حتی کہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ انتقام کی خاطر بیوی بھی غیر مردوں میں دلچسپی لینا شروع کردے یا اپنے ہوس پرست شوہر سے علیحدہ ہوجانا ناپسند کرے ۔ ایک عورت نے تہران میں خاندانوں کی حمایت کرنے والی عدالت کے شعبہ ۴۵ میں شکایت کی کہ وہ اپنے شوہر سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے ۔ ان میاں بیوي

کی ۳۳ سال قبل شادی ہوئی تھی۔ اس عورت نے بتایا کہ میرے شوہر کی عادت ہے کہ سے جو عورت ملتی ہے اس سے مذاق کرتا ہے۔ (۲۳۳)

ایک عورت نے عدالت میں کشایت کی کہ: میرا شوہر میری دوستوں سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتا ہے۔ اس کی اس بری عادت کے سبب میں اپنی دوستوں کو اپنے گھر نہیں بلا سکتی۔ چونکہ وہ سب کہتی ہیں کہ تمہارا شوہر ہم میں دلچسپی لیتا ہے اور یہ بات میری خفت و شرمساری کا باعث بنتی ہے۔ (۲۳۴)

ایک شادی شدہ مرد کے لئے نہایت شرمناک بات ہے کہ وہ دوسری عورتوں کو گھورے یا ان پر نظریں ڈالے۔ ان نظر بازیوں کا سوائے دلی اضطراب و بے چینی، اعصابی کمزوری اور گھر اور خاندان کی طرف سے بے توجہی کے اور کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوتا۔ خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے:

نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنے سے اپنی نظریں بچاؤ۔ (۲۳۵)

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: نگاہ شیطان کی جانب سے پھینکتے ہوئے زہر آلود تیر کی مانند ہوتی ہے اور ایک نگاہ ممکن ہے حسرت و رنج کا باعث بن جائے۔ (۲۳۶)

ماہر نفسیات نے نظر بازی کو ایک قسم کی نفسیاتی بیماری بتایا ہے۔ جو آنکھیں، اس ذلیل حرکت کی عادی ہوجاتی ہیں وہ کبھی سیر نہیں ہوتین۔ ان ہی بدنگاہیوں کا نتیجہ ہوتا کہ بہت سے پاک سیرت جوان، اپنی عفت و ناموس گنوا کرفتنہ و فساد اور گمراہی کی وادی میں گرپڑتے ہیں کیونکہ جب ہوسناک نگاہیں محو تماشہ ہوتی ہیں تو دل بدی کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ ایک مرتبہ دو مرتبہ زیادہ سے زیادہ دس مرتبہ انسان اپنے آپ پرقابو پا سکتا ہے لیکن آخر کار عنان نفس ہاتھ چھوٹ جاتی ہے اور نفسانی خواہشات کا مطیع بن جاتا ہے۔

امام صادق (ع) فرماتے ہیں: پے درپے نگاہیں، قلب میں شہوت پیدا کرتی ہیں اور یہی چیز، بد نظر افراد کی گمراہی کے لئے کافی ہوتی ہے۔ (۲۳۷)

اسلام چونکہ نظربازی کے خراب نتائج سے واقف ہے اس لئے اس فعل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے ۔

کوچہ و بازار میں اگر مرد کی نگاہ بے اختیار کسی نامحرم عورت پڑپڑ جائے تو یہ نہیں کہ باربار اسے دیکھت ہے بلکہ چاہئے کہ فوراً نظریں نیچی کرلے یا دوسری طرف متوجہ ہوجائے ، نامحرموں کی جانب سے چشم پوشی شاید پہلے مرحلے میں کسی حد تک دشوار ہو لیکن اگر ذرا صبر کے ساتھ اس کی عادت ڈال لی جائے تو یہ امر آسان ہوجائے گا ۔

عقلمند لوگ جانتے ہیں کہ اس نازیبا حرکت کے نتیجہ میں قتل و غارت گری ، خودکشی ، طلاق ، اعصاب کی کمزوری ، نفسیاتی امراض، دل کی بیماری ، ذہنی پریشانیاں، دائمی رنج و غم اور خاندانی اختلافات و غیرہ جیسے خطرات ظہور میں آتے ہیں لہذا ان خطرات سے بچنے کی خاطر اس مفسدانہ حرکت سے دامن بچانا اور استقامت سے کام لینا ، خود انسان کے اپنے مفاد میں ہے ۔

ہم جانتے ہیں کہ جوانی کے ہیجان انگیز دور ہیں ، ایسی حالت میں کہ بعض عورتیں آزادانہ طور پر نیم عریاں حالت میں سج دھج کرباہر گھومتی ہیں ، نظریں بچانا ذرا مشکل کام ہے لیکن بہر صورت ضروری ہے ۔

اگر مرد صبرو استقامت سے کام لے اور اس علم کی عادت ڈال لے تو بہت سے مفاسد کا خود بخود علاج ہوجاتا ہے اور ان جھوٹی اوروقتی لذتوں کے عوض ، ذہنی سکون و آسائشے اور خاندان کی مہرو محبت کی لذت سے پوری طرح لطف اندوز ہوسکتا ہے ۔

برادر عزیز اگر زندگی میں سکون وچین اور حقیقی خوشی و مسرت کی نعمتوں کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں تو شادی کے بعد ، اپنی بیوی کے علاوہ دوسری تمام عورتوں کی جانب سے چشم پوشی اختیار کیجئے ۔ اپنی بیوی کے سامنے کبھی غیر عورتوں کی تعریف نہ کیجئے ۔ کبھی نہ کہئے کہ کاش میري

فلاں لڑکی سے شادی ہوئی ہوتی۔ یا فلاں لڑکی مجھ سے شادی کی خواہشمند تھی۔ فلاں لڑکی مجھکو چاھتی۔ سینکڑوں لوگ مجھ سے اپنی لڑکیوں کی شادی کرنے کے آرزومند تھے۔ یا فلاں لڑکی تم سے بہتر تھی و غیرہ جیسی باتیں ہرگز بیوی سے نہ کہئے کیونکہ اس قسم کی باتیں بیوی کو شک میں بتلا کردیتی ہیں اور شوہر سے اس کی محبت دلچسپی میں کمی آجاتی ہے۔ زندگی کی لطافتوں سے بیزار ہوجاتی ہے ممکن ہے وہ بھی مقابلہ بہ مثل کرے اور دوسرے مردوں کی آپ کے سامنے تعریف کرے یا اپنے سابق خواستگاروں کا دلچسپی کے ساتھ ذکر کرے۔ اور اس کا انجام سوائے باہمی کدورت اور دائمی جھگڑے کے اور کچھ نہ ہوگا۔ ایک شادی شدہ مرد کے لئے یہ بات نہیں قابل شرم ہے کہ وہ دوسری عورتوں پر نظر رکھے اور ان میں دلچسپی لے۔

کس قدر بدبخت اور نادان ہیں وہ لوگ جو اپنی پاکدامن اور باعصمت اور محبت کرنے والی معصوم بیویوں کو چھوڑکر، چند لمحوں کی عیش کوشی کی خاطر، آوارہ وہرجائی عورتوں کے پیچھے پھرتے ہیں۔ اس قسم کے مرددر اصل انس و محبت اور خاندان کی صمیمیت و صفائی سے بالکل نابلد ہوتے ہیں وہ جانوروں کی مانند سوائے کھانے پینے، سونے اور شہوت کے کے اور کچھ نہیں جانتے۔ انسانیت اورجذبات و احساسات سے یکسر عاری ہوتے ہیں۔

سپاس گزار بنیئے

ممکن ہے بعض مردوں کو گھر کے کام ذرا بھی اہم معلوم نہ ہوتے ہوں لیکن اگر ذرا بھی انصاف سے کام لیں تو اعتراف کرنا پڑے گا کہ گھر کے کام دشوار اور بہت تھکادینے والے ہوتے ہیں ایک گھریلو خاتون اگر شب و روز گھر کے کام کرے تب بھی بعض کام کسی حدتک پڑے رہ جاتے ہیں۔ کھانا پکانا، گھر کی صفائی، کپڑے دھونا، استھری کرنا، برتن دھونا، گھر کا سامان ٹھیک ٹھاک کرنا، اور سب سے بڑھ کر بچوں کی پرورش اور نگہداشت آسان کام نہیں ہیں۔ وہ بھی ایک، ایک خاتون خانہ حقیقتاً گھر میں شدید زحمت برداشت کرتی ہے۔

مرد سمجھتا ہے وہ غذا جو دن میں تین بار پکی پکائی اس ک سامنے آجاتی ہے یوں ہی بڑی آسانی سے تیار ہوجاتیہے یا گھر کے مختلف چھوٹے بڑے کام خود بخود انجام پاجاتے ہیں_ بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کو تو کچھ شمار رہی نہیں کیا جاتا_

اگر مرد گھر میں ایک مہینہ رہ کر گھر کے تمام امور اور بچوں کی نگہداشت و پرورش کی ذمہ داری لے اس وقت اس کو ان کاموں کی اہمیت معلوم ہوگی اور بیوی کی طاقت فرسا زحمات کا اندازہ ہو سکے گا_ بیوی ان تمام زحمتوں کو برداشت کرتی ہے اور کوئي شکایت بھی نہیں کرتی لیکن شوہر سے اس بات کی توقع ضرور کرتی ہے کہ اس کی زحمتوں کی قدر کرے اور اس کا ممنون ہو_ وہ چاہتی ہے کہ شوہر ہمیشہ اس پر توجہ کرے اور اس کے ذوق و سلیقہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے_

برادر عزیز جس وقت آپ قرینے سے سجے سجائے، صرف ستھرے گھر میں داخل ہوتے ہیں اگر اس وقت اپنی بیوی کے ذوق و سلیقہ اور زحمات کی تعریف کردیں تو کیا ہرج ہوجائے گا؟ اگر کبھی کبھی اس کے تیار کئے ہوئے لذیذ کھانوں کی تعریف کردیں تو آپ کا کیا چلا جائے گا_ کیا ہرج ہے اگر بچوں کی پرورش اور نگہداشت کے موضوع کو، جو کہ حقیقتاً بہت سخت، لیکن بہت اہم کام ہے، اہمیت دیں اور کبھی کبھی اس کے اس صبر آزما اور کٹھن کام کا شکریہ ادا کردیا کریں؟ آپ اس نکتہ سے غافل ہیں کہ آپ کا اظہار تشکر اس میں کتنی ہمت اور حوصلہ پیدا کردے گا_ اور اس کو مزید کام، کوشش اور فداکاری کے لئے آمادہ کردے گا_ اگر آپ اپنی بیوی کے کاموں پر ذرا بھی توجہ نہ کریں اور ان کو معمولی ظاہر کریں تو رفتہ رفتہ گھر کے کاموں سے اس دلچسپی کم ہوجائے گی_ اپنے دل میں سوچے گی کہ جس گھر میں اس کے کسی کام کی قدر نہ ہو وہاں زحمتیں اٹھانے سے کیا فائدہ_ ایک وقت آئے گا جب کسی کام میں اس کا دل نہیں لگے گا_ اس وقت آپ داد و فریاد کریں گے کہ میری بیوی کسی کام میں دلچسپی نہیں لیتی_ یہ نہیں کرتی وہ نہیں کرتی_ یہ کام پڑا رہ گیا وغیرہ

اگر یہ نوبت آگئی تو سمجھ لیجئے خود اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں _ قصور خود آپ کا ہے کہ آپ زن داری ، کے طور طریقوں سے ناواقف ہیں _ اگر ایک غیر آدمی آپ کا معمولی سا کام کردیت ہے تو آپ باربار اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں لیکن اپنی بیوی کی رات دن کی زحمتوں کی طرف سے غافل ہیں اور اس بات کے لئے تیار نہیں کہ مفت ہیں ، شکریہ کا ایک لفظ بول کر اس کا دل شاد کرکے اس کی ساری تھکن دور کردیں _

ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے

ایک ۲۹ سالہ گھریلو خاتون تہران سے لکھتی ہے : میرا شوہر بڑا حق ناشناس ہے صبح سے شام تک زحمتیں اٹھاتی ہوں _ برتن اور کپڑے دھونے اور کھانا پکانے سے لے کر گھر کی صفائی و سجاوٹ ، اس کے اور بچوں کے کپڑوں کی سلائی وغیرہ تک سب کام میں تنہا انجام دیتی ہوں ،جب گھر آتا ہے تو کسی چیز پر توجہ ہی نہیں دیتا اور اپنے رویے سے ایسا اظہار کرتا ہے گویا میں نے اب تک کوئی کام ہی نہیں کیا ہے _ استری کئے ہوئے کپڑے، صاف ستھری ٹائی ، پالش کئے چمچماتے جوتے اس کے لئے تیار رکھتی ہوں _ لیکن کبھی شکریہ کا ایک لفظ اس کے منھ سے نہیں نکلتا _ اگر میں خود کچھ بیان کروں تو سختی سے میری بات منقطع کرکے جھڑک دیتا ہے اور کہتا ہے اچھا اپنے کاموں کو اتنا بڑھا چڑھا کے بیان نہ کرو _ آخر کون سا ایسا بڑا کام انجام دیا ہے ؟ آسمان سے تارے توڑلائی ہو یا کوہ دماوند کی چوٹی فتح کرلی ہے ؟ حالانکہ میری محنت و مشقت اور سلیقے کی وجہ سے ہی گھر کی ساکھ بنی ہوئی ہے _ [۲۳۸]

بعض مرد ، بیوی اور اس کے کاموں کی طرف سے بے اعتنائی برتنا ، مردانگی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بیویوں کی تعریف کی تو سرپر چڑھ جائیں گی _ بعض مردوں کا خیال ہے کہ غیروں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے _ میاں بیوی کے درمیان ان چونچلوں کی کیا ضرورت ہے ، حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے _ کیونکہ ہر احسان کرنے والا ، نفسیاتی طور سے قدردانی

کا خواہشمند ہوتا ہے_ قدردانی تشویق کا باعث بنتی ہے خصوصاً گھریلو خواتین کو گھر کے ہرروز وہی تھکادینے والے کام انجام دینے کے سلسلے میں سب سے زیادہ قدردانی کی ضرورت ہوتی ہے_یہی وجہ ہے کہ دین مبین اسلام میں تشویق اور سپاس گزاری کو اچھے اخلاق میں شمار کیا جاتا ہے_

امام صادق (ع) فرماتے ہیں :جو شخص کسی مسلمان کی ستائشے کرتا ہے خداوند عالم قیامت تک اس کی ستائشے لکھتا ہے_ (۲۳۹)

پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں : جو شخص کسی مسلمان کا احترام کرتا ہے اور خوش خلقی کے ساتھ اسکی دلجوئی کرتا ہے اور اس کے رنج و غم کو برطرف کرتا ہے ، وہ ہمیشہ خدا کی رحمت کے سائے میں رہے گا_ (۲۴۰)

گھر میں بھی صاف ستھرے رہئے

صفائي کا خیال رکھنا ، ہر ایک کے لئے اور ہر جگہ ضروری ہے_ انسان کو چاہئے اپنا بدن اور لباس صاف ستھرا رکھے_ برابر نہائے_ ہر روز صابن سے منھ ہاتھ دھوئے_ دانتوں میں برش کرے_ بالوں میں کنگھی کرے_ سراورداڑھی کے بال نبائے_ ہر روز اپنے پیر دھوئے تاکہ بدبو نہ آئے_ صاف موزے پہنے_ صاف ستھرے کپڑے پہنے ، اپنی مالی استطاعت کے مطابق اچھا لباس پہنے_

اسلام میں اچھے اور صاف ستھرے لباس پہننے کی بہت تاکید کی گئي ہے_ حضرت رسول خدا (ص) کا ارشاد گرامی ہے_ صفائي ، ایمان کا جزو ہے_ (۲۴۱)

پیغمبر اسلام (ص) نے ایک شخص کو الجھے بالوں ، بری وضع اور کثیف حالت میں دیکھا تو فرمایا: خدا کی نعمتوں سے استفادہ کرنا ، دین کا جزو ہے_ (۲۴۲)

پیغمبر گرامي(ص) فرماتے ہیں :گندہ آدمی ، برا بندہ ہوتا ہے_ (۲۴۳)

پیغمبر گرامی (ص) کا یہ بھی ارشاد ہے کہ : جبرئیل (ع) نے مسواک کے بارے میں مجھ سے اس قدر سفارش کی ہے کہ میں اپنے دانتوں کی طرف سے بہت متفکر رہتا ہوں_ (۲۴۴)

حضرت علی (ع) فرماتے ہیں: خدا خود زیبا ہے اور زیبائي کو پسند کرتا ہے اور اپنی نعمتوں کے آثار اپنے بندوں میں دیکھنا پسند کرتا ہے_ [(۲۴۵)]

پاکیزگی اور خوبصورتی صرف عورتوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ مرد کو بھی اپنی وضع قطع ٹھیک رکھنی چاہئے_ صاف ستھر اور سلیقے سے رہنا چاہئے_ بہت سے مرد اپنے لباس اور صفائي کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے_ دیردیر میں نہاتے ہیں_ سر اور داڑھی کے بال بڑھ گئے تو کوئي فکر نہیں_ گندے لباس اور الجھے بالوں کے ساتھ گھر اور باہر گھومتے رہتے ہیں ان کے پسینے اور پاؤں کی بدبو دوسرے لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث بنتی ہے_ البتہ بہت سے لوگ صاف ستھرا اور عمدہ لباس پہننے اور بننے نور نے کے توشوقین ہوتے ہیں مگر صرف گھر کے باہر، دوسرے لوگوں کے سامنے_ لیکن گھر میں اس چیز کا ذرا بھی لحاظ نہیں رکھتے_ جب باہر، آفس، بازار یا کسی محفل میں جانا ہوتا ہے تو خوب بنتے سنورتے ہیں اور بہترین لباس پہن کر گھر سے باہر نلکتے ہیں لیکن گھر واپس آتے ہی استری کئے قیمتی لباس کو فوراً اتار کر میلے کچیلے کپڑے پہن لیتے ہیں_ ایسا کم ہی اتفاق ہوتا ہے کہ گھر میں بھی آرائشے و زیبائشے کا خیال رکھیں_ صبح سوکر اٹھے تویونہی الجھے بالوں اور چیپڑلگی آنکھوں کے ساتھ ناشتہ کرنے بیٹھ گئے_ اگر اتفاق سے دو ایک روز گھر سے باہر جانانہ ہو اتو اسی طرح عجیب و غریب حلیہ بنائے رہیں گے اور گھر میں اس طرح رہیں گے گویا کسی کی ان پر نظر ہی نہیں پڑے گی_ صفائي اور آرائشے و زیبائشے تو فقط گھر سے باہر دوسرے لوگوں کے لئے کی جاتی ہے_ اپنے گھر والوں سے کوئي مطلب نہیں

برادر عزیز جس طرح گندی، میلے کچیلے کپڑے پہنے بیوی آپ کو اچھی نہیں لگتی اور آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیوی گھر میں صاف ستھری اچھی حالت سے رہے تویقین مانئے وہ بھی آپ سے یہی توقع رکھتے ہے_ اسی بھی بد وضع شوہر اچھا نہیں لگتا_ وہ چاہتی ہے کہ اس کا شوہر ہمیشہ صاف ستھرا اسمارٹ نظر آئے_

اگر آپ گھر میں خراب حلیہ بنائے رہیں گے اور آپ کی بیوی باہر اسمارٹ ، صاف ستھرے مردوں کو دیکھے گی تو سوچے گی کہ یہ مرد کسی دوسری دنیا سے آئے ہیں۔ جب آپ کا ان سے مقابلہ کرے گی تو رنجیدہ ہوگی۔ آپ گھر میں صاف ستھرے عمدہ لباس پہن کر رہیئے تاکہ آپ کی بیوی سمجھے کہ آپ بھی دوسروں کم نہیں ہیں اور اس کی محبت میں اضافہ ہو اور اس کا دل خوش رہے اور گھر سے اس کی دلچسپی قائم رہے۔ اور گمراہ ہونے سے محفوظ رہے۔ اصولی طور پر غیر مردوں اور گلی کوچوں کی عورتوں کے لئے زینت کرنے سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا ؟ ان سے آپ کو کیا مطلب۔ البتہ بیوی کے سامنے ، جو کہ آپ کی شریک زندگی ہے ، اور آپ کو اس کی محبت کی ضرورت ہے۔ اچھی وضع قطع سے رہنا ، خود آپ کے مفاد میں بھی ہے۔ در اصل میاں بیوی دونوں کے دلی سکون و چین سے ہی گھر میں خوشگوار فضا قائم رہ سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دین مبین اسلام میں مردوں کو تاکید کی گئي ہے کہ اپنی بیویوں کے لئے آرائشے و زینت کریں۔

پیغمبر اسلام(ص) فرماتے ہیں : کہ مرد پر واجب ہے کہ اپنی بیوی کی غذا اور لباس کا انتظام کرے اور بری وضع قطع سے اس کے سامنے نہ آئے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو گویا اس کا حق ادا کیا ہے۔ [۲۴۶]

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں :مردوں کو چاہئے اپنی بیوی کے سامنے قاعدے سے اور اچھے وضع قطع سے رہیں۔ جس طرح سے کہ وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی بیویاں ان کے لئے بنیں سنوریں۔ [۲۴۷]

حسن بہ جہم کہتے ہیں : حضرت ابو الحسن (ع) کو میں نے دیکھا کہ خضاب لگائے ہوئے ، میں نے عرض کیا آپ نے خضاب لگایا ہے ؟ فرمایا : ہاں ،قاعدے سے اچھی طرح رہنا ، عورتوں کی عفت کا باعث ہوتا ہے۔ اور مردوں کا برے حلیئے سے ، بدوضع طریقے سے رہنا ، سبب بنتا ہے کہ عورتیں اپنی عفت کو بیٹھیں۔ پھر فرمایا : کیا تم کو اپنی بیوی کو بری وضع قطع میں دیکھنا اچھا لگے گا ؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا وہ بھی بالکل تمہاری جیسی ہوتی ہیں۔ [۲۴۸]

امام رضا (ع) فرماتے ہیں : بنی اسرائل کی عورتیں اسی وجہ سے اپنی عفت و عصمت گنوا بیٹھی تھیں کیونکہ ان کے مرد اچھی طرح قاعدے سے رہنے اور خوبصورتی کا لحاظ نہیں رکھتے تھے۔

پھر فرمایا : جس بات کی توقع تم اپنی بیوی سے کرتے ہو ، ویسی ہی توقع وہ تم سے کرتی ہیں۔ [۲۴۹]

اپنی بیوی کی تیمارداری کیجئے

میاں بیوی کو ہمیشہ ایک دوسرے کے تعاون اوراظہار محبت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ ضرورت بعض موقعوں پر شدید تر ہوجاتی ہے۔ انسان کو بیماری اور پریشانی کے موقع پرہمیشہ سے زیادہ توجہ اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیمار کے لئے جس قدر ڈاکٹر اور دوا ضروری ہے اسی قدر بلکہ اس زیاد توجہ اور تیمارداری کی ضرورت ہوتی ہے۔ تسلی و تشفی اور نوازش سے بیمار کے اعصاب کو سکون ملتا ہے۔ اور یہ چیز اسے جینے کا حوصلہ عطا کرتی ہے۔ بیوی بیماری کے موقع پر اپنے شوہر سے متمنی ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرائے اور ماں باپ سے بڑھ کر اس کی تیمارداری کرے۔ اس کی نوازشیں اور ہمدردیاں، محبت و خلوص کی علامتیں سمجھی جاتی ہیں۔ ایک بیوی جو رات دن ایک خادمہ کی مانند گھر کے تمام کام انجام دیتی ہے اور زحمتیں اٹھاتی ہے، بیماری کے موقع پر اپنے شوہر سے اس بات کی توقع کرنے میں حق بجانب ہے کہ وہ اس کے علاج معالجہ کے لئے تگ ودو کرے اس کی تیمارداری کرے۔

ڈاکٹر اور دوا کا خرچہ، زندگی کی ان ضروریات او رنفقہ میں شامل ہے جس کا انتظام کرنا شوہر پرواجب ہے۔

وہ عورت جو شب و روز بغیر کسی اجرت کے گھر میں زحمت اٹھاتی ہے کیا اس بات کی حقدار نہ ہوگی کہ بیماری کے موقعہ پر شوہر اس کے دوا علاج پر روپیہ پیسہ خرچ کرے؟

بعض مرد اس سلسلے میں ذرا بھی انصاف سے کام نہیںلیتے ایسے مرد جذبات سے عاری ہوتے ہیں_

جس وقت ان کی بیوی صحیح و سالم ہوتی ہے زیادہ سے زیادہ اس کے وجود سے استفادہ کرتے ہیں لیکن جب بیمار ہوجاتی ہے تو اس کی صحت یابی کے لئے دوا علاج پر روپیہ خرچ کرنے ینّان کی جان پر بنتی ہے اور اگر بیماری طول پکڑگئي یا زیادہ خرچ کرنا پڑے تو اس کویوں ہی بغیر دواج علاج کے چھوڑ دیتے ہیں_

کیا رسم وفا ہی ہے ؟ کیا مردانگی کا تقاضا یہی ہے ؟

ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمایئے

ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف شکایت درج کراتے ہوئے بتایا کہ میں نے مدتوں اچھے برے ہر حال میں اپنے شوہر کا ساتھ نبھایا اور نہایت توجہ کے ساتھ اس کی خدمت کی_ اب جبکہ میں بیمار ہوگئي ہوں مجھکو گھر سے باہر نکال دیا اور کہتا ہے کہ مجھے بیمار بیوی نہیں چاہئے_ (۲۵۰)

برادرعزیز اگر آپ کو اپنے خاندان سے تعلق خاطر ہے تو جب آپ کی بیوی بیمار ہوجائے تو اسے فوراً ڈاکٹر کے پاس لے جایئے ضروری دوائیں فراہم کیجئے_ ڈاکٹر اور دوائیں ہی کافی نہیں ہیں بلکہ ایسے موقعہ پر مہربان والدین کی مانند اس کی تیمارداری کیجئے_ وہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر آپ کے پاس آئي ہے اس امید کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو آپ کے سپرد کردیا ہے کہ آپ اس ماں باپ سے زیادہ اس کے لئے مہربان ثابت ہوں گے_ وہ آپ کی شریک زندگی، آپ کے بچوں کی ماں، اور آپ کی یارومددگار ہے، بیماری کے وقت پہلے سے زیادہ اس سے اظہار محبت و ہمدردی کیجئے_ تکلیف کی شدت سے کراہتی ہے یا چیختی چلّاتی ہے تو غصہ نہ کیجئے بلکہ افسوس ظاہر کیجئے_ اس کی تسلی و تشفی کی باتیں کیجئے_ اس کو امید دلایئے ڈاکٹر نے اس کے لئے جو غذائیں تجویز کی ہوں ان کو فراہم کیجئے_ اگر

کسی خاص غذا یا پھل سے رغبت رکھتی ہو اور ڈاکٹر نے منع نہ کیا ہو تو جس طرح سے بھی ممکن ہو سکے اس کے لئے مہیا کیجئے_ اپنے ہاتھ سے دوا اور کھانا کھلایئےیونکہ آپ کا یہ فعل اسکی خوشی اور اس کے اعصاب کو تقویت پہونچانے کا باعث بنے گا_ بچوں کی نگرانی کیجئے وہ شور نہ مچائیں_ اپنا بستر اس کے بستر کے قریب بچھایئےور رات کو پوری طرح اس کی دیکھ بھال کیجئے_ رات میں اٹھ کر اس کی خبر گیری کیجئے اگر بیدا رہو تو اس کی احوال پرسی کیجئے_ اگر شدت تکلیف سے اسے نیند نہ آرہی ہو تو آپ بھی حتی المقدور جاگتے رہنے کی کوشش کیجئے_ اگر آپ سوئیں تو ایک بچے یا نرس کی ڈیوٹی لگا دیجئے تا کہ ہمیشہ اس کے پاس ایک آدمی جاگتا رہے اور اس کی دیکھ بھال کرتا رہے_ ایسا نہ ہو کہ آپ تو پوری رات چین سے سوتے رہیں اور آپ کی بیوی شدت تکلیف سے کراہتی رہے _

اگر آپ نے ایسے نازک موقعہ پر اپنی بیوی کی پوری طرح دیکھ بھال کی اور ایک محبت کرنے والے شوہر کا فرض ادا کیا تو چیز اس کو حوصلہ علا کرے گی آپ کی محبت و وفاداری پر اسے یقین کامل ہوجائے گا اور آپ سے اس کی محبت میں مزید اضافہ ہوجائیگا صحت یاب ہونے کے بعد پہلے سے زیادہ و دلبستگی کے ساتھ گھر کے فرائض انجام دے گی آپ کی محبت و نوازش کو ہرگز فراموش نہیں کرے گی_

پیغمبر اسلام(ص) فرماتے ہیں: تم بہترین شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے اچھا ہو_ میں اپنے اہل خاندان کی نسبت سب سے بہتر ہوں_ (۲۵۱)

رسول خدا (ص) فرماتے ہیں: جو شخص کسی بیمار کی صحت یابی کے لئے کوشش کرے خواہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہویا نہ ہو ، اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہوجائے مثل اس روز کے جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا_ ایک انصاری نے پوچھا ، یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر مریض خود اس کے گھر والوں

میں سے ہوتو کیا ، زیادہ ثواب نہ ہوگا ؟ فرمایا: کیوں نہیں (۲۵۲)

خاندان کے اخراجات

بیوی کا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہے یعنی قانونی اور شرعی طور سے مرد اس بات کا ذمہ دار ہے کہ خاندان کے تمام اخراجات ، یعنی پوشاک ، خوراک ، مکان حتی ڈاکٹر کی فیس اور دوا کا انتظام کرے اور اگر اس نے اس ذمہ داری کو پورا نہ کیا یا کوتاہی کی تو شرعی اور قانونی لحاظ سے وہ اس امر کا جواب دہ ہوگا ـ بیوی بچوں کو ہمیشہ یہ کہہ کر ٹالا نہیں جا سکتا کہ "میرے پاس نہیں ہے" انھیں ہر حال میں چاہئے انکی خواہشوں اور مطالبات کی حد و انتہا نہیں ہوتی ـ رقابت کی حس ، ان میں بہت قوی ہوتی ہے ـ اسی لئے مرد بے چون و چرا ان کے تمام مطالبات پورے نہیں کرسکتا اور نہ ہی ایسا کرنا مناسب ہے ـ

عقلمند مرد گھر کے تمام اخراجات کا حساب لگاتا ہے ـ لوازم زندگی کی ضرورت کے مطابق درجہ بندی کرتا ہے ـ زندگی کی اولین ضروریات مثلاً خوراک و پوشاک کو سب چیزوں پر فوقیت دیتا ہے ـ اپنی آمدنی کا کچھ حصہ آڑے وقت کے لئے بچا کر رکھتا ہے ـ آمدنی کا کچھ حصہ مکان کے کرایہ کے لئے یا مکان خریدنے کے لئے جمع کرتا ہے کچھ حصہ بجلی ، پانی ٹیلیفوں، ٹیکس اور بچوں کی اسکول فیس وغیرہ کے لئے رکھتا ہے ـ گھر کے ضروری سازوسامان کو بھی مد نظر رکھتا ہے اور ساری ضروری چیزوں کیلئے اپنی آمدنی کے مطابق بجٹ بناتا ہے ـ اسراف و فضول خرچی سے گریز کرتا ہے ـ

ایک مدبر انسان اپنی چادر کے مطابق پیر پھیلانے کی کوشش کرتا ہے ہر وہ خاندان جو اپنی آمدنی اوراخراجات کا بجٹ بنالیتے ہیں اور عقل و تدبر کے ساتھ اپنی آمدنی کا لحاظ کرکے خرچ کرتے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ قرض لینے یا دیوالیہ ہوجانے کی مصیبت سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ جلدی ہی اپنی خوشحالی اور بہتر زندگی کے اسباب فراہم کرلیتے ہیں ـ

خداوند کریم نے اقتصادیات اور میانہ روی کو ایمان کی علامت قراردیا ہے ـ قرآن مجید میں فرماتا ہے : جو لوگ اس طرح خرچ کریں کہ نہ اسراف کریں اور نہ بخل سے کام لیں وہ لوگ

اعتدال پسند ہوتے ہیں_[۲۵۳] امام صادق (ع) فرماتے ہیں: جو شخص اپنی آمدنی کا لحاظ رکھئے میں ضمانت لیتا ہوں کہ وہ کبھی فقیر نہیں ہوگا_

امام جعفر صادق (ع) ایک اور موقع پر فرماتے ہیں: چار قسم کے لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی ان میں سے ایک وہ ہیں جو اپنا مال .بیکار تلف کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اے خدا مجھ کو روزی عطا کر،پس خدا فرماتا ہے کیا میںنّے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ اخراجات پر کنٹرول کرو_[۲۵۵]

عبداللہ بن ابان کہتے ہیں: میں نے امام موسی کاظم (ع) سے خاندان پر بخشش کے متعلق سوال کیا_ فرمایا: اسراف اور کم خرچ کرنا دونوں مکروہ ہیں_ میانہ روی سے کام لینا چاہئے_[۲۵۶]

عقلمند اور عاقبت اندیش انسان، حتی الامکان قرض لینے اور قرض پر سامان خرید نے سے پرہیز کرتے ہیں_ اور غیر ضروری مصارف کے لئے اپنے آپ کو قرض کے بوجھ تلے نہیں دباتے_ وہ پیسہ جو بینکوں یا دوسرے اداروں سے سود کی شرح پر قرض لے کر فراہم کیا جائے شرعی اور عقلی اعتبار سے پسندیدہ نہیں ہے_

قسطوں پر چیزیں خریدنا، اگرچہ ممکن ہے زندگی کو بظاہر پر کشش بنادے لیکن در حقیقت خاندان کی خوشی اور سکون کو سلب کرنے کا باعث بنتا ہے_ قسطوں پر مکان، قسطوں پر فریج، قسطوں پرٹی وی، قسطوں پر کار، قسطوں پر ٹیلیفون، قسطوں پر قالین و غیرہ و غیرہ_ یہ کوئی زندگی ہوئی؟ آخر ایسا کیا ضروری ہے کہ انسان غیر ضروری اشیاء کو زیادہ قیمتوں پر خریدے اور قسطیں ادا کرنے کے لئے اپنی آمدنی کا ایک حصہ بینکوں اور دوسرے اداروں کے فنڈمیں بھرے_ کیا یہ بہتر اور زیادہ مفید نہ ہوگا کہ ذرا صبر سے کام لے کہ مالی حالت کچھ بہتر ہوجائے اس کے بعد وہی چیزیں کم قیمت پر نقد ادا کرکے خریدلے؟

یہ درست ہے کہ روپیہ پیدا کرنا مشکل کام ہے اور انسان کی زندگی پر اس کا بہت اثر پڑتا ہے لیکن اس سے اہم بات روپیہ کو صحیح طریقے سے خرچ کرنا ہے_ بہت سے ایسے خاندان ہوتے ہیں جو اپنے اچھی آمدنی کے باوجود ہمیشہ پریشان اور مقروض رہتے ہیں_

اس کے برعکس بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنی معمولی آمدنی کے باوجود نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ آبرومندانہ طریقے سے زندگی گزارتے ہیں ان کی حالت ہر لحاظ سے اچھی اور اطمینان بخش ہوتی ہے _

ان دونوں قسم کے گروہوں میں فرق یہی ہے کہ اپنی آمدنی کو کس طرح سے خرچ کرتے ہیں _ لہذا خاندان کی فلاح و بہبودی اسی نکتہ میں مضمر ہے کہ مرد نہایت احتیاط اور عقلمندی کے ساتھ یا تو ذاتی طور پر گھر کے اخراجات چلانے کی ذمہ داری لے اور اگر خرید و فروخت کا کام کسی دوسرے کے سپرد دے تو اس کی نگرانی کرے _

آخر میں ایک نکتے کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ احتیاط سے خرچ کرنا اچھی بات ہے اور خاندان کے مفاد میں ہے لیکن سخت گیری بھی اچھی چیز نہیں ہے _ اگر مرد کی مالی حالت اچھی ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے بیوی بچوں پر اچھی طرح خرچ کرے _ اپنی آمدنی کے مطابق ان کے عمدہ لباس خوراک اور آرام وہ رہائشے کا بند و بست کرے _

مال و دولت خرچ کرنے اور زندگی کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے ہوتی ہے نہ کہ محض جمع کرنے اور اپنے پیچھے باقی چھوڑ دینے کے لئے _ انسان کی زندگی سے اور اس کی بیوی بچوں کے رہن بہن اور غذا و لباس سے اس کی دولت و ثروت کا اظہار ہونا چاہئے _

آخر اس سے کیا فائدہ کہ مرد دن رات محنت کرے اور خود اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو سختی میں ڈالے رکھے اور مال و پونجی جمع کرکے اس دنیا سے رخصت ہوجائے جب تک زندہ رہے بیوی بچے عمدہ غذا اور اچھے لباس کے لئے ترستے رہیں اور غذائی کمی کے سبب ہمیشہ بیمار یا کمزور رہیں اور اس کے مرنے کے بعد دولت کی تقسیم میں آپس میں لڑیں جھگڑیں _

اگر خدا نے انسان کودولت کی نعمت عطا کی ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی آمدنی کے مطابق اپنے خاندان کا معیار زندگی بہتر بنائے _ ان کے لئے قیمتی لباس اور غذا کا انتظام کرے اپني

آمدنی کے مطابق ہر فصل کے پھل ان کے لئے فراہم کرے_

پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں: وہ شخص ہم سے نہیں ہے جو مال و دولت کے اعتبار سے خوشحال ہو لیکن اپنے بیوی بچوں پر سخت گیری کرے_ [(۲۵۷)]

حضرت موسی بن جعفر (ع) فرماتے ہیں: مرد کے اہل و عیال اس کے پاس اسیر کی مانند ہوتے ہیں پس خدا نے اس کو جو کچھ نعمت عطا کی ہے اسے چاہئے کہ اپنے اسیروں پر فراخدلی سے خرچ کرے_ ورنہ ممکن ہے خدا اس سے نعمتیں چھین لے_ [(۲۵۸)]

امام رضا (ع) فرماتے ہیں: مناسب یہ ہے کہ مرد اپنے اہل و عیال پر اچھی طرح خرچ کرے تا کہ وہ اس کی موت کا انتظار نہ کریں_ [(۲۵۹)]

امیر المومنین حضرت علی (ع) فرماتے ہیں: ہر جمعہ کو اپنے اہل و عیال کے لئے پھل مہیا کرو تا کہ وہ لوگ جمعہ کے آنے سے خوش ہوں_ [(۲۶۰)]

گھر کے کاموں میں اپنی بیوی کی مدد کیجئے

یہ صحیح ہے کہ گھر کے کاموں کی ذمہ داری عورتوں پر ہوتی ہے اور انھیں اس سے انکار بھی نہیں ہے_ لیکن اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ امور خانہ داری آسانی کام نہیں ہے_

گھر کے کام اتنا زیادہ ہوتے ہیں کہ ایک گھریلو خاتون شب و روز گھر کے کام انجام دیتی ہے اس کے بعد بھی بہت سے کام باقی رہ جاتے ہیں خصوصاً بعض خلاف معمول موقعوں پر مثلاً مہمانوں کی آمد سے کام بڑھ جاتے ہیں اور خاتون خانہ کو بیحد تھکادیتے ہیں_

گھر کے کام انجام دینے سے بیوی کو انکار نہیں مگر وہ اپنے شوہر سے اس بات کی ضرور متمنی رہتی ہے کہ کبھی کبھی وہ اس کی مدد کردیا کرلے_

جس وقت مرد گھر میں داخل ہو اور دیکھے کہ اس کی بیوی ہر طرف سے کاموں میں گھری ہوئي ہے تو یہ مناسب نہیں کہ خود جاکر ایک گوشے میں آرام کرے اور اس بات کا انتظار کرے

اس کی بیوی فوراً چائے ناشتہ لے کر حاضر ہوگی_ بلکہ محبت ، انسانیت اور خاندانی صلح وصفائي کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر اپنی بیوی کی مدد کو بڑھے اور جو کام انجام دے سکتا ہو اسے کرے_

یہ کوئي مردانگی کی بات نہیں ہے کہ گھر میں کسی کام میں ہاتھ نہیں لگائیں بلکہ بیٹھے بیٹھے حکم چلاتے رہیں اور اعتراضات اور روک ٹوک کرتے رہیں_

گھر کوئي کمانڈہیڈکوارٹر نہیں ہے بلکہ محبت و خلوص کا مرکز، باہمی تعاون اور ہم آہنگی کی جگہ ہے_ یہ نہ سوچئے کہ اگر میں گھر میں کام کروں گا تو میری عظمت و بزرگی میں کمی آجائے گی اور میرا رعب و دبدبہ کم ہوجائے گا_ جی نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ آپ کا یہ طرز عمل آپ کی بیوی کی نظروں میں آپ کی قدرو منزلت بڑھادے گا اور دوسرے بھی آپ کو مہربان اورہمدرد انسان تصور کریں گے_ پیغمبر اسلام (ص) اپنی اتنی عظمت و بزرگی اور اعلی مقام کے باوجود گھر میں کام کرتے تھے_ (۲۶۱)

سرورکائنات(ص) کی زوجہ حضرت عائشہء کہتی ہیں: جب رسول خدا (ص) کو فرصت ہوتی تو اپنا لباس خود سیتے تھے اپنے جوتوں کی مرمت کرتے تھے اوردوسرے عام مردوں کی طرح گھر میں کام کرتے تھے_ (۲۶۲)

اسی طرح حضرت علی بن ابی طالب (ع) اور دوسرے ائمہ معصومین (ع) ، امور خانہ داری میں اپنی بیویوں کی مدد کرتے تھے_

گھر جلدی آیا کیجئے

مرد جب تک شادی نہیں کرتا آزاد ہے_ چاہے گھر دیر سے آئے یا جلدی_ لیکن جب شادی کرلے تو اس کو اپنا پروگرام ضرورتبدیل کرنا چاہئے اور جلدی گھر آنا چاہئے_

شوہر کو یہ بات مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس کی بیوی صبح و شام تک گھر میں زحمت اٹھاتی رہتی ہے_ گھر کے کام انجام دے کر، کھانا پکاکر، کپڑے دھوکر، اور گھر کو صاف ستھرا کرکے اب اپنے شوہر کی منتظر ہے کہ اس کا شوہر آئے تو دونوں ساتھ بیٹھ کرباتیں کریں_ او رانس و محبت کی لذت سے محفوظ ہوں_ بچے بھی باپ کے منتظر رہتے ہیں_ یہ چیز انسانیت اورانصاف سے

بعید ہے کہ مردرات کو سیر و تفریح کے لئے یا کسی دوست کے یہاں وقت گزارنے یا گپ لڑانے کے لئے چلا جائے اور بیچاری بیوی اور بچے اس کے انتظار میں بیٹھے رہیں ؟

کیا شوہر کا فرض بس اتنا ہی ہے کہ بیوی کو غذا اور لباس فراہم کردے ؟ بیوی شریک زندگی ہوتی ہے نہ کہ بغیر تنخواہ واجرت کے خادمہ۔ وہ شوہر کے گھر اس لئے نہیں آتی ہے کہ شب و روز محنت مشقت کرے اور بدلے میں ایک ٹکڑا روٹی کھالے۔ بلکہ یہ امید لے کر آئي ہے کہ دونوں دائمی طور پر ایک دوسرے کے مونس و غمگسار اور ساتھی و ہمدرد بن کر زندگی گزاریں گے بعض مرد انسانیت اور جذبات و احساسات سے بالکل عاری ہوتے ہیں اور بالکل انصاف سے کام نہیں لیتے اپنی پاکدامن اور باعصمت بیوی اور معصوم بچوں کو گھر میں چھوڑدیتے ہیں اور خود آدھی آدھی رات تک گھر سے باہر عیاشی اور سیر و تفریح میں گزاردیتے ہیں۔

وہ روپیہ پیسہ جسے گھر میں خرچ ہونا چاہئے۔ گھر سے باہر تلف کردیتے ہیں۔ در اصل ان بیچاروں نے ابھی تک حقیقی محبت و انس کی لذت کو درک نہیں کیا ہے کہ فضول اور بیہودہ عیش و عشرت کو تفریح سمجھتے ہیں۔ انھیں ذرا بھی خیال نہیں آتا کہ اس طرز عمل سے وہ اپنی حیثیت و آبرو کو خاک میں ملائے دے رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان ایک ہوس باز و آوارہ مشہور ہوجاتے ہیں اپنی بھی مٹی پلید کرتے ہیں اور بیچارے بیوی بچوں کی بھی۔ آخر کار تنگ آکر ان کی بیویاں علیحدگی اور طلاق کا مطالبہ کردیتی ہیں اور شادی شدہ زندگی کے تانے بانے بکھر جاتے ہیں۔ عبرت کے لئے ذیل کے واقعات پر توجہ فرمایئے

ایک شخص جس نے اپنی کو طلاق دے دی تھی عدالت میں کہا: شادی کے ابتدائي ایام میں جوانی کے نشے میں ہر شب اپنی بیوی کو گھر میں تنہا چھوڑکر اپنے خراب دوستوں کے ساتھ سیروتفریح اور عیش و عشرت کی خاطر گھر سے باہر چلا جاتا اور صبح کے قریب واپس آتا۔ میری جوان بیوی نے میری ان حرکتوں سے عاجز آکر مجھ سے طلاق لے لی۔ ہمارے دس بچے تھے۔ یہ طے ہو اکہ

مہینے میں دو مرتبہ ان کو دیکھوں گا۔ کافی دن تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن اب ایک مدت سے وہ مجھ سے مخفی ہوگئے ہیں اور میں اپنے بچوں کو دیکھنے کے لئے بہت بے چین ہوں۔ (۲۶۳)

ایک عورت کہتی ہے۔ تنہائي سے میں بے حد عاجز آچکی ہوں۔ میرے شوہر کو میری اور میری جان لیوا تنہائي کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ ہر روز آدھی رات تک گھر سے باہر سیر وتفریح میں وقت گزارتا ہے۔ (۲۶۴)

جناب محترم آپ بیوی بچوں والے ہیں اب آپ کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ پہلے کی طرح آزادنہ گھومتے پھریں۔ اپنے مستقبل اور اپنے خاندان کی فکر کیجئے۔ اب آوارہ گردی اور عیاشی سے دستبردار ہوجایئے اپنے نامناسب دوستوں سے دامن چھڑا لیجئے۔ کام سے فارغ ہوکر سیدھے گھر آیا کیجئے اور اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھئے۔ اور زندگی کا حقیقی لطف اٹھایئے فرض کیجئے آپ اچھے دوستوں کے درمیان اٹھتے بیٹھے ہوں اور ان کی محفل میں وقت گزارتے ہوں لیکن نصف شب تک گھر سے باہر رہنا کسی طرح مناسب نہیں۔ آپ کے لئے یہ چیز ہرگز فائدہ بخش نہیں ہوگی بلکہ آپ کی زندگی کو متلاطم کردے گی۔

وفادار بنیئے

جب مرد اور عورت رشتہ ازدواج میں منسلک ہوجاتے ہیں تو ان کی انفرادی زندگی ایک مشترک اجتماعی زندگی میں تبدیل ہوجاتی ہے اس مقدس بندھ کے معنی یہ ہیں کہ میاں بیوی اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ آخر عمر تک دونوں ساتھ زندگی گزاریں گے اور دونوں مل کر باہمی طور پر زندگی کا نظم و نسق چلائیں گے اور ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ ایک دوسرے کے آرام و آسائس کے لئے کوشش کریں گے ایک دوسے کے مونس و غمخوار اور ساتھی ہوں گے۔ جوانی اور بڑھاپے توانائي اور ناتوانی صحت و سلامتی اور دکھ بیماری میں، سختیوں اور خوشحالی ف غرضکہ اچھے برے ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ نبھائیں گے۔

انسانیت اورشرافت کا تقاضہ ہے کہ میاں بیوی آخر عمر تک اس مقدس پیمان کو نبھاتے ہیں اور زندگی کی مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے عہد کو فراموش نہ کریں۔ ایک لڑکی جو عین جوانی اور شباب کے دور میں، جبکہ اس کے بہت سے خواستگار ہوتے ہیں، سب سے دامن جھٹک کر اپنی ہستی کو صرف اپنے شوہر کے لئے مخصوص کردتی ہے اور یہ امید کرتی ہے کہ ساری زندگی اپنے شوہر کی پناہ میں بسر کرے گي۔ یہ چیز مردانگی کے خلاف ہے کہ عمر ڈھل جانے اور خوبصورتی و شادابی میں کمی آجانے کے بعد وہ اپنی بیوی کو چھوڑدے اوردوسری بساط بچھانے یا عیاّشی کرنے کی فکر کرے۔

ناداری اور تنگدستی کے وقت بیوی ساتھ نبھاتی رہی اور اس کے گھر میں زحمتیں اٹھاتی رہی، کبھی آدھا پیٹ کھیا، اس امید میں کہ ان کی زندگی میں بھی کبھی اچھے دن آئیں گے اور آخر عمر اطمینان و فارغ البالی سے گزرے گی۔ یہ رسم وفا نہیں ہے کہ جب مرد کی مالی حالت بہتر ہوجائے اور کچھ مال ودولت جمع کرلے تو دوسری بیوی لانے کا سودا سماجائے۔ یا بیوی کو گھر میں چھوڑ کر خود عیش و عشرت اور موج اڑانے لگے۔

یہ کون سی انسانیت ہے کہ سلامتی اور توانائي کی حالت میں بغیر کسی تنخواہ و اجرت کے، بیوی کئي کئي خدمت کاروں کے برابر شوہر کے گھر میں تنہا زحمت اٹھاتی رہی۔ لیکن جب بیمار اور کمزور ہوجائے تو اس کو چھوڑکر خود مستی مارنے کی فکر میں لگ جائے۔ حالانکہ ایسے وقت میں شوہر کا فرض ہے کہ ناتوانی اور کمزوری کی حالت میں اس کی مدد کرے اور اس سے ہمدردی کرے اسے تسلی دلائي۔ واقعاً بعض مرد مردانگی اوراحساسات و جذبات سے یکسر مبرا ہوتے ہیں جب ان کی بیوی جوان، صحیح و سالم اور خوبصورت و شاداب رہتی ہے اس سے بھرپورا استفادہ کرتے ہیں لیکن بعد میں جب اس کی جوانی اور شادابی میں کمی آجاتی ہے تو اس کو چھوڑ کر عیاشی میں پڑجاتے ہیں یا نہایت فضول بہانے کرکے اس کو

طلاق دے دیتے ہیں

ذیل کے سچے واقعات پر توجہ فرمایئے_

ایک مرد اپنی بیوی کو منحوس کہہ کر طلاق دے دیتا ہے کیونکہ شادی کے بعد اس کے باپ کا انتقال ہوگیا اور ماموں کا دیوانیہ نکل گیا تھا_ (۲۶۵)

ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے: اس سے بہتر وجہ کیا ہو سکتی ہے کہ مجھے تم سے محبت نہیں ہے_ حالانکہ اس نے محبت کرکے شادی کی تھی_ (۲۶۶)

ایک عورت نے ... اپنے شوہر کے خلاف شکایت کی کہ مدتوں میں نے اچھے برے ہر حال میں اپنے شوہر کا ساتھ دیا_ اور نہایت خلوص و محبت کے ساتھ اس کی خدمت کی_ اب جبکہ میں بیمار ہوگئی ہوں مجھ کو گھر سے نکال دیا اور کہتا ہے کہ مجھے بیمار بیوی نہیں چاہئے_ (۲۶۷)

عالیجناب آپ حیوان نہیں ہیں کہ آپ کے سر میں سوائے خود غرضی، پیٹ بھرنے اور شہوت رانی کے اور کچھ نہیں سماتا_ آپ انسان ہیں، انسان کو رحم، شفقت و مہربانی اور ایثار و قربانی جیسی صفات کا حال ہونا چاہئے_ ایک معصوم لڑکی نے آپ کی خاطر، اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو چھوڑکر اپنی جوانی و شادابی او رعفت و عصمت کو آپ کے سپرد کردیا_ ایک خدمت گار سے بڑھ کر آپ کے گھر میں زحمتیں اور تکلیفیں برداشت کیں، ہر حال میں آپ کا ساتھ دیا_ ہر طرح کا رنج و محرومی برداشت کی_ کیا یہ سزاوار ہے کہ آپ اس کو چھوڑ کر عیاشی کی فکر میں پڑجائیں؟ اپنے اس طرز عمل سے آپ اس پر ظلم و ستم ڈھارہے ہیں اور ستم گار کو اسی دنیا میں اس کے اعمال کی سزا مل جاتی ہے_ اگر آپ کسی اور عورت کے ساتھ عیاشی کرتے ہیں تو چند لمحوں کی لذت کی خاطر، سینکڑوں ذہنی پریشانیوں اور الجھنوں میں گرفتار ہوجائیں گے_ آپ کی عزت و آبرو خاک میں مل جائے گی اور لوگوں میں آپ خود غرض اور بے رحم مشہور ہوجائیں گے_ آپ کے بچے آپ کی اس حرکت سے رنجیدہ خاطر ہوجائیں گے اور ہر روز آپ کی پریشانی اور الجھن میں اضافہ ہوتا رہے گا_ اگر آپ کی بیوی بیمار ہے تو اس کا

علاج کرائیۓ اکہ صحت یاب اور صحیح و سالم ہوجائے۔ اگر اس کا مرض لا علاج ہے تو اپنی مردانگی اور ایثار و فداکاری کا ثبوت دیجئے اور جب تک زندہ رہے دوسری شادی نہ کیجئے۔

کیا آپ کا ضمیر کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ایک مریض جو اپنی بیماری کے سبب خود ہی دکھی اور پریشان ہے اسے آپ مزید رنج پہونچائیں؟ اگر آپ اس کی جگہ ہوتے اور بیماری اور سختی میں بتلا ہوتے تو اس کیا توقع رکھتے؟ وہی توقع وہ آپ سے رکھتی ہے

ایسی حالت میں کہ آپ بیمارہوں اور آپ کی بیوی آپ سے علیحدگی کا مطالبہ کرے توکیا اس کا یہ فعل درست ہوگا؟ آپ اور دوسروں کی نظر یقیناًایک خود غرض اور بے وفا عورت شمار ہوگی۔ اگر وفاداری اور ایثار کی آپ کی نظر یں کچھ قدر و منزلت ہے تو آپ بھی وفاداری سے کام لیجئے۔

تعلیم و تربیت

ایک لڑکی جب شوہر کے گھر بیاہ کر آتی ہے تو اس پر اس گھر چلانے کی ذمہ داری آپڑتی ہے۔ ایک گھر کا نظم و نسق چلانے کے لئے مختلف باتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً کھانا پکانا کپڑے دھونا ، صفائی کرنا، استری کرنا، سلائی کرنا، گھر کے سازوسامان کو قرینے سے رکھنا، مہمان نوازی کے آداب ، ملنے جلنے کے آداب شوہر کی دیکھ بھال اور بچہ کی نگہداشت اور اس قسم کے دوسرے کاموں سے واقف ہونا چاہیئے۔ شوہر اپنی نئی نویلی دلھن سے توقع رکھتا ہے کہ وہ یہ سارے کام جانتی ہوگی اور ایک مکمل تربیت یافتہ عورت ہوگی۔ لیکن افسوس یہ ساری توقعات خاک میں مل جاتی ہیں اور نئی دلہن یا تو آداب زندگی سے بالکل ہی نابلد ہوتی ہے یا اس کی معلومات محدود ہوتی ہیں۔

اب کیا کریں؟ ہمارے سماج کی یہ بھی ایک بڑی خامی ہے۔ نہ ماں باپ اپنی لڑکی کو آداب و زندگی سکھاتے ہیں اور نہ ہی اسکول و کالج کے نصاب میں اس قسم کی تعلیم وتربیت دینا شامل ہوتا ہے۔

حالانکہ بجائے بے فائدہ چیزیں سکھانے کے ، لڑکیوں کو آداب زندگی کی تعلیم دی جائے تو ان کے کام

بھی آئے گی_ بہر حال کوئی چارہ ہی نہیں لہذا اس کے علاج کی فکر کرنی چاہئے_ مرد چونکہ چاہتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرے اس لئے ناچار ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت کرے_ تاکہ اس کی خامیاں دور ہوجائیں_ عموماً شوہر عمر میں اپنی بیوی سے بڑا ہوتا ہے اس لئے اس کے تجربات اور اطلاعات بھی زیادہ ہوتی ہیں_

اگر ذرا صبر و حوصلے سے کام لے تو بیوی کی خامیوں کو دور کرکے اپنی مرضی کے مطابق اس کی تربیت کرسکتا ہے_ جن کاموں سے وہ واقف ہے انھیں نہایت نرمی اور شیریں بیانی کے ساتھ اسے سکھادے اس سلسلے میں گھر کی تجربہ کار خواتین مثلاً ماں، بہن ، خالہ، پھوپھی و غیرہ کی مدد لی جا سکتی ہے ،کھانا پکانے، خانہ داري، مہمان داري، شوہرداري، طرز معاشرت ، اور ملنے جلنے کے آداب و غیرہ سے متعلق کتابیں اسے پڑھنے کے لئے دینی چاہئیں_ اخلاقی کتابیں پڑھنے کی اسے ترغیب دلانی چاہئے_ اگر دیکھے کہ بیوی بداخلاق اور غیر مہذب ہے تو ہمدردی اور نرمی کے ساتھ اسے سمجھانا چاہئے لیکن مہربانی اور ہمدردی کے انداز میں خلوص و نرمی کے ساتھ ، نہ کہ اعتراض ، لعن طعن کے ساتھ کے ساتھ ، کیونکہ اسی صورت میں نتیجہ برعکس برآمد ہوسکتا ہے_

مرد اگر شادی کے شروع کے ایک دو سال ذرا صبر و حوصلہ سے کام لے اور عقل و تدبر کے ساتھ اپنی بیوی کی تعلیم و تربیت پر کمر ہمت باندھ لے تو اپنی مرضی کے مطابق اس کی تربیت کرسکتا ہے_ خواہ سوفیصدی کامیابی نہ ہو لیکن بلا شک کسی حدتک اس کی خامیوں کو دور کر سکتا ہے_

یہ درست ہے کہ اس کام کے لئے وقت اور صبر و حوصلہ درکار ہے لیکن اس سلسلے میں جس قدر محنت کرے گا خود اس کے مفاد میں ہوگا_ کیونکہ اپنی شریک زندگی اور اپنے بچوں کی سرپرست کی تکمیل کرکے آخر عمر تک اس عمل کے ثمرات سے بہرہ مند ہوگا _

ایک اہم امر جس پر مرد کو توجہ دینی چاہئے وہ یہ ہے کہ اس کی نئي نویلی دلہن ایک مسلمان لڑکی ہے اور قاعدے سے اس کو دین اسلام کے احکام اور قوانین سے واقف ہونا چاہئے_ لیکن

اکثر لوگ اسلام کے شرعی مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں حتی کہ اسلام کی ابتدائي تعلیمات مثلاً نماز، وضو، غصل اور تیمم و غیرہ جیسے بنیادی احکامات سے بھی بعض لڑکیاں ناواقف ہوتی ہیں_ البتہ یہ ماں باپ کا فرض ہے کہ اپنی لڑکیوں کو اسلام کے احکام و قوانین سے روشناس کرائیں اور واجب احکام یاد کرائیں لیکن اب جبکہ انہوں نے اس سلسلے میں کوتاہی کی ہے اور سادہ لوح بے گناہ لڑکی کو تعلیم دیئے غیر شادی کے بندھن میں باندھ دیا ہے تو یہ اہم اور سنگین فریضہ شوہر پر عائد ہوتا ہے کہ اس دینی مسائل سے روشناس کرائے اور اسلام کے واجبات اور محرمات یعنی واجب اور حرام چیزوں کے بارے میں بتائے_ اس کی عقل و فہم کے مطابق اس کو اسلامی اخلاق و عقائد کی تعلیم دے_ اگر آپ خود اس کام کو انجام دے سکیں تو کیا کہنے_ اس کے علاوہ اہل علم سے مشورہ کرکے سودمند اور علمی و اخلاقی و دینی کتابیں اور رسالے مہیا کرکے اسے پڑھنے کی ترغیب دلایئے اسلامی دینی مسائل کی کتاب اس کو پڑھنے کو دیجئے_ ضرورت ہو تو ایک قابل اعتماد اور عالم و دیندار استاد کو اس کی تعلیم و تربیت کے لئے مقرر کیجئے_

بہر حال بیوی کو اچھی باتوں کی طرف راغب کرنا اور منکرات سے روکنا، اور اس کی رہنمائي کرنا شوہر کا فرض ہے اگر اس نے اپنے اس فریضہ کو ادا کیا تو ایک دیندار، نیک و مہربان، خوش اخلاق اور دانا بیوی کی ہمراہی میں زندگی بسر کرے گا اور اخروی ثواب کے علاوہ اس دنیا میں ہی کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور ار اپنے اس فریضہ کی انجام دہی میں کوتاہی کی تو اس دنیا میں ایک ضعیف الایمان اور لا علم بیوی کا ساتھ رہے گا جو دینی و اخلاقی اصولوں سے بے بہرہ ہوگی اور قیامت میں بھی خداوند قہار اس سلسلے میں بازپرس کرے گا، خداوند بزرگ و برتر قرآن مجید میں فرماتا ہے:

اے ایماندارو خود اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو جہنم کی اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے_

(۲۶۸)

امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں کہ جس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئي اس کو سن کر ایک مسلمان

رونے لگا اوربولامیں خود اپنے نفس کو آگ سے محفوظ رکھنے سے عاجز ہوں چہ جائیکہ اس پرمجھے یہ ذمہ داری سونپی گئي ہے کہ اپنے خاندان والوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچاؤ_ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: اسی قدر کافی ہے کہ جن کاموں کو تم انجام دیتے ہو اسی کو کرنے کو ان سے کہواور خودجن کاموں کو تمہیں چاہیئے ترک کرو ان سے انھیں روکتے رہو_ (۲۶۹)

پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: مرد کو خاندان کا سرپرست مانا گیا ہے_ ہر سرپرست کے ذمہ اپنے ماتحتوں کی نسبت ذمہ داری ہوتی ہے_ (۲۷۰)

رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ و سلم نے عورتوں کو یاددہانی کرائي ہے کہ قبل اس کے کہ وہ (شوہر) تمہیں برے کام کرنے پر مجبور کریں تم انھیں نیک کام کرنے کی ترغیب دلاؤ_ (۲۷۱)

بچوں کی پیدائش

ایک چیزجو کبھی کبھی میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کا سبب بنتی ہے وہ ہے بچہ کی پیدائشے یہ اختلاف کبھی اس موضوع پر ہوتا ہے کہ بیوی بچہ چاہتی ہے اور شوہر بطور کلی اس کا مخالف ہوتا ہے یا کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے_ یہ اختلاف کبھی اس قدر شدت اختیار کرجاتا ہے کہ ضداور کشمکش کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس کا خاتمہ ہوتا ہے طلاق پر_

... نام کی ایک خاتون نے خاندان کی حمیات کرنے والی عدالت میں کہا کہ: میں نے ۲۷ سال کی عمر میں اپنی پسند سے یونیورسٹی کے تعلیم یافتہ ایک مرد سے جو کہ ایران کی ایک یونیورسٹی میں استاد ہے شادی کی_ اور میں بہت خوش و خرم تھی_ لیکن میرا شوہر بچہ پیدا کرنے کا سخت مخالف ہے_ اس کی اس بات نے مجھے سخت مضطرب اور پریشان کردیا ہے_ اصولی طورپر جبکہ ہم دونوں صحیح و سالم ہیں اور بچہ پیدا کرسکتے ہیں_ روپیہ پیسہ کی بھی ہمارے پاس کمی نہیں ہے غرضکہ ہر لحاظ سے ہم اس قابل ہیں کہ کم سے کم دو بچوں کی پرورش آسانی سے کرسکتے ہیں_ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میرا شوہر بچے کی پیدائشے کی اس قدر شدت سے مخالفت کیوں کرتا ہے_ حالانکہ اسے بچے

بری نہیں لگتے اپنی بہن اور دوستوں کے بچوں کو اس قدر والہانہ طریقے سے پیار کرتا ہے کہ جو اسے دیکھے سمجھے گا بیچارہ بچوں کا بھوکا ہے ۔ اب میری عمر ۲۰ سال ہوگئي ہے اور دنیا کی ہر عورت ماں بننے کی آرزومند ہوتی ہے ۔ میرا شوہر میری آرزو سے واقف ہے مگر اس کے باوجود کہتا ہے بچہ ہمارے درمیان مزاحم ہوگا اور ہماری پریشانی کا باعث بنے گا ۔ مختصر یہ کہ اس قسم کے غیر منطقی دلائل پیش کرتا ہے "۔

اس خاتون نے اتنا کہہ کر بڑی مشکل سے اپنے آنسوؤں پر قابو پایا مگر ظاہر ہوتا تھا کہ اس کو اس بات کا بے حد شدید صدمہ ہے اور یہ بات ان کے درمیان اس حد تک اختلاف کا سبب بن گئي ہے کہ دونوں علیحدہ ہونے پر راضی ہوگئے ہیں تا کہ وہ خاتون دوسری شادی کرکے اپنی ماں بننے کی آرزو کی تکمیل کرسکے اور ڈاکٹر صاحب اپنی علمی تحقیقات انجام دیتے رہیں ۔ (۲۷۲)

بچے کی خواہش ہر انسان بلکہ ہر حیوان کی ایک فطری آرزو ہے ۔ بچے کا وجود ، انسان کی شادی شدہ زندگی کا بہترین ثمرہ اور بہترین یادگار شمار کیا جاتا ہے ۔ اگر انسان صاحب اولاد ہو تو اسکی موت سے اس کی زندگی کی یادیں ختم نہیں ہوجاتیں بلکہ گویا اس کی عمر بہت طویل ہوجاتی ہے ۔

لاولد انسان اپنے آپ کو بے وارث اور تنہا محسوس کرتا ہے اور یہ احساس بڑھاپے میں شدید تر جاتا ہے ۔ بچے کا وجود خاندانی زندگی کو گرم اور پر لطف بناتا ہے جس گھر میں بچہ نہ ہو اس گھر میں ویرانی برستی ہے ۔ جوش وولولہ کا نام ونشان تک نہیں ہوتا ۔ بے اولاد جوڑوں کو ہمیشہ رشتہ ازدواج منقطع ہوجانے کا خطرہ لاحق رہتا ہے ۔

امام صادق (ع) فرماتے ہیں : شائستہ اولاد، انسان کی سعادت کا باعث بنتی ہے ۔ (۲۷۳)

پیغمبر اسلام (ص) فرماتے ہیں : زیادہ اولاد پیدا کرو تا کہ قیامت کے روز، تمہارے وسیلے سے تمام امتوں فخر کروں ۔ (۲۷۴)

جی ہاں اولاد سے محبت ایک فطری امر ہے لیکن بعض انسان آئین فطرت سے منحرف ہو کر ایک قسم کی بیماری میں بتلا ہو جاتے ہیں _ کبھی فقر و تنگدستی کا بہانہ کرتے ہیں _ حالانکہ روزی کی ضمانت خدا نے لی ہے اور کسی نہ کسی ذریعہ سے روزی پہونچاتا ہے _ بکربن صالح کہتے ہیں: حضرت ابوالحسن (ع) کو میں نے لکھا کہ پانچ سال سے بچہ پیدا کرنے سے گریز کررہاہوں کیونکہ میری بیوی راضی نہیں کہتی ہے چونکہ ہم تہی دست ہیں اس لئے بچہ کی پرورش کرنا مشکل ہے _ اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

حضرت نہ مجھ کو لکھا کہ بچے کی پیدایش سے مانع نہ ہو کیونکہ خدا روزی پہونچانے والا ہے _ (۲۷۵)

حتی کہ کبھی خدا بچہ کے وجود کی برکت سے ماں باپ کی روزی میں اضافہ کرتا ہے _ بہت سے لوگ ہیں جو بچوں کی پیدائشے سے قبل پریشانی اور تنگدستی میں بتلا تھے مگر بعد میں خوشحال ہوگئے _ بعض لوگ بچے کے وجود کو آزادی میں رکاوٹ اور مزاحمت سمجھتے ہیںحالانکہ بچہ نہ صرف یہ کہ مزاحم نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کے لئے تفریح اور دل بہلانے کا بہترین وسیلہ ہوتا ہے _

یہ صحیح ہے کہ بچے کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں بہت زحمتیں اٹھاتی پڑتی ہیں لیکن چونکہ یہ ایک فطری عمل ہے اس لئے اس کو برداشت کرنا مشکل نہیں ہے بلکہ منفعت بخش ہوتا ہے _ حقیقتاً وہ جوڑے کس قدر خود غرض ، ضدی اور کوتاہ فکر ہوتے ہیں جن کے درمیان بچہ پیدا کرنے کا مسئلہ باہمی نزاع کا سبب بن جاتا ہے اور اس کی خاطر ازدواجی زندگی کے مقدس بندھن کو توڑ ڈالتے ہیں _

کیا ایک مردہ وہ بھی ایک دانشور کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ بچہ پیدا کرنے کی ، جوکہ ہر ماں باپ کی ایک فطری آرزو ہوتی ہے ، مخالفت کرے اور اس بات پر اسے اس قدر شدید اصرار ہوکہ شادی شدہ زندگی کی بنیادوں کو درہم برہم کرنے پر تیار ہوجائے _ کچھ لوگوں کے یہاں بچہ کی پیدائشے کے مسئلہ پر اختلاف نہیں ہوتا لیکن دیر یا جلدی کے مسئلہ پر اختلاف ہوتا ہے _

بیوی یا میاں کوئی ایک کہتا ہے کہ جوانی کے دور کو خوشی اور آزادی و بے فکری کے ساتھ گزارنا چاہیئے ۔ بچے کا وجود آزادی میں مانع ہوتا ہے ۔ جوانی کے ایام میں بچے کی پیدائشے سے گریز کرنا چاہیئے البتہ آخر عمر میں ایک دو بچے ہوجائیں تو کوئی بات نہیں ۔ لیکن ان میں سے دوسرے کو اس بات سے اختلاف ہوتا ہے اوریہی اختلاف لڑائي جھگڑے اور کشمکش کا باعث اور کبھی کبھی علیحدگی و طلاق کا سبب بن جاتا ہے ۔ ایک بات کی یادآوری ضروری معلوم ہوتی ہے کہ اگر انسان اولاد چاہتا ہے تو بچے جتنے جلدی ہوجائیں اتنا ہی بہتر ہے کیونکہ جوانی کے دور کی اولاد ، بڑھاپے کے دور کے اولادس کئي لحاظ سے بہتر ہوتی ہے ۔ اول تو یہ کہ ایسے بچے عموماً زیادہ تندرست و توانا ہوتے ہیں دوسرے چونکہ زیادہ مدت تک ماں باپ کے ساتھ رہنے کا موقع ملتا ہے اس لئے ان کی تعلیم و تربیت زیادہ بہتر طریقے سے ہوسکتی ہے ۔ اس کے برخلاف بڑھاپے کی اولاد عموماً تعلیم و تربیت سے بالکل محروم ہوجاتی ہے اور ماں باپ کی موت یا ان کے معذور ہوجانے کے باعث اکثر بدبخت اور دوسروں کے دست نگر ہوجاتے ہیں ۔

تیسرے یہ کہ جوانی میں پیدا ہونے والے بچے، جب تک ان کے ماں باپ بوڑھے اورریٹائر ہوں ، ایک مقام و منصب حاصل کرلیتے ہیں ۔ اس طرح بڑھاپے اور ناتوانی کے زمانے میں ماں باپ اپنی اولاد کی مدد سے بہرہ مند ہوسکتے ہیں بہرحال اس بات میں کوئي شک نہیں کہ جوانی میں اولاد کی پیدائشے ، بڑھاپے کے دورسے بہتر ہے ۔ لیکن یہ بات اس قدر بھی اہم نہیں ہے کہ اس کے باعث باہمی لڑائي جھگڑے اور طلاق کی نوبت آجائے ۔ بہتر ہے کہ کوئی ایک جھک جائے اور جھگڑے کو رفع کرے ۔ کبھی بچوں کی تعداد کے مسئلہ پر اختلاف ہوتا ہے مثلاً مرد زیادہ بچے چاہتا ہے لیکن بیوی اس کی مخالفت کرتی ہے یا اس کے برعکس ۔

ایک عورت ایسی حالت میں کو دو بچوں کو گود میں لئے ہوئے تھی کہتی ہے:

شادی کے بعد چار سال کے اندر دو لڑکیاں ہوئیں لیکن چونکہ میرے شوہر کو بیٹے

کی خواہش تھی اس لئے پھر حاملہ ہوگئی۔ لیکن اس بار بھی میرے شوہر کی خواہش کے برخلاف لڑکی پیدا ہوگئی اور اب میری تین بیٹیاں ہوگئی ہیں۔ میرا شوہر ایک بینک میں کام کرتا ہے اس کی آمدنی بس ہم دو میاں بیوی اور تین بچوں کے گزارے بھر کے لئے ہے۔ ایک مدت سے اس بات پر مصر ہے کہ بچوں کی پیدائشے کا سلسلہ جاری رہے تاکہ شاید کبھی ایک بیٹا پیدا ہوجائے۔ میں اس کی محتمل نہیں ہوسکتی کیونکہ ایک تیسرے درجے کے طبقے سے تعلق رکھنے والے خاندان کے لئے کہ جس کی آمدنی نہایت معمولی ہے زیادہ اولاد ماں باپ کے لئے پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔ بارہا میں نے اس سے کہا کہ لڑکی لڑکے میں کوئی فرق نہیں مگر وہ سنتا ہی نہیں مجھے خطرہ ہے کہ کہیں پھر لڑکی نہ ہوجائے تو اس وقت میرا شوہر لڑکے کا بہانہ کرکے پانچویں بچے کی فکر کرے گا اس بات سے مجھ اختلاف ہے اوریہی مسئلہ ہمیں عدالت میں لانے کاباعث بنا ہے۔ [۲۷۶]

یہاں اس بات کی یاددہانی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ زیادہ بچوں کے اخراجات پورے کرنا اور ان کی تعلیم و تربیت بہت دشوار کام ہے۔ اور وہ بھی اس زمانے میں کم آمدنی والے افراد کیلئے بہترہے کہ میاں بیوی ہٹ دھرمی چھوڑکر اپنے مالی امکانات اوراپنے حالات کو مدنظر رکھ کر اولاد کی تعداد کے بارے میں اتفاق رائے کریں۔ ضد اورہٹ دھرمی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ میاں بیوی کو عقل وتدبر سے کام لینا چاہیئے اور اپنی مشکلات کو آپس میں مل کر طے کرلینا چاہیئے اگر ان میں سے کوئی ایک ضدپر اڑاہوا ہے اور دوسرا مفاہمت کرے تو لڑائی جھگڑے اور علیحدگی کی نوبت نہیں آئے گی۔

در اصل یہ موضوع اتنا اہم نہیں ہے۔ کثیر الاولاد اورکم بچے والے خاندان بہت سے ہوتے ہیں۔ لہذا صرف اس بات کی خاطر میاں بیوی آپس میں لڑیں جھگڑیں اور شادی کے مقدس بندھن کو توڑڈالیں یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں اور نہ ہی کسی کے مفاد میں ہے۔

کبھی لڑکے اور لڑکے کے موضوع پر اختلاف ہوتا ہے۔ میاں بیوی دونوں ہی زیادہ تر

لڑکے کو لڑکی پر ترجیح دیتے ہیں اور لڑکی کی پیدائشے سے انھیں خوشی نہیں ہوتی_ اگر لڑکی ہوجاتی ہے تو چونکہ کوئی چارہ نہیں ،بیوی تو خاموشی رہتی ہے لیکن اکثر مرد ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں_

البتہ مختلف قسم کے مرد ہوتے ہیں بعض مرد دل میں رنجیدہ ہوتے ہیں لیکن خودداری سے کام لیتے ہیں اور اپنے شدید رد عمل کا اظہار نہیں کرتے فقط ملال ظاہر کرتے ہیں اور ان کا منہ لٹک جاتا ہے وضع حمل کے زمانے نے میں اپنی بیوی پرپوری توجہ نہیں دیتے _ کچھ دنوں تک رنجیدہ رہتے ہیں_ بعض لوگ اپنے شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہیں_ اپنی بے گناہ بیوی سے لڑتے ہیں مختلف بہانے کرکے غصہ کرتے ہیں_ بعض توحد سے تجاوز کرجاتے ہیں_ بیوی کو مارتے پیٹتے ہیں اور طلاق دینے پر بھی آمادہ ہوجاتے ہیں_

ایک عورت نے عدالت میں بتایا : سواسال قبل میری شادی ہوئی تھی چھ ماہ بعد میں حاملہ ہوگئی_ میرا شوہر کہا کرتا تھا کہ مجھے بیٹا چاہئے_مجھے محسوس ہوتا تھا کہ میرے پیٹ میں ایک کے بجائے دو یا تین بچے ہیں_

چند روز قبل اسپتال میں میری دو جڑوال لڑکیاں پیدا ہوئیں_جب نرس نے مجھے دو جڑوال لڑکیوں کی خبر سنائی تو میں خوشی سے پھولی نہیں سمارہی تھی_ جب میرا شوہر مجھے دیکھنے آیا اور اسے دو لڑکیوں کی خبر سنائی تو وہ ناراض ہوگیا اور کچھ دیر بعد کوئی بہانہ کرکے کمرے سے باہر چلا گیا اور پھر واپس نہیں آیا_ رات کو جب میرا شوہر مجھے لینے آیا تو میں نے اس سے کہا کہ بچیوں کولے آؤ_ وہ پچھلے دروازے سے باہر نکل گیا اور شور مچانے اور غصہ کرنے لگا بولا "دو جڑوال لڑکیاں نہیں ہونی چاہیئے تھیں_ ان بچیوں کو یہیں چھوڑدو" میں بھی اپنے باپ کے گھر چلی آئی اور اب طلاق کی درخواست کرتی ہوں_ (۲۷۷)

ایک خاتون ... نے عدالت میں اخبار اطلاعات کے رپورٹر کو بتایا: اپنی ۲۱ سالہ شادی شدہ زندگی میں نے خون کے گھونٹ پی پی کر گزاری ہے_پانچ بچوں کی پیدائشے کے بعد مجھے علیحدہ

ہونے پر مجبور ہونا پڑ رہا ہے_ کیونکہ میرا شوہر ایک ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے جس میں صرف ایک خوبی ہو کہ وہ لڑکا پیدا کرسکے_ اس خاتون نے بڑے دکھ سے کہا میرا قصور صرف یہ ہے کہ میں نے لڑکیوں کو جنم دیا ہے_ میری پانچ لڑکیاں ہیں سب کی سب خوبصورت ، ذہن و عقلمند اور پڑھنے میں تیز ہیں_ اور کبھی اپنے باپ کے لئے پریشانی کا باعث نہیں بنیں_ جب خدا کی مرضی نہیں کہ مجھے ایک بیٹا دے تو اس کے لئے میں کیا کروں؟ آج تک میرا شوہر مجھ سے یہ اصرار کرتا رہا ہے کہ میں اس ایک اور شادی کرنے کی اجازت دے دوں_ (۲۷۸)

افسوس کہ یہ بری عادت جو بعض مردوں میں پائي جاتی ہے در اصل دور جاہلیت کی یادگار کے طور پر ہمارے درمیان آج بھی باقی ہے_ وہ دور جس میں مردوں کو عورت کے انسان ہونے میں شبہ تھا لڑکی کا باپ بن جانے سے حقارت و شرمندگی محسوس کرتے تھے بے گناہ لڑکیوں کو زندہ دفن کردیتے تھے_ قرآن مجید ان لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے:_

جس وقت ان میں سے کسی کو لڑکی پیدا ہونے کی خبر ملتی تو شرم کے مارے اس کا چہرہ سیاہ پڑجاتا اور خشم ناک ہوجاتا_ اور اس کی خبر کو سن کر اپنی قوم کے لوگوں کی نظروں سے چھپا چھپا پھرتا اور سوچتا کہ آیا خفت و خواری کے ساتھ اس کی حفاظت کرے یا اسے (زندہ ہي) زمین میں چھپادے_ دیکھو یہ لوگ کس قدر بے انصافی سے کام لیتے ہیں_ (۲۷۹)

لیکن اسلام ان غلط افکار کا مقابلہ کرتا ہے عورت و مرد کو یکساں اور برابر قرار دیتا ہے_ پیغمبر اسلام "رحمۃ للعالمین" (ص) فرماتے ہیں: تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہیں_ (۲۸۰)

حضرت پیغمبر اکرم (ص) فرماتے ہیں: عورت کی خوش قدمی کی علامت ہے کہ اس کی پہلی اولاد لڑکی ہو_ (۲۸۱)

حضرت رسول خدا (ص)، یہ بھی فرماتے ہیں_ جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرے اس پر بہشت واجب ہوگئي_ (۲۸۲)

اگر لڑکی خراب چیز ہوتی تو خداوند عالم اپنے پیغمبر (ص) کی نسل کو حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ذریعہ قائم نہ کرتا _

جناب محترم آپ روشن خیال اور تہذیب یافتہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں_ ان غلط افکار کو دور پھینکئے _بیٹے اور بیٹی میں کیا فرق؟ دونوں ہی آپ کی اولاد اور اپنے ماں باپ کی یادگار ہوتے ہیں_ دونوں ہی انسان ہیں اور ترقی وتکامل کے قابل ہیں_ اگر لڑکی کی صحیح طریقے سے تعلیم و تربیت کی جائے تو وہ سماج کی ایک برجستہ فرد ہو سکتی ہے_ اور معاشرے میں قابل قدر خدمات انجام دے سکتی ہے اور اپنے والدین کی سربلندی و افتخار کا باعث بن سکتی ہے_ بلکہ بیٹی کئی لحاظ سے بیٹے سے برتر ہوتی ہے_ مثلاً

بیٹیاں ، اپنے والدین کا زیادہ خیال کرتی ہیں_ بعض لڑکے جب بڑے ہوجاتے ہیں اور آزاد ہوجاتے ہیں تو اپنے والدین پر زیادہ توجہ نہیں دیتے_ اگر ان کو آزار نہیں پہونچاتے تو اپنے وجود سے کوئی خاص فائدہ بھی نہیں پہونچاتے_ لیکن لڑکی ہر حال میں اپنے والدین کی نسبت ہمدرد اور مہربان ہوتی ہے خصوصاً اگر والدین بیٹے بیٹی میں فرق نہ کریں اور بیٹیوں کے حقوق پائمال نہ کریں تو ہمیشہ اپنی بیٹیوں کی نظروں میں محترم و محبوب رہتے ہیں_

اقتصادی لحاظ سے بھی بیٹی ، بیٹے کے مقابلے میں کم خرچ ہوتی ہے_ ماں باپ کے پاس رہنے کا وقفہ کا نسبتاً کم ہوتا ہے_ بڑے ہوتے ہی ایک مختصر جہیز لے کر شوہر کے گھر چلی جاتی ہے_ اس کے بعدماں باپ اس کے فرض سے سبکدوش ہوجاتے ہیں لیکن بیٹا زیادہ مدت تک بلکہ آخر عمر تک ماں باپ کے سرپربار ہوتا ہے_ اس کی تعلیم کا خرچ اٹھانا ، پھر اس کے لئے مناسب کام تلاش کرنا_ اس کی شادی کرنا، شادی کے اخراجات اٹھانا ، اس کے بعد جب ضرورت ہوئی والدین کے سرپر آپڑا_

اگر والدین بیٹے بیٹی میں فرق نہ کریں اور اپنے داماد کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور اپنے بیٹے جیسی محبت کریں اور اس کی مشکلات اور پریشانیوں میں اس کی مدد کریں تو اکثر داماد بیٹے سے

زیادہ محبت کرنے والے ہوتے ہیں_

اصولی طور پر بیٹی کی پیدائشے میں آخر بیوی کا کیا قصور ہے جو شوہر اس پر اعتراض کرتے ہیں اس میں میاں بیوی دونوں ہی شریک ہیں_

ممکن ہے بیوی شوہر پر اعتراض کرے کہ لڑکی کیوں پیدا کی_ در حقیقت اس میں قصور وار کوئی بھی نہیں ہے بلکہ یہ چیز تو خدا کی مرضی و مصلحت پر منحصر ہوتی ہے_ وہ جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا عطا کرتا ہے_ البتہ کچھ دانشوروں کا خیال ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی پیدائشے حمل کے شروع کے دو مہینوں میں ماں کی غذا کی نوعیت پر منحصر ہے ان کا کہنا ہے کہ غذا کے مخصوص پروگرام کے تحت حسب ودلخواہ اولاد پیدا کی جا سکتی ہے_

لہذا جن لوگوں کی شدید خواہش ہے کہ بیٹا پیدا ہو بہتر ہے کہ اس سلسلے میں اس فن کے ماہرین سے مشورہ کریں اور بلا سبب اپنی اور اپنی بیوی کی پریشانی اور ناراضگی کے اسباب فراہم نہ کریں_ ایک عقلمند اور روشن خیال انسان بیٹی کی پیدائشے کی خبر سن کر نہ صرف یہ کہ رنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ خوشی و شادمانی کا اظہار کرتا ہے_ اس خیال سے کہ دوسرے اور اس کی بیوی یہ نہ سوچیں کہ بیٹی کی پیدائشے پر اسے افسوس ہے، معمول سے کچھ زیادہ ہی خوشی ظاہر کرتا ہے_ بیوی کی نسبت زیادہ نوازش و محبت سے پیش آتا ہے اور امکان میں ہو تو اس کو تحفہ پیش کرتا ہے_ اپنی نومولود بچی کی ولادت پر جشن مناتا ہے_ اگر بیوی بیٹی کی پیدائشے سے رنجیدہ ہے تو اس کو تسلی دیتا ہے اور دلیل و ثبوت کے ذریعہ واضح کرتا ہے کہ بیٹے اور بیٹی میں کوئی فرق نہیں_ خود بھی کبھی بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح نہیں دیتا او راس طرح عہد جاہلیت کے فرسودہ اور فضول خیالات سے مقابلہ کرتا ہے_

ایک شخص رسول خدا (ص) کے پاس بیٹھا تھا کہ اس کو بیٹي کي پیدائش کي خبر ملي - یہ خبر سن کر اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا - پیغمبر اکرم (ص) نے پوچھا - تمہارے چہرے کي رنگت کیوں بدل بدل گئي ؟ عرض کیا جب میں گھر سے چلاتھا اس وقت سیري بیوئ و ضع خمل کي حالت بس تهي اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ لڑکی پیدا ہوئی ہے_ رسول خدا (ص) نے فرمایا : زمین اس کو جگہ دے گی اور آسمان اس کے سر پر سایہ کرے گا_ اور خداوند عالم اس کو روزی عطا کرے گا_ وہ پھول کی مانند ہے کہ جس کے وجود سے تم کو فائدہ ہوگا_ (۲۸۳)

زمانہ حمل اورزچگي

زمانہ حمل بہت حساس اور سرنوشت ساز دور ہوتا ہے _ ماں کی غذا اور اس کی جسمانی حرکات و نفسیاتی حالات خود اس کے مستقبل پر اور اس کے رحم میں پرورش پانے والے بچے ، دونوں پر بہت زیادہ اثر ڈالتے ہیں _

بچے کی سلامتی یا بیماری ، طاقت یا کمزوري، خوبصورتی یا بد صورتی ، خوش اخلاقی یا بد اخلاقی اور کسی حد تک ذہانت و عقلمندی اسی زمانے میں جبلکہ وہ رحم مادر میں ہوتا ہے تشکیل پاتی ہے _

ایک دانشور لکھتا ہے : بچے کے والدین کے ہاتھ میں ہے کہ اس کی اچھی طرح نشو و نما کریں یا خراب اور غمگین گوشہ میں اس کی پرورش کریں _ یہ امر مسلم ہے کہ مذکورہ دوسری جگہ انسانی روح کے رہنے کے لائق نہیں ہوتی اس لئے انسانیت کے مقابلہ میں ماں باپ کے کندھوں پر بہت بھاری ذمہ داری رکھی گئي ہے _ [۲۸۴]

لہذا زمانہ حمل کو ایک عام زمانہ نہیں سمجھنا چاہیئے _ اور اس کی طرف سے بے توجہی برتنی چاہیئے بلکہ دوران حمل کی ابتدا سے ہی ماں باپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ اگر ذرا بھی غفلت برتی تو شدیداً اور ناقابل تلافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے _ یہاں پرچند باتوں کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے _

۱_ غذائي پروگرام : جو بچہ ماں کے رحم میں پرورش پاتا ہے وہ ماں کے خون سے غذا حاصلہ کرتا ہے اور نشو ونما پاتا ہے _ اس بناء پر ماں کی غذا ، اتنی مکمل اور بھرپور ہونی چاہیئے کہ خود اپنی غذائي ضروریات کو پورا کرے اور صحیح و سالم زندگی گزارے اور دوسری طرف بچے کے جسم و جان

کی پرورش کے لئے جن غذائي موادکی ضرورت ہوتی ہے وہ اسے فراہم ہوسکے تاکہ اچھی طرح صحت و سلامتی کی ساتھ نشو و نما پا سکے ، لہذا ایک حاملہ عورت کا غذائي پروگرام بہت مناسب اور ممکن ہونا چاہیئے _ کیونکہ بعض غذائي مواد مثلاً مختلف وٹامن ، معدنی مواد، پروٹین ، چربی ، شکر اور نشاستہ و غیرہ کی کمی یا فقدان سے ماں اور بچے (جو کہ ماں کے خون سے غذا حاصل کرتا ہے) دونوں ہی کی صحت و سلامتی کو خطرہ لاحق ہوتا ہے _

امام صادق (ع) سے ایک حدیث منقول ہے کہ "ماں جو کچھ کھاتی ہے اور پیتی ہے ، ماں کے رحم میں موجود بچے کی غذا اسی سے بنتی ہے _ (۲۸۵)

یہاں پر ایک اور مشکل بھی پیش آتی ہے _ بعض خواتین کا حمل کے پورے زمانے میں یا کچھ مدت تک عام مزاج نہیں رہتا بلکہ بعض کھانوں سے انھیں نفرت ہوجاتی ہے یا کم خوراک ہوجاتی ہیں جبکہ اس زمانے میں انھیں زیادہ غذا کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے جن غذائي چیزوں سے انھیں رغبت ہو اور وہ مختلف غذائي مواد سے بھر پور بھی ہوں اور ان کا حجم بھی ہو ان کے لئے مہیا کی جائیں _ اس قسم کے غذائي پروگرام کی تنظیم کرنا دشوار کام ہے بالخصوص ان افراد ک ے لئے جن کی آمدنی کم ہو اور حفظان صحت او رغذاؤں کی خاصیت سے پوری طرح آگاہ نہ ہوں _ یہاں پر بچے کے باپ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے _ اس کو چاہیئے اپنے امکان بھر کوشش کرے اور اپنی حاملہ بیوی اور بچے کے لئے جو کہ ابھی رحم مادر میں پرورش پارہا ہے ، مناسب اور طاقت و توانائي سے بھرپور غذائیں مہیا کرے _ اگر اس نے عظیم ذمہ داری سے کوتاہی کی تو اس کی بیوی اور بچے دونوں کی صحت و سلامتی کو نقصان پہونچے گا _ اس دنیا میں بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور آخرت میں بھی خدا کے عتاب کا نشانہ بننا پڑے گا _

۲_ ذہنی سکون : ایام حمل کے دوران عورت کو مکمل ذہنی سکون و آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے زندگی سے بھرپور اور خوش و خرم رہنا چاہیئے _ کیونکہ جسمانی آرام اور ذہني

سکون اور خوشی ومسرت خود اس کی صحت و سلامتی پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور اس کے شکم میں پرورش پانے والے بچے کے جسم اور نفسیات پر بھی اس کا بہت اثر پڑتا ہے_ خوشی و سکون کا ماحول فراہم کرنا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے شوہر کو چاہئے ہمیشہ اپنی محبتوں اور نوازشوں اور دلجوئیوں سے اپنی بیوی کے دل کو گرم اور خوش و مطمئن رکھے لیکن حمل کے زمانے میں اس میں اور اضافہ کردینا چاہئے_ شوہر کا سلوک ایسا ہونا چاہئے کہ اس کی بیوی اپنے وجود میں پیدا ہونے والے اس تغیر پر غرور و شادمانی محسوس کرے اور اپنے آپ پر فخر کرے کہ اس کی سرشت میں ایک اچھے اور سالم انسان کی پرورش کی ذمہ داری رکھی گئي ہے_ اور اسے اطمینان ہو کہ اس کا شوہر اپنے پورے وجود سے اسے چاہتا ہے اور اپنے ہونے والے بچے سے بھی دلچسی رکھتا ہے_

۳_ شدید حرکات سے پرہیز کرنا چاہئے: حمل کے زمانے میں عورت کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے اور اسے دشوار اور بھاری کاموں سے پرہیز کرنا چاہئے_ بھاری چیزیں اٹھانا، تیزتیز چلنا ، اچھلنا ، کودنا خود اس کے اور بچے کے لئے نہایت مضر اور نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے_ حاملہ عورتوں کو اس بات کو پورا دھیان رکھنا چاہئے_ شوہروں کا بھی فرض ہے کہ اپنے بیویوں کو بھاری چیزیں نہ اٹھانے دیں اور بھاری کام نہ کرنے دیں بلکہ بھاری کام خود انجام دیں_

۴_ زمانہ حمل میں بعض خواتین وضع حمل کے مراحل سے بہت زیادہ خوفزدہ رہتی ہیں_ خصوصاً جن خواتین کا پہلا بچہ ہو یا جن کے بچے غیر فطری طریقے سے پیدا ہوتے ہوں_ اس سلسلے میں بھی شوہر کو اپنی بیوی کی مدد کرنی چاہئے اسے تسلی دے ہمت بندھائے __ اور بتائے کہ اگر اپنی صحت وتندرسی کا خیال رکھا تو بچے کی پیدائشے میں کوئي مشکل نہ ہوگی یہ ایک فطری عمل ہے جس سے تمام عورتوں کو گزرنا پڑتا ہے اور اس کو برداشت کرنا بہت مشکل نہیں ہے اس تکلیف بصورت بچہ عطا فرمائے گا جو ہمارے لئے افتخار کا باعث ہوگا_ اور اپني

ہر طرح کی مدد کا وعدہ کرے _ وغیرہ

۵_ بچے کی پیدائشے کا مرحلہ سخت ہوتا ہے _ حاملہ عورتیں احتمالی خطرات و نتائج سے خوفزدہ ہوتی ہیں _ وضع حمل کے بعد بھی ضعف و کمزوری باقی رہتی ہے _ بچے کی پیدائشے کے سلسلے میں عورت کو نو ماہ حمل کی زحمت ، پھر بچے کو جنم دینے کے سخت اور صبر آزما مرحلے سے گزرنا پڑتا ہے اوردودھ پلانا ہوتا ہے _ لیکن بچے کو وجود میں لانے میں شوہر پوری طرح دخیل رہتا ہے _ در حقیقت بچہ ماں باپ دونوں کے اشتراک سے وجود میں آتا ہے _ اگر چہ اس نئے وجود کا مرکز ماں کا رحم ہوتا ہے _ لہذا شوہر کا اخلاقی ، انسانی اور اسلامی لحاظ سے یہ فریضہ ہے کہ زچگی کے سخت مراحل سے گزرنے میں اپنی بیوی کی دلجوئي کرے _ اورپوری کوشش کرے کہ یہ مرحلہ آسانی سے انجام پاجائے _ اگرڈاکٹر، دوا اور اسپتال لے جانے کی ضرورت ہو تو اس سے دریغ نہ کرے _ اظہار محبت کے ذریعہ بیوی کی ہمت بنڈھائے _ جب بیوی اسپتال میں ہو تو برابر اس کی احوال پرسی کرتا رہے _ برابر اس کے پاس جائے بچے کی پیدائشے کے بعد ممکن ہو تو فوراً اس کے پاس جائے _ جب بیوی و بچہ اسپتال سے گھر آئیں تو بہتر ہے کہ خود ساتھ رہے _ اور گھر میں اس کے آرام کے سامان مہیا کرے _ کمزوری کے زمانے میں اسے بھاری کام نہ کرنے دے _ کوشش کرے کہ اس کے لئے مقوی غذاؤں کا انتظام رہے تا کہ وہ اپنی کھوئي ہوئي طاقت کو پھر سے محال کرلے اور صحت و سلامتی کے ساتھ اپنے کاموں او رنوزاد کی پرورش میں مشغول ہوجائے _

مرد اگر اس طرح سے اپنے اخلاقی و اسلامی فریضہ کو پورا کرے گا تو خدا اسے اجر عطا فرمائیگا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میں بہترین مرد وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے _ اور میں تم سب کی بہ نسبت اپنی بیویوں سے سب سے اچھا سلوک کرنیوالا ہوں _ (۲۸۶)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں : خدا اس شخص پر رحمت نازل کرتا ہے جو

اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان اچھا رابط قائم رکھتا ہے کیونکہ خداوند عالم نے مرد کو اختیار دیا ہے اور اس کو سرپرست بنایا ہے ـ

(۲۸۷)

مرد اپنے اچھے طرز سلوک سے اپنے خاندان کے مرکز کو اور زیادہ پر خلوص اور گرم بنا کر ازدواجی زندگی کو مزید مستحکم و پائیدار بنا سکتا ہے ـ ایسے مرد کی بیوی بھی اپنے مہربان شوہر کی نوازش محبتوں اور زحمتوں کا جواب بھی محبت سے دے گی اور نہایت ذوق و شوق اور دلچسپی کے ساتھ زندگی کے کاموں میں مشغول رہے گی ـ

بچہ کی پرورش میں بیوی کی مدد کیجئے

بچے ، میاں بیوی کی مشترکہ ازدواجی زندگی کا ثمرہ ہوتے ہیں ـ بچے کی پیدائشے میں دونوں برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں ان کے نفع و نقصان میں دنوں شریک ہوتے ہیں ـ لہذا بچے کی پرورش و نگہداشت بھی میاں بیوی کا مشترکہ فریضہ ہے نہ کہ فقط بیوی کا یہ صحیح ہے کہ مائیں نہایت محبت و رغبیت کے ساتھ اپنے بچے کی پرورش کرتی ہیں اور بچے کے تمام کام نہلانا دھلانا ، دودھ پلانا و غیرہ نہایت دلچسپی اورتوجہ کے ساتھ انجام دیتی ہیں ـ بچے کی دیکھ بھال اورپرورش مینہر قسم کی تکلیف و زحمت برداشت کرتی ہیں ـ بچہ بیمار یا بے چین ہوتو ساری رات جاگ کر گزاردیتی ہیں اس کے رونے چیخنے چلاّنے کو برداشت کرتی ہیں لیکن شوہروں کو بھی چاہیئے کہ اپنی بیوی کے ایثار اور زحمات کو معمولی نہ سمجھیں اور یہ نہ کہیں کہ بچہ کی پرورش کرنا عورت کا کام ہے میری اس سلسلے میں کوئی ذمہ داری نہیں ـ یا جب بچہ بے چین ہو اور رورہا ہو تو بچہ کو ماں کے پاس چھوڑ کر خود دوسرے کمرے مینّجا کر سو جائے ـ

برادر عزیز یہ بات بالکل درست نہیں ـ یہ بچہ آپ دونوں کا ہے ـ اس کی دیکھ بھال بھی آپ دونوں کا مشترکہ فریضہ ہے ـ کیا آپ محبت و جذبات سے عاری ہیں ؟ کیا انصاف ہے کہ آپ خود تو ایک کونے میں جا کر آرام کریں اور بیچاری بیوی کو تنہا اس شور اور پریشانی سے

نپٹنے کے لئے چھوڑدیں؟ کیا زن داری اور خاندان سے محبت اسی کا نام ہے ؟ اگر آپ دن بھر کے کاموں سے تھک گئے ہیں تو آپ کی بیوی بھی تو سارے دن گھر کے کاموں میںمشغول رہی ہے اور تھکی ہاری ہے_ اگر آپ کو نیند آرہی ہے تو اس کو بھی نیند آرہی ہوگی_ اگر بچہ کے رونے اور چیخنے چلاّنے سے آپ کے اعصاب خستہ ہوجاتے ہیں تو بیچاری ماں بھی تو پریشان ہوجاتی ہے لیکن اس کے لئے سوائے برداشت کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے_

برادر محترم انصاف ، ضمیر ، اسلامی اخلاق اور رفیق زندگی کا ساتھ نبھانے کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے حساس موقعوں پربچے کی نگہداشت میں اپنی بیوی کی مدد کریں یا تو دونوں مل کر بچے کو چپ کرائیں اس کے بعد سوئیں_ یا کچھ دیربچے کو آپ دیکھیں اور آپ کی بیوی سوجائے_ اور کچھ دیر بیوی بچے کو دیکھے اور آپ سوجائیں_ اگر آپ کی بیوی رات کو جاگنے کے سبب صبح کی نماز کے بعد آرام کرنا چاہے تو آپ اس سے اس بات کی توقع نہ کریں کہ ہرروز کی مانند وہ آپ کے لئے ناشتہ تیار کرے_ کیا ہرج ہے اگر آپ خود چائے اور ناشتہ تیار کرکے کھالیں اور بیوی کے لئے بھی تیار کرکے باہر جائیں_ جب سفریا دعوت میں جائیں تو ضروری نہیں ہے کہ بیوی ہی سارے وقت بچے کو گود میں لئے رہے_ بلکہ آپ اس کام میں بھی اس سے تعاون کریں_ بطور مجموعی بچے کی دیکھ بھال اورپرورش میں آپ پوری طرح مدد کریں_ زن داری اوراسلامی اخلاقی اسی کانام ہے_ اور یہ چیز آپ کی زندگی کو خوشی و مسرت سے ہمکنار کرے گی_

البتہ بہنوں سے بھی اس سلسلے میں عرض ہے کہ شوہر بہت زیادہ توقعات نہ رکھیں کیونکہ کسب معاش اور ضروریات زندگی کو مہیا کرنے میں اسے گوناگون مشکلات اورزحمتوں کا سامنا پڑتا ہے اورانھیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ مرد کو گھر سے باہر طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور تھکاہارا آرام وسکون حاصل کرنے کی غرض سے گھر آتا ہے لہذا یہ توقع نہ کریں کہ جب وہ گھر آئے تو کپڑے اتار کرفوراً بچے اور گھر کے کاموں میں مشغول ہوجائے_ اس سلسلے

میں ضرورت سے زیادہ اور عام حالات میں اسے سے مدد کی امید نہیں رکھنی چاہئے ۔

اختلافات کو حل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ

خاندانی اختلافات کو دور کرنے میں جو چیز سب سے بڑی رکاوٹ بنتی ہے وہ خود بینی اور خودپسندی کی بیماری ہے۔ افسوس بہت سے لوگ اس مہلک بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس مرض میں مبتلا انسان کی عقل پر پردے پڑجاتے ہیں۔

ایسا انسان صرف اپنی خوبیوں کو دیکھتا ہے اور انھیں بہت بڑا تصور کرتا ہے لیکن اسے اپنے آپ میں کوئی بھی خامی یابرائی نظر نہیںآتی۔ اس وقت اور بھی بدتر ہوتا ہے جب اس مرض میں مبتلا دو سرا شخص بھی مل جائے اور ایک دوسرے کی عیب جوئی کریں۔

کہیں میاں بیوی دونوں اس مرض کا شکار ہوتے ہیں او رکہیں ان میں سے صرف ایک اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ جہاں دونوں ہی اس بیماری گرفتار ہوں وہاں رات دن لڑائي جھگڑے اور تنقید کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے عیبوں پر نظر رکھتے ہیں اور اسے بڑا کر کے پیش کرتے ہیں او رتنقید کرتے رہتے ہیں لیکن اپنے آپ کو ہر قسم کے عیوب ونقائص سے مبرا سمجھتے ہیں۔ اگر میاں بیوی میں سے کوئي ایک اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دوسرے پر نکتہ چینی کرتا ہے لیکن خود کو بالکل پاک و بے عیب سمجھتا ہے۔ جہاں پر میاں بیوی دونوں ہی اس مرض کا شکار ہوتے ہیں وہاں ان کی اصلاح بیحد دشوار کام ہے چونکہ خود کو بے عیب سمجھتے ہیں اورپند و نصیحت سننے کے روادار نہیں ہوتے۔ جب ریڈیو یا ٹیلی وین [1] سے خاندان سے متعلق نشر ہونے والے

۱۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے ریڈیو اور ٹیلی وین سے خاندانوں کی اصلاح کے متعلق بے حد مفید اور کار آمدپرو گرام دلچسپ انداز میں نشر ہوتے ہیں۔ سلسلہ وارڈراموں، تقریروں اور انٹرویو و غیرہ کی شکل میں خاندانی مسائل اور ان کے حل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ کئي سال سے ایک مشہورعالم دین حجۃ الا سلام حسینی اخلاق در خانوادہ نامی پرو گرام ٹیلی وین سے بے حد دلچسپ اور دلنشین اور انداز میں پیش کررہے ہیں۔ (مترجم)

پروگراموں کو سنتے ہیں اگر کسی ایسے عیب کے بارے میں بتایا جاتا ہے جو ان میں سے کسی ایک میں موجود ہوتا ہے تو اس کو نہایت توجہ سے سنتے ہیں اور فوراً دوسرے فریق کی طرف رخ کرکے بولنا شروع کردیتے ہیں لیکن اگر کسی ایسے عیب کا ذکر کیا جارہا ہو جو خود ان میں موجود ہو تو اس پر ذرا بھی غور نہیں کرتے اور اپنے آپ کو اس سے پاک و مبرا سمجھتے ہیں۔ اخلاقی کتابیں خرید کرلاتے ہیں اور بیوی کودیتے ہیں کو لو اسے پڑھواوراپنے فرائض پر عمل کرو لیکن خود ان کتابوں کوپڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کیونکہ خود کو سو فیصد بے عیب سمجھتے ہیں۔ بعض افراد میں خودپسندی اتنی زیادہ اوراتنی عمیق ہوتی ہے کہ انھیں اپنے اس مرض کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے ایسے خاندانوں کی اصلاح اور ان کی مشکلات کو حل کرنا نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ وہ مجبور ہیں کہ یاتو ساری عمر اختلافات لڑائی جھگڑے اور رنج و مصیبت کے ساتھ زندگی گزاریں یا طلاق و علیحدگی اختیار کریں اور اس سے پیدا ہونے والے خراب نتائج کو برداشت کریں۔ لہذا ان تمام خاندانوں سے جو کہ اس طرح کے اختلافات کا شکار ہیں استدعا کی جاتی ہے کہ خود بینی اور خودغرضی سے دستبردار ہوجائیں اور کم سے کم اس بات پر غور کریں کہ ممکن ہے ان کے اندر بھی کوئی عیب موجود ہو اوران کا بھی قصور ہو۔ اور کسی مناسب موقع پر بغیر کسی تعصب اور خودخواہی کے، دوامین اورعادل قاضیوں کی مانند مل کربیٹھیں اور اپنے اختلافات کے موضوع پر بات چیت کریں۔ بغیر کسی تعصب کے اوراپنا دفاع کئے بغیر خوب غور سے ایک دوسرے کی بات سنیں۔ ہر ایک اپنی اصلاح کی غرض سے، کوئی بات چھپائے بغیر اپنے قصور اور غلطیوں کو نوٹ کرے۔ اس کے بعد دونوں ارادہ کریں کہ اپنے عیوب کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر واقعی اپنے اختلافات کو حل کرے اور آپس میں مفاہمت پیدا کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو اس طریقے سے اپنی مشکلات کا حل بخوبی تلاش کرسکتے ہیں اور اپنی گم گشتہ محبت اور صلح و صفائی کو پھر سے حاصل کرسکتے ہیں۔

اگر اپنے مسائل باہمی تبادلہ خیالات کے ذریعہ حل کرنے میں دشواری محسوس کریں تو ثالث کے طور پر کسی تجربہ کار، خیر خواہ، مومن اور قابل اعتماد شخص سے مدد لے سکتے ہیں۔ یہ شخص اگر اپنے عزیزوں میں سے ہو تو زیادہ اچھا ہے۔ اس موقع پر اپنے حالات میں اصلاح کی غرض سے کوئي بات چھپائے بغیر، اختلافات پیدا کرنے والی تمام باتیں بے کم و کاست کو بتادیں۔ اور اس سے کہیں کہ ان کے مسائل کا فیصلہ کرے۔ اس ثالث کی باتوں کو خوب غور سے سنیں اگر کسی بات میں کوئي شک و شبہ ہو تو اس سے وضاحت سے پوچھیں۔ اور اس کی بتائي ہوئي باتوں پر عمل کرنے کے ارادے سے انھیں نوٹ کرلیں۔ اور تمام باتوں پر نہایت ایمانداری کے ساتھ عمل کریں اوراپنے خاندان کے کھوئے ہوئے سکون وچین کو پھر سے بحال کرلیں۔ اگرچہ خودخواہی اور ضد کو چھوڑدینا اور اپنے خاندان کے کھوئے ہوئے سکون وچین کو پھر سے بحال کرلیں۔ اگرچہ خودخواہی اور ضد کو چھوڑدینا اور کسی ثالت کی باتوں کو مان لینا آسان کام نہیں ہے۔ لیکن ایک دانشمند انسان، جو اپنے خاندان کے ثبات و بقا او رسکون و آرام کا خواہان ہوتا ہے، اس کے لئے یہ کام چنداں مشکل نہیں، اس کے نتیجہ میں اس کے حاصلہ مفید نتائج سے بہرہ مند ہوسکتا ہے۔

میاں بیوی کے ماں باپ یا قریبی رشتہ دار اگران کے اختلافات سے واقف ہوں تو انھیں چاہئے کسی کی بیجا حمایت کئے بغیر انھیں سلجھانے کی کوشش کریں۔ بہتر ہے کہ خاموشی کے ساتھ اختلافات کومزید ہوا دیئے غیر نہایت غیر جانبداری کے ساتھ، اختلافات کے موضوع کو ایک ایماندار، خیر خواہ اور تجربہ کار شخص کے سامنے پیش کریں اور اس سلسلے میں اس سے مدد لیں تاکہ خدا کی مدد سے ان کے اختلافات رفع ہوجائیں۔

خداوند عالم قرآن مجید میں فرماتا ہے: اگر میاں بیوی میں جدائي اور جھگڑا پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک شخص کو مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک شخص کو بیوی کے رشتہ داروں میں

سے منتخب کرو اگر یہ دونوں ثالث آپس میں میل کرادینا چاہیں گے تو خداوند عالم ان کے درمیان توافق پیدا کرے گا_ خدا بیشک تمام چیزوں سے واقف اور تمام رموز سے باخبر ہے_ (۲۸۸)

طلاق

اگر چہ اسلام کی نظر میں طلاق ایک جائز اور شرعی امر ہے لیکن اسی کے ساتھ اسے بدترین اور نہایت ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے _ امام جعفر صادق (ع) فرماتے ہیں: شادی کیجئے لیکن طلاق نہ دیجئے کیونکہ طلاق واقع ہونے سے عرش خدا لرز جاتا ہے_ (۲۸۹)

حضرت امام جعفر صادق (ع) یہ بھی فرماتے ہیں: خداوند عالم اس گھر کو دوست رکھتا ہے جہاں شادی انجام پائے اور اسے وہ گھر ناپسند ہے جہاں طلاق دی جائے_ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ قابل نفرت اور ناپسندیدہ چیز طلاق ہے_ (۲۹۰)

شادی کرنا، جوتا اور موزہ خریدنا نہیں ہے کہ جب دل بھر گیا اٹھا کے پھینک دیا اور دوسرا جوتا خرید لیا_ شادی ایک مقدس انسانی عہد و پیمان اور معنوی ملن ہے_ دو انسان باہم عہد و پیمان کرتے ہیں کہ آخر عمر تک ایک دوسرے کے یار و مددگار اور مونس و غمخوار رہیں گے_ اسی مقدس عہد پر بھروسہ کرکے لڑکی اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر سینکڑوں آرزؤں کے ساتھ شوہر کے گھر میں قدم رکھتی ہے اور اپنی عفت و عصمت کو اس کے حوالے کردیتی ہے، اسی ملکوتی عہد پر اعتماد کرکے مرد عقد و شادی اور ضروریات زندگی کو فراہم کرنے کے لئے بہت زیادہ خرچہ کرتا ہے_ اور شب و روز اپنے خاندان کے آرام و آسائشے کے لئے زحمت اٹھاتا ہے شادی کوئي ہوس بازی یا کھیل تماشہ نہیں ہے کہ مرد یا عورت کوئی معمولی بہانہ کرکے اس کو توڑ ڈالیں_ یہ درست ہے کہ طلاق کو جائز قرار دیا گیا ہے لیکن اسلام کی مقدس شرع میں اسکی سختی سے ممانعت کی گئي ہے_ افسوس کہ اسلامی ممالک میں یہ گھناؤنی چیز اس قدر رائج ہوگئي ہے کہ اس نے خاندانوں کی بنیادوں کو متزلزل کرکے ازدواجی زندگی کے اعتماد کو سلب کرلیا ہے

طلاق جائز ہے لیکن بے حد ناگزیر مواقع کے علاوہ اس سے استفادہ نہیں کرنا چاہئے پیغمبر اسلام (ص) کا فرمان ہے کہ مجھ سے جبریل امین نے عورتوں کے بارے میں اس قدر تاکید کی ہے کہ میں سمجھتا ہوں سوائے اس موقع کہ وہ زنا کی مرتکب ہوئی ہوں انھیں ہرگز طلاق نہیں دینی چاہئے ـ (۲۹۱)

ہمارے معاشرے میں جو طلاقیں انجام پاتی ہیں ان میں سے اکثر کے اسباب و علل بے بنیاد اور ناقابل توجہ ہوتے ہیں بلکہ اکثر بچگانہ بہانوں اور میاں بیوی کے ضد کے نتیجہ میں انجام پاتی ہیں ـ اور نہایت چھوٹی چھوٹی اور غیر اہم باتوں کی خاطر شادی شدہ زندگی کا شیرازہ بکھر جاتاہے ـ لیکن میاں یا بیوی اپنی نادانی اور خود غرضی سے ایک نہایت معمولی بات کو اس قدر بڑا بنادیتے ہیں کہ مفاہمت اور سمجھوتہ ناممکن بن جاتا ہے ذیل کے واقعات پر توجہ فرمایئے

ایک ۲۴ سالہ خاتون ... اپنے شوہر سے فرمائشے کرتی ہے کہ اس کے ماں باپ کو شاندار دعوت دے ـ چونکہ شوہر اس کی یہ فرمائشے پوری نہیں کرتا اس لئے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے ـ (۲۹۲)

ایک مرد اس سبب سے کہ اس کی بیوی کے یہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں ، پانچ بچوں کے ہوتے ہوئے اس کو طلاق دے دیتا ہے ـ (۲۹۳)

ایک عورت اس بناء پر طلاق کاتقاضہ کرتی ہے کہ اس کا شوہر عارف قسم کا ہے اورزندگی میں دلچسپی نہیں لیتا ـ (۲۹۴)

ایک مرد ، ایک دولتمند خاتون سے شادی کرنا چاہتا ہے اس لئے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی درخواست کرتا ہے ـ (۲۹۵)

ایک عورت اس وجہ سے کہ اس کے شوہر نے اپنے کوٹ کی آستین میں روپیہ چھپا رکھا تھا ، علیحدگی کا مطالبہ کرتی ہے ـ (۲۹۶)

ایک شخص اپنی بیوی کو منحوس کہہ کر طلاق دیتا ہے کیونکہ شادی کے بعد اس کے باپ کا انتقال ہوگیا اور اس کے ماموں کا دیوالیہ نکل گیا ـ (۲۹۷)

اکثر طلاقیں اسی قسم کی معمولی اور غیر اہم باتوں کی بنیاد پر انجام پاتی ہیں۔ اگر میاں بیوی انجام کار کے متعلق غور کریں تو اس منحوس چیز سے پرہیز کریں۔

جو میاں بیوی علیحدہ ہونا چاہتے ہیں انھیں چاہئے جلد بازی سے ہرگز کام نہ لیں بہتر ہے کہ پہلے اس کے نتائج اور اپنے مستقبل کے بارے میں خوب غور و فکر کریں۔ اس کے بعد فیصلہ کریں خاص طور پر ان دو باتوں کے متعلق اچھی طرح غور و فکر کرنا چاہئے ۔

۱۔ جو میاں بیوی علیحدہ ہونا چاہتے ہیں یقینا بعد میں دوسری شادی کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں گے مرد سوچتا ہے کہ اس بیوی کو طلاق دے کر اپنی پسند کے مطابق دوسری عورت سے شادی کرلوں گا عورت بھی یہی سوچتی ہے کہ اس شوہر سے طلاق حاصل کرکے ایک آئیڈیل مرد سے شادی کرلوں گی لیکن ان میاں بیوی کو یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ علیحدہ ہونے کی صورت میں وہ بدنامی کا شکار ہوجائیں گے۔ ہوس باز، خودغرض اور بے وفا مشہور ہوجائیں گے۔ مرد جس لڑکی کو شادی کا پیغام بھجواتے گا تحقیق کے بعد اس کے گھروالوں کو معلوم ہوجائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور اس سبب سے اس کا کردار مشکوک ہوجائے گا۔ وہ لوگ سوچیں گے کہ یا تو یہ آدمی اچھا نہیں ہے جس کے سبب اس کی بیوی نے طلاق لے لی یا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وفادار نہیں ہے۔

جو عورت اپنے شوہر سے طلاق لیتی ہے اس کو جاننا چاہئے کہ دوسری شادی میں اس کو بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ کیونکہ لوگ سوچتے ہیں کہ اگر یہ عورت وفادار اور نیک ہوتی تو اپنے شوہر سے طلاق نہ لیتی۔

اس لئے مرد عورت دونوں کو دوسری شادی کرنے میں بہت سی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ مرد ناچار بقیہ ساری عمر تنہا اور پریشان زندگي

گزارنے پر مجبور ہوجاتاہے۔ اور عورت بھی مجبوراً ساری عمر ماں باپ یا دوسرے رشتہ داروں کے سر پڑی رہتی ہے۔ یا بغیر کسی ہمدرد کے تنہا زندگی گزارتی ہے۔ تنہا زندگی بہت دشوار اور تھکادینے والی ہوتی ہے کبھی کبھی تو یہ تنہائی انسان کو ڈس لیتی ہے اور انسان ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے اور اکتا کر خودکشی کرڈالتا ہے۔

ایک ۲۲ سالہ جوان عورت نے جو ایک بچہ ہوجانے کے باوجود طلاق لے کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی تھی، اپنی بہن کی شادی کی رات خودکشی کرڈالتی ہے۔ (۲۹۸)

فرض کیجئے مرد بہت زیادہ مالی نقصانات برداشت کرکے اور سعی بسیار کے بعد دوسری شادی کرنے میں کامیاب ہوجاتاہے لیکن کیا معلوم دوسری بیوی پہلی سے بہتر ہوگی یا نہیں بلکہ اکثر انجام کا ربدتر ہی ہوتاہے۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے دوسری شادی بھی ناکام ہوتی ہے او راگر امکانی صورت پیدا ہوگئی تو دوسری بیوی کو طلاق دے کر پہلی بیوی سے صلح کرلیتا ہے۔

ایک اسّی سالہ مرد نے عدالت میں بتایا: تقریباً ساٹھ سال قبل میں نے ایک عورت سے شادی کی تھی۔ میری زندگی بہت پر سکون تھی لیکن کچھ مدت کے بعد اپنی بیوی کے ناروا سلوک سے ناراض ہوکر میں نے اس کو طلاق دے دی۔ اس دوران میں، میں ۹۷ مختلف عورتوں سے نکاح او رمتعہ کئے اور طلاقیں دیں۔ کافی عرصہ بعد میں نے محسوس کیا کہ میری پہلی بیوی ان سب سے زیادہ وفادار تھی، بہت کوشش کے بعد میں نے اسے ڈھونڈ نکالا، چونکہ وہ بھی میری طرح تنہائی سے تھک چکی تھی اس لئے ہم دونوں پھر سے شادی کرنے پر رضامند ہوگئے۔ (۲۹۹)

ایک شخص نے اپنی دوسری بیوی کو طلاقدے دی کیونکہ دوسری بیوی اس کی پہلی بیوی سے ہونیوالے اس کے دو بچوں کی نگہداشت نہیں کرسکتی تھی۔ اور اپنی پہلی بیوی سے، جسے اس نے پانچ سال قبل طلاق دے دی تھی پھر سے شادی کرلی۔ (۳۰۰)

۲۔ جو میاں بیوی علیحدہ ہونے کی فکر میں ہیں اگر بال بچوں والے ہیں تو انھیں اس اہم اور

حساس مسئلہ پر بھی غور کرنا چاہئے۔ بچوں کی خوشی اور بھلائی اسی میں ہوتی ہے کہ ماں باپ دونوں ساتھ رہیں تاکہ وہ باپ کے سائے اور ماں کی شفیق آغوش میں پرورش پائیں۔

اگر اس مشترک زندگی کے تانے بانے بکھر جاتے ہیں تو بچوں کی امیدوں کے محل چکنا چور ہوجاتے ہیں۔ اور ان کی خوشی و مسرت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اگر باپ ان کی پرورش کی ذمہ داری لے تو ماں کی بے لوث محبت و مامتا سے محروم ہوجاتے ہیں اور اکثر اوقات سوتیلی ماں سے سابقہ پڑتا ہے۔ سوتیلی ماؤوں کا سلوک عام طور پر اچھا نہیں ہوتا۔ وہ اپنی سوت کے بچے کو اپنے اوپر ایک بوجھ سمجھتی ہے لہذا اکثر سوتیلی مائیں بچوں کو بہت اذیت و آزار پہونچاتی ہیں۔ باپ کے پاس بھی سوائے صبر و خاموشی کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

ایک چودہ سالہ دلہن جس نے خودکشی کا اقدام کیا تھا اسپتال میں بتایا: میں ایک سال کی تھی جب میرے ماں باپ علیحدہ ہوگئے اور جیسا کہ میں نے سنا ہے میرے باپ نے ڈیڑھ سال بعد دوسری شادی کرلی اور اب بھی دونوں باہم زندگی گزار رہے ہیں۔ میری سوتیلی ماں مجھ کو بہت مارتی پیٹتی تھی۔ یہاں تک کہ اس نے کئی بار کباب بنانے والی لوہے کی سیخ سے میرے جسم کو جلا دیا۔ اگر چہ میرے باپ کی ماں حالت اچھی ہے لیکن انھوں نے مجھے اسکول نہ جانے دیا۔ میں ہمیشہ اسکول اور کتابوں کی حسرت میں کڑھتی رہی۔ ایک ماہ قبل میرے باپ نے زبردستی میرا نکاح ایک ۴۵ سالہ مرد سے کردیا۔ (۳۰۱)

ایک تیرہ سالہ لڑکی نے گلی میں رسی ڈال کر خودکشی کرلی۔ یہ لڑکی اپنے دو بھائیوں کے ساتھ رہتی تھی۔ اس کے بھائی نے بتایا کہ میرے ماں باپ تین سال قبل علیحدہ ہوگئے تھے۔ میری ماں نے ایک اور مرد سے شادی کرلی اور دو مہینے قبل میرے باپ کا بھی انتقال ہوگیا۔ میں کل شام ساڑھے چھ بجے جب گھر واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری بہن نے گلے میں رسّی ڈال کر خودکشی کرلی۔ (۳۰۲)

اگر بچہ کی سرپرستی ماں کے ذمہ ہوتی ہے تو معصوم بچے باپ کی سرپرستی اور محبت سے محروم ہوجاتے ہیں اکثر اوقات سوتیلے باپ کے ظلم و ستم کا نشانہ بنتے ہیں_

ایک ماں نے اپنے نئے شوہر کی مدد سے اپنے آٹھ سالہ بچے کے ہاتھ پاؤں پلنگ میں باندھ دیئےور کمرے کا دروازہ بند کرکے باہر گھومنے چلی گئي_ جب وہ لوگ واپس لوٹے تو دیکھا کمرے میں آگ لگ گئي تھی اور بچہ جل کر ختم ہوچکا تھا_ (۳۰۳)

طلاق ، خاندان کے محبت بھرے مرکز کو درہم برہم کردیتی ہے_ اس خاندان کے بچے لاوارث اور خانماں برباد ہوجاتے ہیں_ کبھی کبھی ماں باپ اپنی خودغرضی اور ضد میں آکر ان بے گناہ معصوم بچوں کویونہی لا وارث چھوڑدیتے ہیں_

۴_۶_۹_اور ۱۲ سال کی عمر کے چار بچے آوارہ اور سرگردان و پریشان ایک پولیس چوکی میں گئے_ بڑے بچے نے بتایا کہ ہمارے ماں باپ میں مسلسل لڑائي جھگڑا ہوتا رہتا تھا_ کچھ دن قبل دونوں علیحدہ ہوگئے اور ان میں سے کوئي بھی ہم لوگوں کی سرپرستی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے_ (۳۰۴)

جن معصوم بچوں کا کوئي سرپرست نہ رہے اور ان کی کوئي جائے پناہ نہ ہو تو ایسے بچے زیادہ تر آوارہ اور بد معاش بن جاتے ہیں_ ان کی نفسیاتی الجھنیں انھیں بچپن سے ہی یا بڑے ہونے کے بعدچوري، ڈکیٹی ، مارپیٹ اور قتل و غارت جیسے جرائم میں بتلا کردیتی ہیں ، اخبارورسائل میں ہمیں ایسے مجرموں کی خبریں برابر پڑھنے کو ملتی ہیں_ اخبار اطلاعات لکھتا ہے :_

بچوں کی اصلاح و تربیت کے مرکزمیں تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس مرکز کے ایک سوسولہ مجرم جوانوں میں سے اسّی افراد کی مائیں سوتیلی تھیں اور ان کے کہنے کے مطابق ان کی گمراہی اور بے راہروی کا سبب ان کی سوتیلی ماؤں کا ظلم و ستم ، سختیاں اور برا سلوک تھا_ (۳۰۵)

برادر عزیز اور خواہر گرامی خدا کی خوشنودي اور اپنے معصوم بچوں کی خاطر ایثار و فداکاري

سے کام لیجئے، جو کچھ اب تک ہوا اسے بھول جایئے بہانے نہ تلاش کیجئے۔ ہوس بازی سے دستبردار ہوجایئے ایک دوسرے کے معمولی عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کیجئے۔ باہمی کشمکش اور ہٹ دھرمی چھوڑدیجئے۔ اپنے اور اپنے معصوم بچوں کے انجام کے بارے میں خواب اچھی طرح غور و فکر کیجئے یہ بیچارے تو بے قصور ہیں۔

ان کی مسکین و افسردہ صورتوں اور حسرت بھری نگاہوں پر ترس کھایئےہ معصوم آپ سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ آپ ان کے اشیانے یعنی خاندان کے پر خلوص مرکز کو درہم برہم نہ ہونے دیں گے اور ان بے بال و پر کے چوزوں کو سرگرداں اور بے خانماں نہ کریں گے۔

اگر آپ نے ان کی دلی خواہشات و جذبات کو نظر انداز کردیا تو ان کے ننّھے ننّھے دل ٹوٹ جائیں گے اور ان کے نالہ و فغاں بے اثر نہ ہوں گے اور آپ کبھی بھی خوشی و اطمینان محسوس نہ کر سکیں گے!!

فہرست ماخذ

(حواشی)

۱_ سورہ روم آیت ۲۱

۲_ مجمع الزوائد و منبع الفوائد، مصنف: علی بن ابی بکر ابو الحسن نور الدین الہیثمی مصري(م سنہ ۸۰۷ھ، سنہ ۱۴۰۵ئ)

۳_ بحار الانوار، مصنف، علامہ محمد باقر مجلسی (رہ) (م سنہ ۱۱۱۱ھ) جلد ۱۰۳ ص ۲۱۷

۴_ بحارالانوار، جلد ۱۰۳ ص ۲۲۲

۵_ سورہ روم آیت ۲۱

۶_ وسائل الشیعہ: تالیف: شیخ محمد بن الحسن الحر العاملی (م سنہ) جلد ۱۴ ص ۳

۷_ وسائل الشیعہ جلد ۱۴ ص ۱۳

۸_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۲۳

۹_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۵

۱۰_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۶

۱۱_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۶

۱۲_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۲۳

۱۳_ بحارالانوار ج ۴۳ ص ۱۱۷

۱۴_ کتاب"در آغوش خوش بختي"ص ۱۴۲

۱۵_ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۴

۱۶_ محجۃ البیضائ: تالیف: محمد بن المرتضی معروف بہ ملا محسن فیض کاشانی (م سنہ ۱۰۰۰ھ) ج ۲ ص ۷۰

۱۷_ مستدرک الوسائل، تالیف: میرزا حسین النوری الطَبرسی_ ج ۲ ص ۵۵۲_

۱۸_ روزنامہ اطلاعات تہران_ الامارچ سنہ ۱۹ ۷۰ شمارہ ص ۱۳۴۰

۱۹_ سوره روم، آیت ۲۱

۲۰_ مستدرک، ج ۲ ص ۵۳۲

۲۱_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۵

۲۲_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۱۸۱

۲۳_ مستدرک ج ۳ ص ۵۵۱

۲۴_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۳

۲۵_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۱

۲۶_ روزنامہ اطلاعات تہران_ ۴ مئي سنہ ۱۹۷۲ ء شمارہ ۱۳۷۸۷

۲۷_ روزنامہ اطلاعات تہران، ۲۲ نوامبر سنہ ۱۹۷۱ شمارہ ۱۳۶۵۲

۲۸_ بحار الانوار ج ۷۶ ص ۳۶۳ بہ ملا محسن فیض کاشانی، ج ۲ ص ۹۳۱

۲۹_ محجۃ البیضاء ج ۲ ص ۷۲

۳۰_ روزنامہ اطلاعات، ۱۸ نوامبر سنہ ۱۹۷۱ شمارہ ۱۳۶۵۱

۳۱_ روزنامہ اطلاعات، ۳جنوری سنہ ۱۹۷۲ شمارہ سنہ ۱۳۶۸۹

۳۲_ بحارالانوار ج ۷۱ ص ۳۸۹

۳۳_ بحارالانوار ج ۷۳ ص ۲۹۸

۳۴_ رونامہ اطلاعات ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۷۲ئ

۳۵_ روزنامہ اطلاعت ۲۵ آگست سنہ ۱۹۷۱

۳۶_ بحارالانوار ج ۷۱ ص ۳۷۷

۳۷_ بحار الانوار ج ۱۰۳ص ۲۵۳

۳۸_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۳

۳۹_ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۲

۴۰_ بحارالانوار ج ۷۶ص ۳۶۷

۴۱_ مستدرک ج ۲ ص ۵۳۲

۴۲_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۱۷

۴۳_ مستدرک ج ۲ ص ۵۳۴

۴۴_ سورہ ابراہیم آیت ۷

۴۵_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۹

۴۶_ شافی_تالیف : محمدبن المرتضی معروف

۴۷_ وسائل الشیعہ ج ۱۱ ص ۵۴۲

۴۸_ روزنامہ اطلاعات ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۶۹

۴۹_ روزنامہ اطلاعات ۲۸ ، نوامبر سنہ ۱۹۷۱ئ

۵۰_ روزنامہ اطلاعات ۶ فروری سنہ ۱۹۷۲ئ

۵۱_ روزنامہ اطلاعات یکم مارچ سنہ ۱۹۷۲ئ

۵۲_ روزنامہ اطلاعات ۲۷ فروری سنہ ۱۹۷۲ئ

۵۳_ بحار الانوار ج ۷۳ ص ۳۸۵_

۵۴_ بحارالانوار ج ۱۰۴ ص ۳۸

۵۵_ روزنامہ اطلاعات ۲۲فروری سنہ ۱۹۷۲

۵۶_ بحارالانوار ج ۱۰۴ ص ۳۹

۵۷_ سورہ نور آیت ۳۱

۵۸_ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۵

۵۹_ بحار الانوار ج ۷۴ ص ۱۰۱

۶۰_ روزنامہ اطلاعات ، تہران ۴ اگست سنہ ۱۹۷۰

۶۱_ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۷

۶۲_ روزنامہ اطلاعات ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۷۱ ئ

۶۳_ روزنامہ اطلاعات ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۷۱

۶۴_ روزنامہ اطلاعات ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۷۰

۶۵_ روزنامہ اطلاعات ۱۶ جولائي سنہ ۱۹۷۰

۶۶_ روزنامہ اطلاعات ۱۶ جولائي سنہ ۱۹۷۰

۶۷_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۳

۶۸_ بحار الانوار ج ۷۴ ص ۵

۶۹_ بحارالانوار ج ۷۶ ص ۳۶۷

۷۰_ سورہ حجرات آیت ، ۱۲ اللہ بعضہم علی بعض و مبا انفقوا من اموالہم فالصالحات قانتات

۷۱_ بحارالانوار ج ۷۵ ص ۱۹۴

۷۲_ بحار الانوار ج ۷۵ ص ۱۹۴

۷۳_ بحارالانوار ج ۵۷ ص ۲۱۸

۷۴_ روزنامہ اطلاعات ۱۸ نوامبر سنہ ۱۹۷۱ ء

۷۵_ اطلاعات ہفتگی شمارہ ۱۶۲۸

۷۶_ روزنامہ اطلاعات ۳۰ نومبر ۱۹۶۹

۷۷_روزنامہ اطلاعات ۲ مئي سنہ ۱۹۷۰ ئ

۷۸_روزنامہ اطلاعات ۳مئي سنہ ۱۹۷۰ ئ

۷۹_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۵

۸۰_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۷

۸۱_ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۵

۸۲_ روزنامہ اطلاعات ۴ مارچ سنہ ۱۹۷۳

۸۳_ شافي ج۲ ص ۱۳۸

۸۴_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۸

۸۵_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۷

۸۶_ بحار الانوار ج ۷۵ ص ۷۱

۸۷_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۱۷۸

۸۸_ سورہ نساء آیہ ۳۴ الرجال قوامون علی النساء بما فضَل

۸۹_ روزنامہ اطلاعات ۸ اگست سنہ ۱۹۷۲

۹۰_ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۵

۹۱_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۸

۹۲_ مستدرک ج ۲ ص ۵۳۲۰

۹۳_ شافی ج ۲ ص ۱۲۹

۹۴_ روزنامہ اطلاعات ۶ اردسمبر ۱۹۷۱

۹۵_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۷

۹۶_ روزنامہ اطلاعات ۲۵ رنومبر ۱۹۶۹

۹۷_ روزنامہ اطاعات ۲۰ راکتوبر ۱۹۶۹

۹۸_ روزنامہ اطلاعات ۲۹ نوامبر سنہ ۱۹۶۹ ئ

۹۹_ روزنامہ اطلاعات ۸ مارچ سنہ ۱۹۷۰ئ

۱۰۰_ بحار الانوار ج ۷۵ ص ۱۸۶

۱۰۱_ روزنام اطلاعات ۸ جولائی سنہ ۱۹۷۰ئ

۱۰۲_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۷

۱۰۳_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۹

۱۰۴_ بحار الانوار ج ۷۱ ص ۴۱۹

۱۰۵_ روزنامہ اطلاعات _ ۲۴ نوامبر سنہ ۱۹۷۱ئ

۱۰۶_ روزنامہ اطلاعات ۱۷ آپریل سنہ ۱۹۷۲ئ

۱۰۷_ محجۃ البیضاء ج ۱ ص ۱۶۶

۱۰۸_ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۳۲

۱۰۹_ بحار الانوار ج ۷۹ ص ۳۰۰

۱۱۰_ شافی ج ۱ ص ۲۰۸

۱۱۱_ بحار الانوار ج ۷۶ ص ۱۷۵

۱۱۲_ بحارالانوار ج ۷۶ ص ۱۷۵

۱۱۳_ بحار الانوار ج ۷۶ ص ۱۷۷

۱۱۴_ شافی ج ۱ ص ۲۰۸

۱۱۵_ شافی ج ۱ ص ۲۱۵

۱۱۶_ بحارالانوار ج ۷۶ ص ۱۷۶

۱۱۷_ بحارالانوار ج ۷۶ص ۱۷۶

۱۱۸_ شافی ج ۲ ص ۱۲۴

۱۱۹_ شافی ج ۱ ص ۲۰۹

۱۲۰_ شافی ج ۱ ص ۲۱۰

۱۲۱_ شافی ج ۱ ص ۲۱۱

۱۲۲_ شافی ج ۱ ص ۲۱۱

۱۲۳_ شافی ج ۲ ص ۱۲۳

۱۲۴_ روزنامہ اطلاعات ۱۲ فروری سنہ ۱۹۷۰ ئ

۱۲۵_ روزنامہ اطلاعات ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۷۲ئ

۱۲۶_ روزنامہ اطلاعات ۲ مارچ سنہ ۱۹۷۰ئ

۱۲۷_ روزنامہ اطلاعات ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۷۲ئ

۱۲۸_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۵

۱۲۹_ بحار الانوار ج ۶۲ ص ۳۹۰

۱۳۰_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۱

۱۳۱_ بحارالانوار ج ص۱۰۳

۱۳۲_ وسائل الشیعه ج ۱۲ ص ۵۵۷

۱۳۳_ وسائل الشیعه ج ۱۶ ص۵۲۰

۱۳۴_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۳۵۵

۱۳۵_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۳۵۳

۱۳۶_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰

۱۳۷_ وسائل الشیعه ج ۱۴ ص ۱۵

۱۳۸_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص۲۴۸

۱۳۹_ مستدرک ج ۲ ص ۵۳۲

۱۴۰_ اصول کافی تالیف : ابی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی الرّازی (م سنه ۳۲۹ هـ) ج ۵ ص ۸۴

۱۴۱_ اصول کافی ج ۵ ص ۸۴

۱۴۲_ اصول کافی ج ۵ ص ۸۶ بانوی نمونه اسلام ص ۷۴

۱۴۳_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۷

۱۴۴_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۱

۱۴۵_ اصول کافی ج ۵ ص ۱۱۳

۱۴۶_ آئین شوهرداری ش ۱۷۲

۱۴۷_ بحارالانوار ج ۱ ص ۱۶۵

۱۴۸_ بحارالانوار ج ۱ ص ۱۷۵

۱۴۹_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۸

۱۵۰_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۶

۱۵۱_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۷

۱۵۲_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۶

۱۵۳_ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۸

۱۵۴_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۶

۱۵۵_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۷۵

۱۵۶_ روزنامہ اطلاعات ۴ اپریل سنہ ۱۹۷۴ئ

۱۵۷_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۸۸

۱۵۸_ وسائل الشیعہ ج ۵ ص ۱۸۹

۱۵۹_ سورہ نساء آیت ۳۴

۱۶۰_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰

۱۶۱_ سورہء بقرہ آیت ۲۲۸

۱۶۲_ روزنامہ اطلاعات ۶ دسمبر سنہ ۱۹۷۱ ئ

۱۶۳_ روزنامہ اطلاعات ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۷۲ ئ

۱۶۴_ سورہء روم آیت ۲۱

۱۶۵_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۳۲۶

۱۶۶_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۷

۱۶۷_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۸

۱۶۸_ بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۳۶

۱۶۹_ شافی ج ۲ ص ۱۳۸

۱۷۰_ روزنامه اطلاعات ۲۶ جنوری سنه ۱۹۷۰ء

۱۷۱_ روزنامه اطلاعات ۲۷ فروری سنه ۱۹۷۲ء

۱۷۲_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۳۰۳

۱۷۳_ مواعظ العدديه_ تاليف : سيد محمد بن الحسن معروف به ابن قاسم الحسينى العالمى ص ۱۵۱

۱۷۴_ بحارالانوار ۱۰۳ ص ۲۲۴

۱۷۵_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۶

۱۷۶_شافی ج ۱ ص ۱۶۶

۱۷۷_شافی ج ۱ ص ۱۶۶

۱۷۸_شافی ج ۱ ص ۱۷۶

۱۷۹_ محجة البيضاء ج ۲ ص ۵۴

۱۸۰_ بحارالانوار ج ۷۱ ص ۳۸۹

۱۸۱_ بحارالانوار ج ۷۱ ص ۳۸۵

۱۸۲_ بحارالانوار ج ۷۳ ص ۲۹۸

۱۸۳_ بحارالانوار ج ۷۲ ص ۳۲۶

۱۸۴_ بحارالانوار ج ۷۲ ص ۱۹۶

۱۸۵_ مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۳۱

۱۸۶_روزنامه اطلاعات ۵ مئي سنه ۱۹۷۲ئ

۱۸۷_شافی ج ۱ ص ۲۰۶

۱۸۸_ روزنامہ اطلاعات ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۶۹ ئ

۱۸۹_روزنامہ اطلاعات ۵ اگست سنہ ۱۹۷۰ئ

۱۹۰_روزنامہ اطلاعات ۳مئي سنہ ۱۹۷۰ ئ

۱۹۱_روزنامہ اطلاعات ۶ مئي سنہ ۱۹۷۰ئ

۱۹۲_روزنامہ اطلاعات ۲۲ فروری سنہ ۱۹۷۲ئ

۱۹۳_روزنامہ کیھان ، تہران ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۷۳ئ

۱۹۴_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۳

۱۹۵_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۵

۱۹۶_ شافی ج ۲ ص ۱۳۹

۱۹۷_ بحارالانوار ج ۷۵ ص ۲۷۲

۱۹۸_ اطلاعات ہفتگی شمارہ ۱۶۴۶

۱۹۹_روزنامہ کیھان ، تہران ۴ اپریل سنہ ۱۹۷۳ئ

۲۰۰_روزنامہ اطلاعات ۲ مئي سنہ ۱۹۷۰ئ

۲۰۱_روزنامہ اطلاعات ۳ مئي سنہ ۱۹۷۰ئ

۲۰۲_ روزنامہ کیھان ۲۳ فروری سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۰۳_ روزنامہ کیھان ۵ مارچ سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۰۴_ اطلاعات ہفتگی شمارہ ۱۶۳۶

۲۰۵_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۱۶۸

۲۰۶_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۱۶۸

۲۰۷_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۱۶۸

۲۰۸_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۴۰۰

۲۰۹_ سورہ ء نساء آیت ۳۴

۲۱۰_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰

۲۱۱_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۷

۲۱۲_ وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۲۵۱

۲۱۳_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۹

۲۱۴_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۹

۲۱۵_ روزنامہ اطلاعات ج ۳ اپریل سنہ ۱۹۷۲ ء

۲۱۶_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰

۲۱۷_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰

۲۱۸_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰

۲۱۹_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۳۴۹

۲۲۰_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۱

۲۲۱_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۱۹

۲۲۲_ سورہ نساء آیت ۳۴

۲۲۳_ وسائل الشیعہ ج ۱۳ ص ۱۱۹

۲۲۴_ سورہ حجرات آیت ۱۲

۲۲۵_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۸

۲۲۶_ بحارالانوار ج ۷۵ ص ۱۹۴

۲۲۷_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۲

۲۲۸_ بحارالانوار ج ۷۴ ص ۱۸۷

۲۲۹_ وسائل الشیعہ ج ۱۰۳ ص ۱۱۱

۲۳۰_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۳۹

۲۳۱_ روزنامہ اطلاعات ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۷۳ء

۲۲۲_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۰۹

۲۳۳_ روزنامہ اطلاعات ۱۵ فروری سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۳۴_ روزنامہ اطلاعات ۱۶ فروری سنہ ۱۹۷۰

۲۳۵_ سورہ نور آیت ۳۰

۲۳۶_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۳۸

۲۳۷_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۳۹

۲۳۸_ کتاب او نمی داند چرا ؟ (اوروہ نہیں جانتے ، کیوں ؟) ص ۱۴۰

۲۳۹_ شافی ج ۱ ص ۱۹۷

۲۴۰_ شافی ج ۱ ص ۱۹۷

۲۴۱_ بحارالانوار ج ۶۲ ص ۱۲۹

۲۴۲_ شافی ج ۱ ص ۲۰۸

۲۴۳_ شافی ج ۱ ص ۲۰۸

۲۴۴_ شافی ج ۱ ص ۲۱۰

۲۴۵_ شافی ج ۱ ص ۲۱۲

۲۴۶_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۵۴

۲۴۷_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۹

۲۴۸_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۲۲

۲۴۹_ بحارالانوار ج ۷۶ ص ۱۰۲

۲۵۰_ روزنامہ اطلاعات ۸ مئي سنہ ۱۹۷۲ ئ

۲۵۱_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۲۲

۲۵۲_ وسائل الشیعہ ج ۲ ص ۶۴۳

۲۵۳_ سورہ فرقان آیت ۶۷

۲۵۴_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۵۸

۲۵۵_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۶۱

۲۵۶_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۶۱

۲۵۷_ مستدرک ج ۲ ص ۶۴۳

۲۵۸_ بحارالانوار ج ۱۰۴ ص ۶۹

۲۵۹_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۴۹

۲۶۰_ بحارالانوار ج ۱۰۴ ص ۷۳

۲۶۱_ بحارالانوار ج ۱۶ ص ۲۲۷

۲۶۲_ بحارالانوار ج ۱۰۶ ص ۲۳۰

۲۶۳_ روزنامہ اطلاعات ۲ جولائی سنہ ۱۹۷۰ ئ

۲۶۴_ کتاب و نمی دانند چرا ؟ ص ۱۳۸

۲۶۵_ روزنامہ اطلاعات ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۶۶_ روزنامہ اطلاعات ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۷۲ ء

۲۶۷_ روزنامہ اطلاعات ۸ مئی سنہ ۱۹۷۲ء

۲۶۸_ سورہ ء تحریم آیت ۶

۲۶۹_ وسائل الشیعہ ج ۱۱ ص ۴۱۷

۲۷۰_ مستدرک ج ۲ ص ۵۵۰

۲۷۱_ بحارالانوار ج ۱۰۳ ص ۲۲۷

۲۷۲_ روزنامہ اطلاعات ۱۷ فروری سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۷۳_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۷

۲۷۴_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۶

۲۷۵_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۹۹

۲۷۶_ روزنامہ اطلاعات ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۷۲ ء

۲۷۷_ روزنامہ اطلاعات ۵ جولائی سنہ ۱۹۷۰ئ

۲۷۸_ روزنامہ اطلاعات ۷ مارچ سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۷۹_ سورہ نحل آت ۵۸

۲۸۰_ مستدرک ج ۲ ص ۶۱۵

۲۸۱_ مستدرک ج ۲ ص ۶۱۴

۲۸۲_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۰۰

۲۸۳_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۱۰۱

۲۸۴_ کتاب راز آفرینش انسان ص ۱۰۸

۲۸۵_ بحارالانوار ج ص ۳۴۲

۲۸۶_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۲۲

۲۸۷_ وسائل الشیعہ ج ۱۴ ص ۱۲۲

۲۸۸_ سورہ نساء آیت ۳۵

۲۸۹_ مکارم الاخلاق ص ۲۳۵

۲۹۰_ وسائل الشیعہ ج ۱۵ ص ۲۶۷

۲۹۱_ مکارم الاخلاق ص ۲۴۸

۲۹۲_ روزنامہ اطلاعات ۳ مارچ سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۹۳_ روزنامہ اطلاعات ۷ مارچ سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۹۴_ روزنامہ اطلاعات ۷ مارچ سنہ ۱۹۷۳ئ

۲۹۵_ روزنامہ اطلاعات ۹ مارچ سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۹۶_ روزنامہ اطلاعات ۷ مارچ سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۹۷_ روزنامہ اطلاعات ۱۵ جنوری سنہ ۱۹۷۲ئ

۲۹۸_ روزنامہ اطلاعات ۸ مارچ سنہ ۱۹۷۰ئ

۲۹۹_ روزنامہ اطلاعات ۱۰ فروری سنہ ۱۹۷۰ئ

۳۰۰_ روزنامہ اطلاعات ۲۹ دسامبر سنہ ۱۹۶۹ئ

۳۰۱_روزنامہ کیہان تہران ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۶۹ئ

۳۰۲_ روزنامہ اطلاعات ۲۴جنوری سنہ ۱۹۷۳ئ

۳۰۳_ روزنامہ اطلاعات ۷ فروری سنہ ۱۹۷۰ئ

۳۰۴_ روزنامہ اطلاعات ۲۸ مئي سنہ ۱۹۷۰ئ

۳۰۵_ روزنامہ اطلاعات ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۷۲ئ

فہرست

عرض مترجم ٤

پیش لفظ ٨

پہلا حصّہ ١٣

خواتین کے فرائض شادی کا مقصد ١٣

١_ بے مقصد گھومنے اور عدم تحفظ کے احساس سے نجات اور خاندان کی تشکیل ١٣

٢_ جنسی خواہشات کی تسکین ١٣

٣_ تولید و افزائشے نسل ١٣

"شوہر داري" یعنی شوہر کی نگہداشت اور دیکھ بھال ١٨

محبت کا اظہار کیجئے ١٩

شوہر کا احترام ٢٢

شکوہ شکایت ٢٦

بے جا توقعات ٣٣

اپنے شوہر کی دلجوئي کیجئے ٣٦

شکر گزار کی عادت ڈالئے : ٣٨

عیب جوئی نہ کیجئے ٤١

اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں سے سروکار نہ رکھیئے ٤٤

اسلامی حجاب ٤٧

اپنے شوہر کی غلطیوں کو معاف کردیجئے : ٥٠

شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ میل ملاپ کے ساتھ رہیئے ٥١

اپنے شوہر کے شغل اور پیشے پر اعتراض نہ کیجئے _ ٥٤
اگر پردیس میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوں............ ٦٠
اگر آپ کے شوہر گھر میں کام کرتے ہیں ٦٢
اپنے شوہر کی ترقی میں مدد کیجئے............ ٦٥
دھیاں رکھئے آپ کے شوہر غلط راہ اختیار نہ کر لئیں............ ٦٧
شکی عورتیں............ ٧٢
دوسروں کی برائي کرنے والوں کی باتوں پر توجہ نہ دیجئے :............ ٨٦
خاتون محترم............ ٨٩
شوہر کی رضامندی ضروری ہے ، ماں کی نہیں ٩٠
گھر میں بھی صاف ستھری اور سجی بنی رہئے :............ ٩٥
اس پر اپنی مامتا نچھاور کیجئے ٩٨
شوہر کو خاندان کا سرپرست مانئے ١٠٠
سختیوں کو جھیلنا سیکھئے............ ١٠٣
لڑائي جھگڑا نہ کیجئے............ ١٠٥
مثال کے لئۓ ذیل کے سچے واقعات پر توجہ کیجئے _............ ١٠٦
اگر غصہ میں ہو تو خاموش رہئے............ ١٠٨
مردوں کے پسندیدہ مشغلے............ ١١١
خانہ داري............ ١١٢
صفائي............ ١١٤
گھر کی سجاوٹ............ ١١٨

اس سلسلہ میں ذیل کے واقعہ سے عبرت حاصل کیجئے_ ۱۲۱
کھانا پکانا ۱۲۳
مہمانداري ۱۳۰
دوسری مشکل ۱۳۲
امین خانہ ۱۳۷
خواتین کے مشاغل ۱۳۹
اپنے فرصت کے اوقات کو ضائع نہ کیجئے ۱٤٤
بچّوں کی پرورش ۱٤۸
۱_ شادی کا ثمرہ ۱٤۸
۲_ بچّوں کی تربیت ۱٤۹
غذا اور صحت ۱۵۳
دوسرا حصہ ۱۵۷
مردوں کے فرائض ۱۵۷
خاندان کا سرپرست ۱۵۸
بیوی کی دیکھ بھال ۱۵۹
اپنی محبت نچھاور کیجئے ۱۵۹
اپنی بیوی کی عزّت اوراحترام کیجئے ۱٦۳
خوش اخلاق بنیئے ۱٦٦
بے فائدہ شکوے شکایات ۱۷۲
اعتراض اوربہانہ جوئي ۱۷۵

تسلی اور دلجوئی ۱۷۹
عیب تلاش نہ کیجئے ۱۸۱
بدگوئی کرنے والوں کی باتوں پر دھیاں نہ دیجئے ۱۸٤
اس کی لغزشوں کو نظر انداز کیجئے ۱۹۲
بیوی کی ماں ۱۹٦
دھیان رکھئے ۲۰٤
ذیل کے واقعہ پر توجہ فرمائیے ۲۰۸
تنبیہ ۲۰۹
شکّی مرد ۲۱۵
بدکردار عورت ۲۲۵
غیر عورتوں پر نظر ڈالنے سے اجتناب کیجئے ۲۲۷
سپاس گزار بنیئے ۲۳۱
گھر میں بھی صاف ستھرے رہیئے ۲۳٤
اپنی بیوی کی تیمارداری کیجئے ۲۳۷
خاندان کے اخراجات ۲٤۰
گھر کے کاموں میں اپنی بیوی کی مدد کیجئے ۲٤۳
گھر جلدی آیا کیجئے ۲٤٤
وفادار بنیئے ۲٤٦
تعلیم و تربیت ۲۵۰
بچوں کی پیدائش ۲۵۳

زمانہ حمل اورزچگي ۲۶۲

بچہ کی پرورش میں بیوی کی مدد کیجئے.. ۲۶۶

اختلافات کو حل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ.. ۲۶۸

طلاق... ۲۷۱

فہرست ماخذ.. ۲۷۸

(حواشی).. ۲۷۸